تذکرہ

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

دنیا میں جنت کی بشارت
پانیوالے خوش نصیب

- حضرت سیدنا ابوبکر صدیق
- حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم
- حضرت سیدنا عثمان غنی
- حضرت سیدنا علی المرتضی
- حضرت سیدنا طلحہ
- حضرت سیدنا زبیر
- حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف
- حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص
- حضرت سیدنا سعید بن زید
- حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح

مُرتّب
علامہ محمد ماجد علی کمالی

قادری رضوی کُتب خانہ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

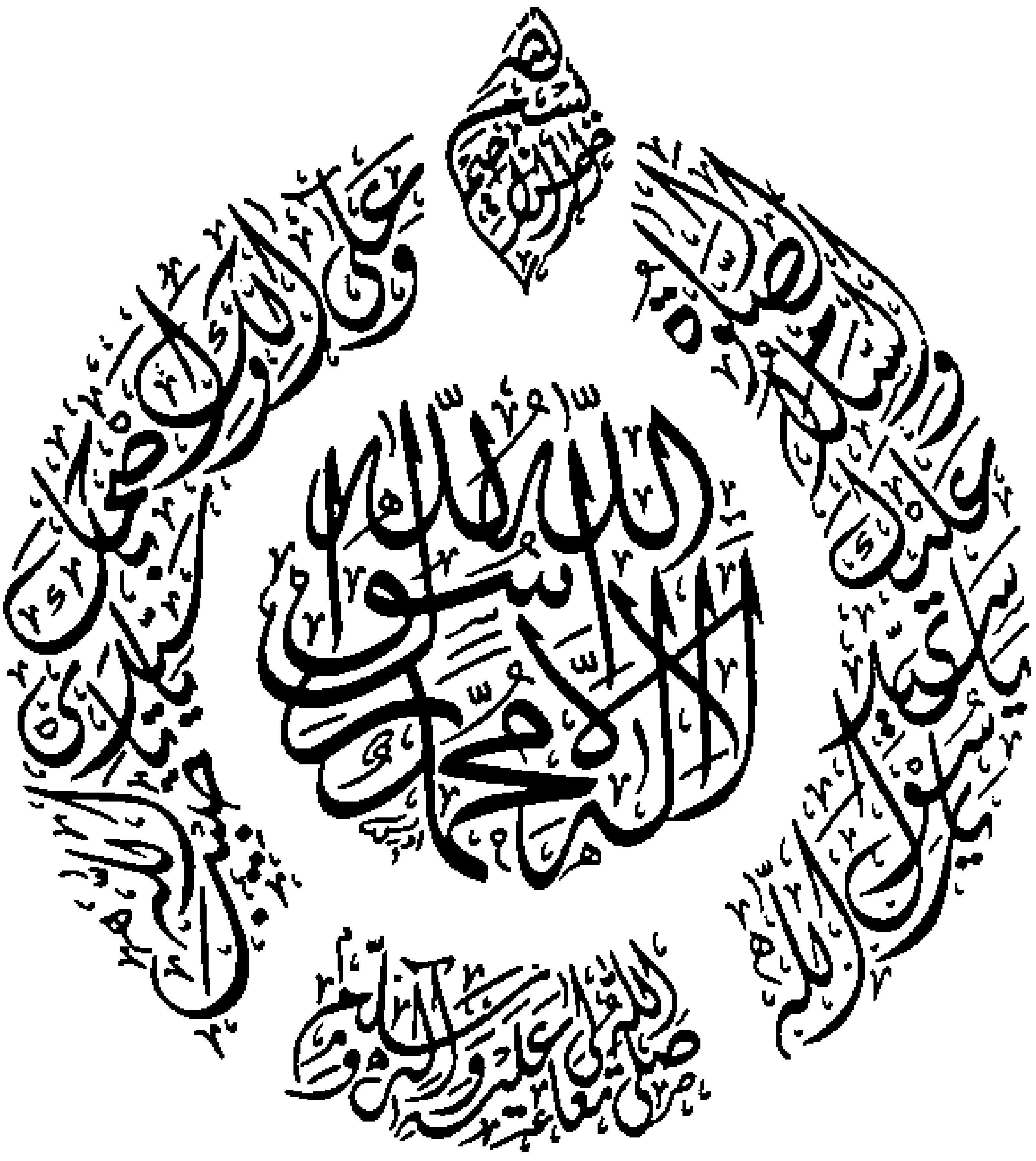

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ	لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ	وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا	وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مکتبہ حنفیہ ‖ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

Marfat.com

دنیا میں جنت کی بشارت پانیوالے
خوش نصیب

تذکرہ

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

مُرتّب

علامہ ماجد علی کمالی

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

نام کتاب	ـــــــ	عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم
مرتب	ـــــــ	ماجد علی کمالی
حسب فرمائش	ـــــــ	عطاء الرسول قادری لاہور کینٹ
اشاعت بار اول	ـــــــ	1431ھ/2010ء
صفحات	ـــــــ	408
کمپوزنگ	ـــــــ	غلام محمد یٰسین
زیر نگرانی	ـــــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ـــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ـــــــ	1100
قیمت	ـــــــ	300 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے شیخ گرامی، عارفِ حقانی محرم رازِ سبحانی، معدنِ حکمت ربانی، شہبازِ لامکانی، حضور تابش کمال المعروف بہ

حضرت کمالِ ثانی دامت برکاتھم العالیہ

کے نام کرتا ہوں۔

جن کی نظرِ کیمیا گر تے بندہ پر تقصیر کو اوج ثریا پر متمکن کر دیا۔

سگ کوچہ کمال

ماجد علی کمالی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ اللہ جل شانہٗ مختلف اوقات و زمانہ میں مختلف علاقوں اور قوموں کے لئے نفسِ امارہ کی دلدل میں پھنسنے والوں کی نجات کے لئے نبی، رسول اور پیغمبر مبعوث فرماتا رہا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ یہ فیضانِ خداوندی کسی علاقے، زمانے، فرقے، گروہ یا قوم کے لئے مخصوص نہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات، فخرِ موجودات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی اور رحمۃ اللعالمین بنا کر صرف جن و انس کا ہی نہیں بلکہ کائنات ارض وسماء کا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف کلام الٰہی کے ذریعے تعمیر و تلقین اور رشد و ہدایت فرمائی بلکہ اپنی مقدس زندگی کو بطور نمونہ ایک چلتا پھرتا قرآن بنا کر دکھایا جو لوگ براہ راست آپ ﷺ کی تعلیمات سے مستفیض ہوئے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تھی۔

یوں تو رسول اللہ ﷺ کا ہر صحابی ایک سے بڑھ کر ایک فضیلت کا مالک تھا۔ جیسا آنحضرت ﷺ کے فرمانِ اقدس ''میرے صحابہ مانند ستاروں کی مثل ہیں جس کی سیرت کو اپناؤ گے فلاح پاؤ گے'' کے مصداق تمام صحابہ کرام کی سیرت اقدس ہمارے لئے قابل تقلید اور باعثِ نجات ہے۔ مگر اس پاک جماعت میں

Marfat.com

بھی دس نفوس مبارکہ پر مبنی ایک مختصر جماعت ایسی تھی جن کو ان کے ذاتی کردار، علم و حکمت، سخاوت و فیاضی، سپاہ گری و سالاری، خلوص و وفاداری، حلم و بردباری کی وجہ سے دنیا ہی میں سندِ جنت سے نوازا گیا۔ جو امتِ محمدیہ ﷺ میں ''عشرہ مبشرہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جن کا جسدِ خاکی زمین پر مگر روح عرشِ معلیٰ کے سامنے ذاتِ باری تعالیٰ کے مشاہدہ میں غوطہ زن ہوتی تھی۔ آخر ان لوگوں کو اتنا بلند مقام کیسے ملا یقیناً آنحضرت ﷺ کے طفیل ملا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے نبی اکرم ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔ خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو چھوڑ کر خالقِ حقیقی کی عبادت کا راستہ اختیار کیا۔ یہی وہ لوگ تھے جن کی زندگی اور موت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھی۔

یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سفر میں، حضر میں، جلوت میں، خلوت میں، صحراؤں میں، پہاڑوں میں، جنگلوں میں غرضیکہ ہر مقام پر اللہ جل جلالہ کی رسی کو تھامے رکھا۔ انہوں نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی بجا آوری میں اپنی تمام خواہشات کو رد کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو پا لیا جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب مستطاب ''عشرہ مبشرہ'' اُمت محمدیہ ﷺ کے ان نامور جانثاران رسول ﷺ کی حسین داستانوں پر مشتمل ہے جن کا ذکر روحوں کو تازگی اور دلوں کو روشنی عطا کرتا ہے۔ جن کی باتیں خدا کا لشکر ہیں۔ جن کی مقدس سیرت قدم قدم پر بندگانِ خدا کی مدد کرتی ہے۔ جن کی زندگی کا ایک ایک رنگ ہمیں کشاں کشاں اُن کی دہلیز کرم تک لے جاتا ہے۔ جن کی تعلیمات سے مشکوٰۃ نبوت کے اجالے پھوٹتے ہوتے نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

ارباب علم و دانش کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ میری دوسری تالیف آپ تک چوہدری عبدالمجید قادری منیجر قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور کے تعاون سے باریابی کا شرف حاصل کر رہی اور محرم نوازی کرتے ہوئے بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں اور اگر کوئی قابل تسلیم خامی نظر آئے تو مجھ کو ضرور باخبر کریں۔ ساتھ ہی اپنی گرانقدر رائے بھیج کر ہمت افزائی فرمائیں تا کہ اگلا ایڈیشن اصلاح اور آپ کی قابل قدر رائے کی شمولیت کے ساتھ شائع کیا جائے۔

ماجد علی کمالی

Marfat.com

حسن فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عظمت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم	21
سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	25
نام ونسب/فضائل ومناقب	25
نام ولقب	26
صدیق لقب کی وجہ	28
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان	29
والدہ ماجدہ	29
پیدائش اور پرورش	30
زمانہ جاہلیت میں منصب	30
تقویٰ اور پرہیزگاری	31
حلیہ مبارک/اسلام لانے کا واقعہ	32
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت	36
شجاعت وبہادری	37
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مال تصدق کرنا	39
عبا میں کانٹے لگا لیے	40
اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہیں	41
میں خود ہی آجاتا	42
علم میں مقام/فہم وفراست	43
اگر خلیل بناتا	44
قلیل احادیث مروی کا سبب؟	45
تحمل مزاجی	45
علم الانساب میں مہارت	46
علم تعبیر میں مہارت	46
فصاحت وبلاغت/صائب الرائے	47
افضل الصحابہ	48
صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے	49
سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	50
بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوب	51
عمر رسیدہ لوگوں کے سردار	52
مجھے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی شان میں اشعار سناؤ (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم)	52
رحم دلی	53
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآنی آیات	54
کامل الایمان	56
زمین وآسمان میں وزارات	57

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
رسول اللہ ﷺ کے معاون اور مددگار	58
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان ہے	60
فضائل و مناقب میں احادیث	61
سب نے تکذیب کی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے تصدیق کی	61
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر نور ہے	62
تکبر سے پاک	63
اعمال میں سبقت اور جنتی	63
نیک کام میں سب سے آگے	65
اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے	65
غار اور کوثر کے ساتھی	66
اعلیٰ قسم کے جنتی پرندے	67
آسمانوں پر نام/نفس مطمعنہ	67
رسول اللہ ﷺ کے ساتھی	68
تمام نیک خصلتوں کے جامع	68
مجلس نبوی میں خاص جگہ	69
حساب و کتاب سے	69
شان صدیق میں صحابہ اور سلف کے فرمان	70
فرمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	70

عنوان	صفحہ نمبر
فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ	70
لقب رحم دل	71
آسمانی کتب میں لقب	72
تمام امتوں میں سے افضل	72
چند مخصوص فضائل	72
حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گفتگو سننا	73
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر احادیث	74
میرے بارہ خلفاء ہوں گے	74
میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا	75
نماز کی امامت	76
اقوال آئمہ کی روشنی خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ	78
خلافت کے مستحق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے	78
سینے پر دو نشان	79
آسمانی کتب میں خلافت صدیق کا بیان	80
اللہ نے ان کو خلیفہ بنایا	80
قرآن سے خلافت صدیقی کا ثبوت	82
صحابہ کا خلافت صدیقی پر اجماع تھا	85
خلافت صدیقی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان	85
بیعت خلافت	86
اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے	94
تاریخ بیعت	95

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
خلافت صدیقی کے اہم واقعات	96
مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ	96
لشکر اسلام	98
مانعین زکوٰۃ سے جنگ	99
جنگ کے لیے روانگی	100
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال	101
مسیلمہ کذاب کا قتل	101
فتنہ ارتداد کا قلع قمع	102
مدائن و شام پر لشکر کشی	102
جمع قرآن	103
اولیات صدیقی	104
سرکاری وظیفہ	105
بوقت وصال بیت المال خالی تھا	106
خدمت خلق	108
حج بیت اللہ	109
مرض اور وفات	110
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے صحابہ سے مشورہ اور وصیت نامہ	111
تین شخص سب سے زیادہ عقلمند	111
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقرر پر صحابہ کی رضامندی	113
نماز جنازہ اور تدفین	118

عنوان	صفحہ نمبر
خلافت کی مدت	119
روایت کردہ احادیث کی تعداد	120
آپ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)	120
مروی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	122
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور قرآن کی تفسیر	133
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقوال اور فیصلے	135
والدین کا مقام	137
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو قتل کر دو	138
زانی کو جلاوطن کر دیا	139
مشتبہ کھانا قئے کر دیا / پڑوسی سے نہ لڑو	143
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبات	144
نصائح صدیقی	147
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعائیں	148
خوف خداوندی	149
رعب و دبدبہ	151
خواب کی تعبیر دینا	151
ذہانت و فطانت	153
اہل بدر کا مقام	154
چار پشتیں صحابی	155

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	157
نام ونسب	157
مروی احادیث	158
قبول اسلام	159
لقب فاروق کی وجہ	164
اسلام لانے پر اہل آسمان میں خوشی اور فتح اسلام	166
اسلام کا عروج وزوال	167
اعلانیہ ہجرت	168
فضائل ومناقب/ جنت کا محل	169
علم میں کامل/ دین میں کامل	169
شیطان راستہ چھوڑ دیتا ہے	170
محدث امت	170
زبان وقلب پر حق کا نزول	170
یوم قیامت مصافحہ/ نزول سکینہ	171
اہل جنت کے چراغ	171
فتنوں کا دروازہ بند	171
غصہ غلبہ اور رضا حکمت	172
شیطان ڈرتا ہے	172
حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا	172
خلافت کی طرف اشارہ	173
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام روئے گا	173
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت وعداوت	174
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابہ و سلف کے اقوال	175
دنیا سے بے نیاز	176
سب سے زیادہ عالم	176
خلفاء ثلاثہ شان میں بے مثال	176
کتب سماویہ میں تذکرہ/ خاص فضیلت	177
شیطان قید	178
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقات قرآن	180
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات	186
گھر جل گیا	188
دریائے نیل کے نام خط	188
جھوٹ کی پہچان	189
سیرت فاروقی/ سرکاری وظیفہ	191
گورنروں کیلئے شرائط نامہ	191
اولاد کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا	191
مچھلی کھانے سے انکار	192
پیوند دار صوف کا لباس/ سفر میں سادگی	193
خوف خداوندی	193

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
زمانہ خلافت میں تجارت	194
حلیہ مبارک	195
فتوحات فاروقی	196
مسجد نبوی شریف ﷺ کی توسیع	197
دعائے شہادت	198
کتب سماوی میں شہادت کی خبر	198
قبل شہادت خواب/ اسباب شہادت	199
خلافت کے بارے میں صلاح ومشورہ	201
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین	203
خلیفہ کا تقرر	203
تاریخ شہادت اور تدفین	204
اولیات فاروقی	205
لقب امیر المومنین کی ابتداء	206
تاریخ اسلام لکھنے کی ابتداء	208
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا	208
مخلوق کی خبر گیری	209
خلیفہ اور بادشاہ میں فرق	210
خاص علامت	211
قیصر روم کا خط/ خط کا جواب	212
عمال کے اثاثوں کی فہرست	212
بیٹے کو سزا	215
عاجزی وانکساری اور خوف	215
اہل بیت سے محبت	216
دفاتر کا قیام اور مشاورت	217
جنات کا شان عمر میں قصیدہ پڑھنا	218
خلافت اہل بدر واُحد کا حق ہے	219
اولاد کو خلیفہ بنانے سے انکار	219
ایک بادشاہ کے ملتے جلتے فضائل	219
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر جنوں نے نوحہ کیا	220
کفن دفن کے متعلق وصیت	221
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	225
نام ونسب/ ولادت/ شادی	225
خاص فضیلت/ مروی احادیث	226
ذوالنورین لقب کی وجہ	227
قرابت نبوی ﷺ	228
حلیہ اور حسن وجمال	228
اسلام قبول کرنے پر تکلیف کا سامنا	229
بمعہ اہل کے ہجرت	229
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت	230
فضائل ومناقب/ بیر رومہ خریدنا	231
جیش عسرہ میں مالی قربانی	231

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
بیعت رضوان	232
شہادت کی خبر	233
فرشتوں کا حیاء کرنا	234
بیعت خلافت	23
آپ کے زمانہ خلافت کے اہم واقعات	237
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت	239
اسباب شہادت	239
مروان کو ہمارے حوالے کرو لوگوں کا مطالبہ	243
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار اور گھر کا محاصرہ	243
حسنین کریمین اور فرزندان طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کا حفاظت کرنا	244
محمد بن ابو بکر کا اندر داخل ہونا اور ایک بلوائی کا قتل کرنا	244
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برہمی	245
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے لوگوں کا اصرار	246
مروان کا فرار ہونا اور قتل کی تفتیش	246
حضرت مغیرہ بن شعبہ سے گفتگو	247
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	248
تاریخ شہادت	248
تلوار خداوندی/ قاتلوں کا بُرا انجام	249

عنوان	صفحہ نمبر
پہلا اور آخری فتنہ	249
حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شہادت کا اظہار	250
اسلاف کا شہادت پر اظہار	251
حسن سیرت	252
عصاء توڑنے والے کا بُرا انجام	253
اولیات عثمانی	253
حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ	255
نام و نسب	255
ابو تراب لقب کی وجہ	257
مروی احادیث کی تعداد	257
فضائل و مناقب	258
علی مولیٰ	259
حضرت علی سے محبت رکھنے کا حکم	260
علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں/ رشتہ مواخات	260
رشتہ مواخات/ منافق کون؟	260
دل روشن	261
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اقوال	262
علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے	264
خاص خصائل	265
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی تباہی ہے	265
قرآن کی حفاظت	265

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل	266
قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے	266
بدبخت شخص	266
بیعت خلافت/ جنگ صفین	267
خوارج کا ظہور اور ان سے جنگ	268
خوارج کی ناپاک سازش	269
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	269
قاتل ملجم کا بُرا انجام	270
مزار مقدس	271
خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمان	272
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں رائے	274
توکل علی اللہ	274
خلفاء راشدین کون تھے	275
ایک شخص اندھا ہو گیا	275
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے	276
جھوٹے کو سخت سزا	277
بیت المال میں جھاڑو دے کر نماز پڑھنا	277
قواعد عربی	278
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال	279

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شاعری	281
امام حسن رضی اللہ عنہ کو آٹھ باتوں کی وصیت	282
زرہ کا گم ہونا اور یہودی کا مسلمان ہونا	283
تفسیر قرآن مجید اور نزول وحی کا علم	284
حکمت آموز اقوال	285
پانچ باتیں	286
سات باتیں شیطان کی طرف سے ہیں	287
وفات پر مرثیہ	287
حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	289
نام ونسب/ بے مثال تربیت	289
قبول اسلام	290
جان نثاری/ ہجرت/ مواخات	291
غزوات میں شرکت/ یادگار نیزہ	292
غزوہ بدر میں شجاعت	292
غزوۂ اُحد/ غزوۂ خندق	293
حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم/ غزوہ خیبر	294
فتح مکہ	295
مختلف غزوات	296
جنگ یرموک کا حیرت انگیز کارنامہ	297
فسطاط کی فتح	297
اسکندریہ کی تسخیر	298

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
مفتوحہ ممالک کا تقسیم کا مطالبہ	299
جنگ جمل اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حق پسندی	304
شہادت	306
اخلاق وعادات/خشیت الٰہی	307
تقویٰ و پرہیز گاری	307
قلت روایت کا سبب	308
مساوات پسندی	308
استقلال/امانت ودیانت/سخاوت	309
ذریعہ معاش اور تمول	310
قرض اور اس کی ادائیگی	310
جاگیر وزراعت	311
آل واولاد سے محبت	312
غذا ولباس/حلیہ مبارک/اولاد وازواج	313
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	315
نام ونسب	315
قبول اسلام	316
مواخات	316
ہجرت/غزوات میں شرکت	317
غزوۂ اُحد میں جانثاری	318
خیر کا لقب/متفرق غزوات	319

عنوان	صفحہ نمبر
فیاض کا لقب	320
عہد صدیقی	321
عہد فاروقی	322
عہد عثمانی	323
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بادلِ ناخواستہ بیعت کی	324
خلیفہ وقت کے مقابلہ میں خروج اور اس کی وجہ	324
بصرہ پر قبضہ	325
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے مقابلہ کے لیے بڑھنا	325
شہادت	325
تجہیز وتکفین/اخلاق وعادات	326
سخاوت/لقب فیاض	327
تنگدست خاندانوں کی کفالت	328
مہمان نوازی	328
احباب کی حوصلہ افزائی	329
خدمت گزاری	329
اسوۂ حسنہ پر عمل/حسن معاشرت	330
ذریعہ معاش/تمول	331
غذا ولباس/حلیہ مبارک	332

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
اولاد و ازواج	332
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	333
نام و نسب/قبول اسلام	333
ہجرت/مواخات	334
غزوات میں شرکت	335
دومۃ الجندل کی مہم	335
فتح مکہ	336
عہد صدیقی/عہد فاروقی	337
واقعہ ہائلہ	339
حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ایثار	339
وفات	341
علم و فضل/اصابتِ رائے	342
اخلاق و عادات/خوفِ خدا	343
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت	344
صدق و عفاف	345
انفاق فی سبیل اللہ	346
مذہبی زندگی	347
ذریعہ معاش/غذا و لباس	348
حلیہ مبارک/اولاد و ازواج	349
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	351
نام نسب خاندان/قبول اسلام	351

عنوان	صفحہ نمبر
استقامت/مکہ کی زندگی	352
ہجرت	353
غزوات میں شرکت	355
غزوۂ بدر/غزوۂ اُحد	355
متفرق غزوات	356
ایک مبارک پیشین گوئی	357
عراق کی فوج کشی	359
سپہ سالاری	361
جنگِ قادسیہ	363
عراقِ عرب پر عام لشکر کشی	366
دریا میں گھوڑے ڈال دیئے	368
امارت	369
تعمیر کعبہ	370
متفرق انتظامات	371
معزولی	373
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سفارش	373
دوبارہ تقرری	374
دورِ فتنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی گوشہ نشینی	374
وفات	375
علم و فضل	376
اخلاق و عادات	377

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حفاظت نبوت ﷺ	377
اتباع سنت	378
مدینہ کے درخت کونہ کاٹنے دیا	378
زہدوتقویٰ	378
تواضع/ذریعہ معاش وجاگیر	379
حلیہ مبارک	379
ازواج،اولاد	380
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	381
نام نسب خاندان	381
قبول اسلام/ہجرت	381
غزوات/والدکوقتل کردیا	382
غزوہ اُحد	383
غزوہ خندق اور بنوقریظہ	383
بیعت رضوان	383
متفرق خدمات اورلقب امین الامت	385
دنیا کی کشادگی کی وجہ سے دل میں حسد پیداہوتاہے	385
شام کی سپہ سالاری	386
معرکہ فحل	387
فتح حمص	388
یرموک کی فیصلہ کن جنگ	389

عنوان	صفحہ نمبر
بیت المقدس	392
رومیوں کی آخری کوشش	393
امارت/طاعون عمواس	394
اخلاق وعادات	396
حلیہ مبارک/اولادوازواج	400
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ	401
نام نسب خاندان	401
قبول اسلام	403
ہجرت اورغزوات میں شرکت	403
وفات	405
ذاتی حالات اوراخلاق وعادات	405
ایک عورت اندھی ہوکرمری	405
اصحاب رسول ﷺ کااحترام	406
اہل وعیال	407

Marfat.com

عشرہ مبشرہ

سوزِ یقین و سازِ صداقت لئے ہوئے
آئے جہاں میں عشق کی فطرت لئے ہوئے

آزادئ ضمیر و مساوات کے نقیب
ہر سانس میں پیامِ اخوت لئے ہوئے

آنکھوں سے شانِ فقر و غنا جھانکتی ہوئی
پیشانیوں میں جلوۂ عظمت لئے ہوئے

اک ہاتھ میں بحکم خدا تیغِ آب دار
اک ہاتھ میں کتاب ہدایت لئے ہوئے

ذہنوں میں آفتابِ نبوت کی روشنی
لہجوں میں قدسیوں کی حلاوت لئے ہوئے

چرخِ بریں کی رفعتیں فکر و خیال میں
قدموں میں کائنات کی وسعت لئے ہوئے

اک ایک قول نورِ یقین میں ڈھلا ہوا
اک اک عمل دوام کی صورت لئے ہوئے

بیٹھے تو ذکر و فکر کا بن کر مجسمہ
اُٹھے تو لب پہ نعرۂ وحدت لئے ہوئے

انسانیت کے درد کے بے مثل چارہ گر
جس سے ملے شگفتہ طبیعت لئے ہوئے

منزل گہِ بہشت کی جانب بصد خلوص
بڑھتے گئے جنونِ شہادت لئے ہوئے

ہر سیل سے گزر گئے موجوں کو چیر کر
نبضوں میں بجلیوں کی حرارت لئے ہوئے

گونجے فراز و پشت میں بن کر اذانِ صبح
دنیا پڑی تھی چادرِ ظلمت لئے ہوئے

پہنچے نشیمنوں میں ، محلات و قصر میں
حق کی حیات آفریں دعوت لئے ہوئے

سورج کی آنکھ نے انہیں دیکھا بوقتِ رزم
چہروں میں آسمان کی ہیبت لئے ہوئے

جانوروں پر اپنی کھیلنے والے جہاد میں
حق سے سلامتی کی ضمانت لئے ہوئے

ان کی نظر سے بن گئے جوہر طرازِ حسن
جو آئینے تھے گردِ کدورت لئے ہوئے

المختصر یہ دین کے درویش بے گلیم
رخصت ہوئے تو مژدۂ جنت لئے ہوئے

اصحابِ مصطفےٰ ہیں ہدایت لئے ہوئے
جیسے نجومِ آسماں طلعت لئے ہوئے

وہ راسخین علم و یقین ، سابقین دیں
امت پہ ہر طرح سے فضیلت لئے ہوئے

عرفاں گہِ رسول کے تعلیم یافتہ
اعزازِ اجتہاد و امامت لئے ہوئے

Marfat.com

شستہ مزاج سادہ وضع بوریہ نشیں — سیرت میں پورا عکس نبوت لئے ہوئے
وہ خادمانِ حق وہ پیمبر کے جاں نثار — جوشِ جہاد و عزمِ شہادت لئے ہوئے
وہ بر بنائے بیعتِ رضوان دلپذیر — اللہ کی رضا کی بشارت لئے ہوئے
وہ بالخصوص صاحب ایثارِ جان و مال — وہ بے پناہ جذبۂ طاعت لئے ہوئے
تاج وکلاہِ قیصر و کسریٰ بنوکِ پا — ہاتھوں میں کائنات کی قسمت لئے ہوئے
ان میں وہ دس نفوس مقدس بھی ہیں شریک — جو ہیں نبی سے مژدۂ جنت لئے ہوئے
ان سب کا ذکر خیر ہے ایمان کی دلیل — ان سب کی حُب ہے سرمدی دولت لئے ہوئے
ابوبکر، آنحضورؐ کے صدیق اولیں — سینے میں انبیاء کی عزیمت لئے ہوئے
فاروقِ اعظم اہل شریعت کے پاسباں — تقویٰ کے ساتھ شانِ عدالت لئے ہوئے
عثمان عفو در نظر و ناشر کتاب — ایمان بے مثال کی قوت لئے ہوئے
دین نبی کا حامی و رمز آشنا علی — نطق صفا میں گنج بلاغت لئے ہوئے
اسلامیوں کے عسکری قائد جناب سعد — دنیا و آخرت کی سعادت لئے ہوئے
سرآمدہ شعور و تدبر میں ابن عوف — فکر ونظر میں صدق و دیانت لئے ہوئے
یکتا ابو عبیدۂ جراح علم میں — امت کا سر پہ بار امانت لئے ہوئے
طلحہ غزا میں ہادیٔ اسلام کی سپر — ابن العوام وصفِ شجاعت لئے ہوئے
اس سلک کے گہر ہیں سعید ابن زید بھی — سرتا بہ پا فروغ حقیقت لئے ہوئے
یہ وہ خدا پرست وہ بطل جلیل ہیں — اہل فلک ہیں جن کی محبت لئے ہوئے
حجت ہیں جو زمیں پہ خدا و رسول کی — معیارِ حق ہیں اور صداقت لئے ہوئے
مضطرؔ انہی کے فیض عمل سے خدا گواہ — تاریخ کائنات ہے عظمت لئے ہوئے

(مضطر گجراتی)

Marfat.com

عظمت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

بھلائی کا وعدہ:

فرمان خداوندی:

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى ۝

ترجمہ: بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا ہے۔

کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے میں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) ہوں، ابوبکر وعمر اور عثمان، طلحہ و زبیر ہیں سعد و سعید عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم ہیں، یہ روایت ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کی۔

عشرہ مبشرہ اوران کے نسب کا بیان اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کی اجتماعی فضیلت ہے۔

محمد بن احمد بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کی نظم میں اس شجر کی شاخوں کا بیان۔

صلاة ربی دائماً والطيبين البردة	على النبی المصطفیٰ واله والعشرة
فانه من فاطم ومن اخيه حيدرة	وشيبة الحمد لهم اصل اطاب الثمرة
وبعدهم عثمان من عبد مناف الخيرة	ومن قصی لحق الزبير مردی الكفرة
سعد المقدی من كلاب وابن عوف آزره	صديقنا وطلحة من مرة ما اشهره
فاروقنا من كعبهم سعيد يقفو اثره	وعامر الامين من فهو كمال العشرة

(رضی الله عنهم وارضاهم اجمعين بمحمد و آله)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک اور عشرہ مبشرہ پر میرے رب اور پاکیزہ نیک لوگوں کا ہمیشہ درود ہو۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے بھائی حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے ہے اس خوشبودار اور پاکیزہ پھل کی اصل شیبۃ الحمد حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بعد عبد مناف کی

Marfat.com

اصل سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور قصیٰ کی اولاد سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا۔ اولادِ کلاب سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ہمارے صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم کو منتخب کیا۔ ان کے کعب سے ہمارے فاروق حضرت عمر بن خطاب اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اور فہر کی اولاد سے عامر الامین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں، پس یہ عشرہ مبشرہ کامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پاک کے ساتھ راضی ہوں۔ ﴿الریاض النظرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ، محب طبری﴾

ارواحِ عشرہ کا تعلق

یہاں تک نسب نامہ متفق علیہ ہے اور روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عشرہ مبشرہ کی ارواح کے درمیان ان کی تخلیق سے پہلے اجتماع فرمایا اور ان کے انوار سے ایک پرندہ پیدا فرمایا جو جنت میں ہے۔ اس روایت کی تخریج ملاء وغیرہ نے کی۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ان کی ارواح کو اشباحاً جمع فرمایا پھر اس کے درمیان اشباح وارواح کو نسب وصحبت اور اخوت و دوستی اور تراحم میں جمع فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پھر جنت میں۔

عشرہ مبشرہ کے لئے جنت کی گواہی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، سعید بن زید جنت میں، عمرو بن نفیل جنت میں، ابوعبیدہ بن جراح جنت میں۔ ﴿احمد، ترمذی۔ بغوی مصابیح الحسان﴾

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

Marfat.com

دس جنت میں ہیں، ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، ابوعبیدہ بن جراح جنت میں۔ تو ان کی تعداد نو ہے اور دسویں سے خاموش رہے، لوگوں نے کہا اے ابا اعور! ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں دسواں کون ہے؟ انہوں نے کہا، مجھے تم نے اللہ کی قسم دی ہے دسواں ابوالاعور ہے جو جنت میں ہے۔ (یعنی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ)۔ (ترمذی، بخاری)

جنت کے ساتھی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا، اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا میں تجھے خوشخبری سناؤں؟ انہوں نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ جنت میں ہے اور ان کے رفیق حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے رفیق حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے رفیق ہم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے رفیق حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام ہیں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے رفیق حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے رفیق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے ساتھی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے ساتھی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے ساتھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ان کے ساتھی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر فرمایا، اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، تیرا باپ افضل الصدیقین ہے اور تو ام المومنین ہے۔ ﴿الریاض النظرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ، محب طبری﴾

Marfat.com

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کے اوصافِ حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر میری امت کے ساتھ زیادہ رحم دل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں مسلمانوں کی قوت حضرت عمر ہیں۔ مسلمانوں میں بہت حیاء والے حضرت عثمان ہیں۔ مسلمانوں میں بہترین فیصلہ کرنے والے علی المرتضیٰ ہیں۔ ہر نبی کے لئے حواری ہیں اور میرے حواری طلحہ اور زبیر ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جہاں کہیں بھی ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زید رحمٰن عزوجل کے محبین میں سے ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف حق کے تاجروں میں سے ہیں، ابوعبیدہ بن جراح اللہ تعالیٰ کے امین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے کہا مردوں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ)، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا علی بن ابی طالب۔ پس میں خاموش ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن مسعود جو چاہتا ہے پوچھ لے؟

میں نے عرض کیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سے کون محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

﴿الریاض النظرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ، محب طبری﴾

Marfat.com

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی تیمی ہے۔

آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرہ بن کعب سے ملتے ہیں۔ امام نووی تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ مشہور تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آپ کا لقب تھا نام نہیں تھا۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ آتش جہنم سے عتیق یعنی آزاد ہیں۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)

بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (عتیق کے معنی حسن و جمال کے بھی ہیں) بعض اہل علم کہتے ہیں چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل عیب نہیں تھی اس لیے آپ کو عتیق کہتے تھے۔

فضائل ومناقب:

آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر قائم رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا اہل وعیال کو چھوڑنا۔ غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کرلینا غزوہ بدر میں کلام کرنا۔ حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ تشریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جسے چاہے پسند کرلے سن کر رو پڑنا۔ وفات حسرت آیات رسول اللہ ﷺ کے وقت ثابت قدم رہنا۔ لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ وقت تسکین پیدا کرنا۔ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے کھڑے ہو جانا۔ صحابہ کو قائل کر دینا۔ صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا ملک شام کی فتح کرنا۔ لشکر شام کو مدد پہنچانا آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے۔ (یہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے)

نام ولقب:

آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد، ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں آپ کا اسم شریف عتیق تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا عتیق لقب تھا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا یہ لقب کب اور کس وجہ سے ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب ہے۔ (اس کو لیث بن سعد اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے)

امام ابونعیم لکھتے ہیں یہ لقب اس وجہ سے ہے کہ نیک کام میں آپ سب

Marfat.com

کے پیش رہتے تھے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ کے نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گزرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ پہلے آپ کا نام عتیق رکھا گیا پھر عبداللہ نام ہو گیا۔

طبرانی، قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ فرمایا آپ کا نام ''عبداللہ'' تھا۔ عرض کیا کہ لوگ تو عتیق کہتے ہیں۔ فرمایا ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے۔ معتق معتیق۔

ابن مندہ اور ابن عساکر، موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو طلحہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد چونکہ زندہ نہیں رہتی تھی۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر کعبہ شریف میں گئیں اور عرض کیا الٰہی! یہ ننھا بچہ موت سے عتیق (آزاد) کر کے مجھے عطا کر دے۔

طبرانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام بوجہ آپ کے حسن صورت کے عتیق رکھا گیا۔

ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ان کے گھر والوں نے تو عبداللہ رکھا تھا مگر عتیق بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیق رکھ دیا تھا۔ چنانچہ ابو یعلی اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں میں ایک روز اپنے گھر کے کمرہ میں تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ صحن مکان میں تشریف فرما تھے۔ میرے اور آپ کے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا کہ اچانک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا جو جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ ان کا نام ان کے خاندان والوں نے تو عبداللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق مشہور ہو گیا۔

ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تم آتش جہنم سے آزاد کیے ہوئے ہو۔ اسی روز سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ باقی صدیق جو آپ کا لقب ہے سو زمانہ جاہلیت میں ہی یہ لقب پڑ گیا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ سچ ہی بولا کرتے تھے۔ (اس کو ابن مسدی نے لکھا ہے)

یہ بھی کہتے ہیں چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خبروں کی تصدیق میں سبقت فرمایا کرتے تھے۔

صدیق لقب کی وجہ:

ابن اسحٰق، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن سے آپ کا یہ لقب ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آپ کے دوست کہتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس گیا۔ آپ نے کہا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا ہاں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا آپ اس سے بھی بہت دور آسمانوں کی صبح و شام خبر دیتے ہیں تو بھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔ یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ابن عساکر نے بیان کی ہے۔ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

Marfat.com

سعید بن منصور اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ شب معراج واپسی کے وقت جب رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کریں گے وہ صدیق ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان:

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن اسیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پوچھا امیر المومنین! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہے جس کا نام اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صدیق رکھا وہ نماز میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے جس شخص سے رسول اللہ ﷺ ہمارے دینی معاملات میں خوش ہوئے ہم اپنی دنیا کیلئے بھی اس سے راضی ہو گئے۔ (دراقطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے اسے روایت کیا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے لاتعداد مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برسر منبر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا ہے۔

طبرانی حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قسم کھا کر کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث اُحد میں موجود ہے کہ جب احد پہاڑ ہلنے لگا تو فرمایا ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر صرف صدیق اور شہید ہیں۔

والدہ ماجدہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ کے والد بزرگوار کے

Marfat.com

چچا کی بیٹی تھیں جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب تھا اور کنیت ام الخیر تھی۔
(زہری کہتے ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

پیدائش اور پرورش:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے دو برس اور چند مہینے بعد پیدا ہوئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

خلیفہ بن خیاط، یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم بڑے ہو یا میں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر عمر میری ہی زیادہ ہے۔ (یہ مرسل حدیث بہت ہی غریب ہے) اور دراصل صحیح اس کا الٹا ہے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات ٹھیک ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں ہی پرورش پائی اور سوائے ضروریات تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں نکلے، اپنی قوم میں آپ بڑے مالدار بامروت نیکی وسلوک کرنے والے اور معزز سمجھے جاتے تھے چنانچہ ابن الدغنہ نے کہا تھا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولنا مجبوروں کا کام کرنا مصیبت زدہ کی مدد کرنا اور مہمانوں کی ضیافت کرنا، آپ کی عادت ہے۔

زمانہ جاہلیت میں منصب:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ زمانہ جاہلیت میں قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورے لیا کرتے تھے۔ آپ سے وہ لوگ بے حد محبت رکھتے تھے اور آپ بھی ان کے معاملات کی خوب خبر رکھتے تھے جب اسلام میں داخل ہوئے تو بالکل اسلام کے ہی ہو گئے۔

زبیر ابن بکار اور ابن عساکر لکھتے ہیں کہ آپ قریش کے ان گیارہ

Marfat.com

اشخاص میں سے ہیں جن کو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے۔ آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصلے کیا کرتے تھے کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا کہ سب کاموں کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقرر کام ہوتا تھا چنانچہ بنی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کے خور دونوش میں امداد کرنا تھا۔ یعنی کوئی شخص حاجیوں کو ان کے سوا کھانا پینا نہیں دے سکتا تھا اگر کوئی دیتا تو انہی کے کھانے اور پانی میں سے دیتا تھا۔ اور بنی عبدالدار کے ذمہ علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا۔ یعنی بغیر ان کے حکم کے بیت اللہ میں کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ تاوقتیکہ بنی عبدالدار نہ جھنڈا دیں، جنگ نہیں ہو سکتی تھی۔ اور مجلس شوریٰ کعبہ کے دارالندوہ میں ہوتی تھی اور کعبہ انہیں کے قبضہ میں تھا۔

تقویٰ اور پرہیز گاری:

ابن عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا اور آپ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر دی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

ابونعیم، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی اشعار نہیں کہے۔

ابن عساکر ہی کہتے ہیں کہ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی شراب پی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں، اس نے پھر کہا: کیوں۔ آپ نے جواب دیا کہ عزت بردباری اور مروت جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو

Marfat.com

مرتبہ ارشاد فرمایا ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔ (یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے نہایت ہی غریب ہے)

حلیہ مبارک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کا رنگ گورا چٹہ، چھریرا بدن اور رخسا مبارک ذرا اندر دبے ہوئے تھے قد جھکا ہوا تھا آپ کا پانجامہ نیچے کو کھسک جاتا تھا۔ چہرہ کی رگیں ظاہر تھیں۔ آنکھیں نیچی رکھتے تھے بلند پیشانی تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں آپ مہندی اور کسم کا خضاب کیا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کی داڑھی سیاہ سفید نہیں ہوئی تھی اس وجہ سے آپ مہندی اور کسم سے خضاب کرنے لگے۔

اسلام لانے کا واقعہ:

ترمذی اور ابن حبان، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت قضیہ خلافت ارشاد فرمایا کہ کیا تم سب سے زیادہ میں خلافت کا حقدار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ (اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

حضرت زید بن ارقم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ

Marfat.com

سب سے پہلے کون مسلمان ہوا؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کیا تو نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نہیں سنے:

ترجمہ اشعار: ''جب تو کسی نیک شخص کا رنج والم یاد کرے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاموں کو بھی یاد کرنا۔ آپ دنیا میں سب سے بہتر پرہیز گار عادل وفادار تھے۔ اپنی کوششوں سے لوگوں کو پاک کر گئے۔ آپ اللہ کی بارگاہ کی طرف سے قصد کرنے والے اور غار حرا میں اپنے آقا کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تھے''۔

فرات بن سائب نے حضرت میمون بن مہران سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ سخت غصہ سے کانپ گئے اور فرمایا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں ایسے وقت میں زندہ رہوں گا کہ جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنے کا وقت آئے دونوں اچھے اور دونوں اسلام کیلئے منزلہ سر کے تھے۔ پھر دریافت کیا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرہ راہب کے زمانہ میں اسلام لا چکے تھے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی بابت بھی انہوں نے بہت کوشش کی۔ حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (اس کو امام ابو نعیم نے روایت کیا ہے)۔

بکثرت صحابہ اور تابعین کا قول ہے کہ آپ تمام صحابہ سے پہلے اسلام لائے تھے بلکہ بعض نے دعویٰ کیا کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پہلے ایمان لائیں۔ ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لڑکوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ یہ توجیح سب سے پہلے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

سالم بن جعد نے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں عرض کیا تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں اس قدر مشہور ہوگئے کہ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا اس لیے کہ جس وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے مرتے دم تک تمام مسلمانوں میں افضل رہے۔ (اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے)۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا۔ اور ان سے پہلے پانچ سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ (اس کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے)۔

ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تھے۔ یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کے غلام حضرت زید اور حضرت زید کی بیوی حضرت ام ایمن اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور، ورقہ بن نوفل۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کے قریب بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں امیہ بن ابی الصلت آیا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا کیا تم نے پالیا۔ زید ابن عمرو نے کہا نہیں تب امیہ نے شعر کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا تمام دین قیامت میں برباد ہوں گے۔ پھر کہا جس نبی کا انتظار ہے میں ہوگا یا تم میں۔ میں نے اس سے پہلے نبی موعود کا ذکر چونکہ کبھی نہیں سنا تھا اس لیے میں ورقہ بن نوفل کے پاس آیا۔ یہ شخص اکثر آسمان کی

Marfat.com

طرف بیٹھ کے یہ قصہ بیان کیا۔

انہوں نے کہا میں اکثر کتب سماویہ دیکھتا رہتا ہوں اس لیے مجھے معلوم ہے کہ وہ نبی موعود افضل خاندان عرب میں سے ہوگا اور چونکہ تم بھی افضل عرب میں سے ہو اس لیے وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ میں نے کہا ان کی کیا تعلیم ہوگی؟ اس نے جواب دیا ان کی تعلیم یہ ہوگی کہ وہ کسی اپنے یا بیگانے پر نہ خود ظلم کریں گے اور نہ کرائیں گے۔ پس جس وقت حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے میں فوراً ایمان لے آیا اور پ کی تصدیق کی۔ (اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب میں نے کسی کو دعوت اسلام دی تو سب کے دل میں کچھ نہ کچھ تردد اور شک آیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب میں نے اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر فکر و تردد ہوا کے اسلام قبول کر لیا۔

بیہقی کہتے ہیں کہ آپ نے سبقت اس لیے کی کہ نبوت کے دلائل اور آثار قبل دعوت اسلام کے معلوم کر چکے اور سن چکے تھے۔ لہٰذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک کہا اور مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ پہلے غور و فکر کر چکے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک نے آپ سے گریز کیا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی صدیق ہی تھے جیسا کہ اسلام میں ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا میرے کلام کو پلٹتا رہا اور حجتیں کرتا رہا مگر ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو جب میں نے اسلام لانے کو کہا فوراً قبول کر لیا اور اس پر مستقل رہے۔ ابو میسرہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غیبی آواز "یا محمد" سنا کرتے تھے ایک بار جب یہی آواز سنی تو آپ نے اسی وقت یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنائی کہ ابو بکر زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کے دوست تھے۔ (یہ بات بھی منجملہ ان آثار

Marfat.com

کے ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علم میں تھے) بخاری حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میرے دوست کو صرف میری وجہ سے بھی چھوڑو گے؟ وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا میں اللہ کا رسول ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا ہے، تو تم نے مجھے جھٹلا دیا، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ہی میری تصدیق کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت:

تمام علماء کہتے ہیں کہ جب وقت سے آپ ایمان لائے اور وصال فرمانے تک کبھی سفر وحضر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا، مگر حج اور غزوہ کیلئے ضرور آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے ہیں اور تمام لڑائیوں میں اپنے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود رہے۔ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، اہل وعیال کو چھوڑا غار ثور میں بھی ساتھ رہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

ترجمہ: غار میں دو ہی تھے جب رسول نے اپنے رفیق سے کہا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اور لڑائیوں میں آپ کی مدد جاری رکھی اور لڑائیوں میں آپ کے بڑے اچھے کارنامے ہیں۔ خصوصاً غزوہ اُحد میں غزوہ حنین میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ایسے موقع پر بھی ساتھ ہی رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھے حضرت ابوبکر صدیق سائبان کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

ابو یعلی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک کی مدد حضرت جبریل علیہ السلام کرتے ہیں اور دوسرے کی حضرت میکائیل علیہ السلام۔ علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر میں لڑ رہے تھے جب عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کی زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ نے جواب دیا اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی نشانہ خطا نہ کرتا۔ (اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)۔

شجاعت و بہادری:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں زیادہ بہادر تھے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! مجھے بتاؤ کہ سب سے بہادر اور شجاع کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ لڑتا ہوں یہ کوئی بہادری نہیں ہے، تم سب سے بہادر شخص کا نام بتلاؤ عرض کیا ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگ بدر میں کہا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کیلئے کون شخص رہے گا؟ اللہ کی قسم! ہم میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوگئے اور کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا اگر کوئی آپ پر حملہ کرتا تو آپ فوراً اس پر جھپٹ پڑتے اور حملہ کر دیتے۔ لہٰذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔
(اس کو بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)

حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر گھسیٹنا اور گرانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے جرات نہ ہوئی مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دھکا دے کر گرانے لگے آپ گرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اور سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک اللہ ہی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چادر اٹھا کر رونے لگے۔ حتی کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا خدا تمہیں ہدایت دے یہ تو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے یا ابو بکر! اچھے ہیں۔ لوگ خاموش رہے مگر خود آپ نے ہی جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے۔ اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی ان کے ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا۔ (بزار)

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کون سی کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا عقبہ حضور نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھتے وقت پیچھے سے آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے لگا اس نے بہت زور سے گلا گھونٹا۔ اچانک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے عقبہ کو ہٹا کر پھر فرمانے لگے کیا تم اس شخص کو قتل کرو گے جو اللہ تعالیٰ کو ایک کہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے دلائل بھی لے کر آیا ہے۔ (اس کو بخاری نے روایت کیا ہے)

ابن طلیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جنگ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے پس میں ہی تھا کہ جس نے سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی ایسے وقت میں حفاظت کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اسلام میں اڑتیس آدمی داخل

Marfat.com

ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بستہ عرض کیا آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! ہماری جمعیت تھوڑی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے رہے حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا۔ لوگ مسجد میں ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور سب سے پہلے انہوں نے ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مشرکین نے حضرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہنچائی۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔ (اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مال تصدق کرنا:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا "الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی" الخ آپ کی شان میں نازل کی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن الجوزی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور میرا مال سب آپ ہی کے ہیں۔ (اس کو احمد نے روایت کیا ہے)

ایک اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس طرح کی آئی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال سمجھ

Marfat.com

کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے۔ ﴿خطیب﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرب باسلام ہوئے۔ آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے۔ (ابن عساکر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جب آپ ہجرت کیلئے نکلے تو پانچ ہزار سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ اسلام کی مدد اور مسلمان غلاموں کی رہائی میں خرچ کر دیئے تھے۔

عبا میں کانٹے لگا لیے:

ابن عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات غلاموں کو جن کو ان کے مالک اسلام کی وجہ سے تکلیفیں دیتے تھے آزاد کرایا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ بند کر لیا تھا پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج میں خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام! انہوں نے مجھ پر اپنا تمام مال فتح مکہ سے پہلے ہی خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اے ابو بکر! تم جو میری وجہ سے تنگ دست ہو گئے ہو، اس بارے میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور اپنے مولیٰ کریم سے ناراض

Marfat.com

نہیں میں اپنے رب سے بالکل خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت راضی ہوں اور بہت خوش ہوں۔ (اس کو ابن عسا کر نے روایت کیا ہے)

فائدہ:

اس حدیث کی سند بہت ضعیف ہے اور بہت سے روایتیں اسی کے مثل ضعیف آئی ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک جبہ کانٹا لگائے ہوئے پہن کر نازل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی طرح کا لباس پہنیں جس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہنے ہوئے ہیں۔ (اس کی سند بالکل ہی ضعیف ہے اگرچہ بہت سے لوگ اس کو روایت کرتے ہیں مگر اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے) ﴿خطیب﴾

اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے دل میں یہ پکا ارادہ کرلیا کہ میں آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر صدقہ کروں گا۔ پس میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اپنے اہل وعیال کیلئے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لیے ہوئے تشریف لائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اہل وعیال کیلئے بھی چھوڑا ہے؟ عرض کی کہ ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔ تب میں نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

جب ایک مرتبہ صدقہ لائے تو اس کی مالیت کو چھپا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا صدقہ ہے۔ واللہ! مجھے اب اللہ تعالیٰ کا ہی سہارا کافی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا سہارا ہی کافی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے۔ (ابونعیم نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی اسناد جید ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا، سب کا اتار دیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا البتہ میرے ذمہ باقی ہے۔ اس لیے اس کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کا عوض قیامت کے روز اللہ ہی عطا کرے گا مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

میں خود ہی آ جاتا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بڑھاپے میں ان کو تکلیف کیوں دی؟ میں خود آ جاتا۔ میں نے عرض کیا آپ کے تکلیف دینے سے تو ان کا ہی آنا بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا میرے اوپر تمہارے اتنے احسان ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا گوارا نہیں کر سکتا۔ (بزار نے اسے روایت کیا ہے)۔

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اوپر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کے

Marfat.com

احسان نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی اور مال سے بھی مدد کی اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

علم میں مقام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب الاسماء میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ علماء نے آپ کے وفور علم پر بخاری و مسلم کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص نماز و زکوۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں اس سے لڑائی کروں گا۔ انہوں نے مجھے مجبور سمجھ رکھا ہے جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کیا کرتے تھے اگر وہ اس استدلال پکڑا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ کرام کو جب اس مسئلہ میں توقف ہوا تو اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جو کچھ آپ کی رائے ہوئی مباحثہ کے بعد وہی ٹھیک اور صحیح ٹھہری اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے اسی کی طرف رجوع کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم کوئی نہیں تھا۔

فہم و فراست:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا آخرت اختیار کرے تو اس بندے نے آخرت کو پسند کرلیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا کاش! ہم اپنے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس رونے نے

Marfat.com

آپ ﷺ کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ سرسری طور پر ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے مگر اس میں جو کچھ راز تھا کہ وہ عبد خیر خود حضور نبی کریم ﷺ ہی ہیں۔ اس کو فقط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی علم پا سکتا تھا۔ اسی لیے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

اگر خلیل بناتا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال اور صحبت کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہوے اگر میں اپنے اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ''ابوبکر'' کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور سچی محبت میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔ ﴿نووی﴾

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز میں صحابہ کرام کا امام بنایا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کو سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں وہاں کوئی شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کرسکتا۔ ﴿ترمذی﴾

ایسے ہی سنت کا بھی علم آپ کو کامل تھا جیسا کہ اکثر مرتبہ جب موقع پیش آیا صحابہ کرام نے آپ ہی کی طرف رجوع کیا ہے اور آپ ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث ان پر پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو یاد کر رکھا تھا اور حاجت کے وقت آپ انہی میں سے پیش کر دیتے تھے۔ آپ سے زیادہ اور کون حافظ حدیث ہوسکتا تھا کیونکہ ابتدائے زمانہ نبوت سے لے کر آخر وفات تک آپ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہے اور باوجود اس کے آپ کا حافظہ

Marfat.com

نہایت قوی تھا اور حد درجہ قوی عقل مند تیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

قلیل احادیث مروی کا سبب؟:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت کم احادیث روایت ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی عمر نے بھی بہت کم وفا کی، اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ کرام سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی جس میں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کرام کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضرات بھی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے۔ پس جس کو وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیوں نقل کریں گے ہاں وہی کرسکتے ہیں جو خود انہوں نے نہ سنی ہو سو وہی کرتے ہیں۔

تحمل مزاجی:

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن پاک میں تلاش کرتے اور قرآن پاک کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن پاک میں نہ ملتا تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرتے، اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکل کر لوگوں سے دریافت کرتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ کرام جمع ہو جاتے اگر کوئی شخص کوئی حدیث اس قسم کی بیان کرتا تو آپ اسی کے موافق فیصلہ کرتے اور خوش ہو کر اللہ کا شکر بجالاتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح کی کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے کے موافق فیصلہ سنا دیتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس طرح کرتے کہ پہلے آپ قرآن و حدیث پر نظر کرتے اگر وہاں مسئلہ کا پتہ نہ چلتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے موافق کرتے اور اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی اس قسم کا فیصلہ نہ پاتے تو جلیل القدر صحابہ کرام کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔

علم الانساب میں مہارت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے۔ یہاں تک کہ حضرت جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ جو نسب قریش اور نسب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

علم تعبیر میں مہارت:

آپ باوجود اس کے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ہی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو خود بھی علم تعبیر میں بہت بڑا مقام رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑے معبر ہیں۔

حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کرایا کروں۔ ﴿دیلمی﴾

Marfat.com

فصاحت و بلاغت:

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول مبارک حدیث سقیفہ میں عنقریب آئے گا، آپ سب سے بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی سب سے زیادہ رکھتے تھے، آپ کا علم تعبیر خوف خدا اور فصاحت ایک علیحدہ مستقل فصل میں بیان کیا جائے گا۔ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث صلح حدیبیہ بھی دلالت کرتی ہے۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے متعلق جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے تھے کہ ہم اپنے دین میں کیوں ذلیل کیے جاتے ہیں وغیرہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب دیا تھا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہی سوالات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیے تو آپ نے وہی جوابات بعینہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے دیے۔

صائب الرائے:

تمام الرازی اپنی کتاب فوائد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام میں عاقل کامل اور صائب الرائے مانے جاتے تھے۔

ابن عساکر اور ابن عاص وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کروں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں علاوہ دیگر

Marfat.com

صحابہ کرام کے حضرت ابوبکر صدیق ، حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت اسید بن حضیر (رضی اللہ عنہم) بھی موجود تھے۔ تمام صحابہ کرام نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مجھ سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔ ﴿طبرانی﴾

ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) غلطی کریں۔ (طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی منجملہ دیگر صحابہ کے حافظ قرآن تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار کے چار آدمیوں نے قرآن پاک جمع کیا تھا۔

ابو داؤد، شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال تک پورا قرآن شریف جمع نہیں کیا تھا یا تو یہ قول مردود ہے یا اس کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اس ترتیب کے موافق جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کی ہے جمع نہیں کیا تھا۔

افضل الصحابہ:

علماء اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ الترتیب پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد، پھر باقی اہل بیعت الرضوان پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ابو المنصور بغدادی نے اجماع اسی طرح نقل کیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو بتلایا کرتے تھے۔ طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ شدہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوتی تھی مگر کبھی آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی۔

صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے:

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ ہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، اس وقت بھی ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) پھر ہم چپ ہوجاتے تھے۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا آپ نے جواب میں فرمایا کہ آپ نے خود آپ کو کیوں چھوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص پر آفتاب

Marfat.com

کبھی طلوع نہیں ہوا۔ ﴿ترمذی﴾

سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

حضرت محمد بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا ان کے بعد تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہوئے ڈر گیا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان) آپ نے فرمایا میری کیا ہستی ہے؟ میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں۔ ﴿بخاری﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل میں پھنس گئے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں سب سے افضل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سے زیادہ محبوب ہیں۔

﴿ترمذی﴾

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو شخص اس کے خلاف کہے گا وہ افترا پرداز ہے اور اس پر مفتری کا گناہ ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر مجھ کو جو بھی فضیلت دے گا میں اس کو تہمت کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔ ﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا، اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کسی پر طلوع نہیں ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ (طبرانی) اس کی صحت پر بہت سے شواہد ہیں۔ علامہ ابن کثیر نے بھی اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکواع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الناس ہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

حضرت سعد بن زراہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میں آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ ﴿طبرانی﴾

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوب:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں نے عرض کیا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا ان کے بعد فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) ﴿بخاری، مسلم﴾

ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے پوچھا ان کے بعد؟

Marfat.com

فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔ ﴿ترمذی﴾

عمر رسیدہ لوگوں کے سردار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین و آخرین سن رسیدہ شخصوں کے جنت میں سردار ہوں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین و انصاری پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے۔ ﴿طبرانی﴾

مجھے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی شان میں اشعار سناؤ (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم):

زہری کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا میں سننا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے یہ اشعار پیش کیے۔

ترجمہ اشعار ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ یارِ غار ہیں، جب وہ اس پہاڑ پر چڑھ چکے تھے تو دشمن بھی ان کے پاس گھومتے پھرتے تھے (مگر دیکھ نہ سکے) دنیا جہاں جانتا ہے جتنی کچھ ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے دنیا میں کسی کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی''۔

ان اشعار کو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے، حتی کہ آپ کی داڑھیں

Marfat.com

نظر آنے لگیں پھر فرمایا: حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں۔ ﴿ابن سعد﴾

رحم دلی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ کے دین کے معاملہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ سخت حیا دار عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں اور حرام و حلال کے جاننے والے سب سے زیادہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

﴿احمد، ترمذی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابو یعلی)۔ شداد بن اوس اتنا اور بھی زیادہ لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ زاہد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ عابد اور متقی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ حلیم الطبع اور بردبار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿دیلمی﴾

Marfat.com

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ۔

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ عنقریب اس بارے میں خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان آئے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اطمینان کبھی زائل نہیں ہوا لہٰذا یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک چادر اور چار سو درہم کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا تھا تو آپ کی شان اور امیہ بن خلف وغیرہ کے بارے میں ''وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی'' سے ''اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی'' تک نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد نے فرمایا اے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو، اگر ان کے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو مشکل وقت میں وہ تمہارے ساتھ ہو کر مدد کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابا جان! میرا مقصد محض خوشنودی اور رضائے خداوندی ہے دنیوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس پر ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی''

Marfat.com

آخر تک نازل ہوئی۔ ﴿ابن جریر﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ان آدمیوں کو جن کو محض مسلمان ہونے کے جرم میں تکالیف دی جاتی تھیں آزاد کیا، اس پر "وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكّٰى" نازل ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى" آخر تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بابت نازل ہوئی۔ ﴿بزار﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک قسم کے کفارہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کے کبھی خلاف نہیں کیا۔ ﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور "صَدَّقَ" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرأت "وَالَّذِي جَاءَ بِالْحَقِّ" ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

﴿حاکم﴾

ابن حاتم، ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عمرو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ ﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! ایسی کوئی نیک بات آپ کیلئے نازل نہیں ہوتی تھی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو نہ شامل کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو نہیں شامل کیا اسی وقت یہ آیت "هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلَائِكَتُهُ" نازل ہوئی۔

ابن عساکر نے حضرت امام زین العابدین علی بن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

"وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ"

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ "وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا" سے لے کر "وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوْعَدُوْنَ" تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عیینہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق عتاب فرمایا ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے مستثنیٰ رہے جیسا کہ آیت

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ۔ اس پر دلالت کرتی ہے۔

کامل الایمان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں ایک جگہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اتفاقاً ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے پیچھا کر کے اس کو چھڑا لیا اس وقت بھیڑیے نے کہا اس دن کیا ہوگا جب بکریوں میں تو نہیں ہوگا بلکہ میں ہی ہوں گا۔ اور ایک شخص بیل لیے ہوئے جس پر کچھ لد

Marfat.com

رہا تھا بیل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں لدنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ حاضرین نے یہ سن کر حیرت سے کہا تعجب ہے کہ بیل بولنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی تصدیق میرے ساتھ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہ) بھی کریں گے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس وقت یہاں موجود نہیں تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کے ایمان کامل کے بھروسہ پر یہ فرمادیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ حضرات بھی رسول اللہ ﷺ کی ضرور ہی تصدیق کریں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زمین وآسمان میں وزارات:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر زمین کے باشندوں میں سے نہ ہوں لہٰذا میرے دو وزیر آسمان میں حضرت جبرئیل وحضرت میکائیل علیہ السلام اور وزیر زمین پر ابوبکر وعمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ﴿ترمذی﴾

اصحاب سنن وغیرہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں تمام عشرہ مبشرہ کو ذکر کیا۔ ترمذی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بڑے مرتبہ والے لوگ اس طرح دکھلائی دیں گے جیسے ستارے افق آسمان پر نظر آتے ہیں۔ ابوبکر وعمر انہیں میں ہیں۔ (اس کو طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مہاجرین وانصار کے پاس جن میں حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے گزرتے تو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بوجہ ادب کے کوئی شخص آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ آپ کی طرف دیکھتے اور مسکراتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی ان حضرات کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ فرمایا ہم یوم قیامت اسی طرح اٹھیں گے۔ (طبرانی نے اس کو اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے یوم قیامت اٹھوں گا پھر ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہم اٹھیں گے۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن خظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں۔ (اس کو طبرانی نے ابن عمر اور ابن عمرو سے بیان کیا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کے معاون اور مددگار:

بزار اور حاکم نے ابو الدوسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو میرا مددگار بنایا ہے یہی حدیث حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ﴿طبرانی﴾

ابو یعلی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو میں نے

Marfat.com

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل ان سے دریافت کیے انہوں نے کہا کہ اگر عمر نوح تک بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کروں تو پورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک نیکی کے برابر ہیں۔ عبدالرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر تم دونوں متفق و متحد ہو جاؤ تو میں اس میں کبھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ (اس کو احمد نے روایت کیا ہے)۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے سوا ہم کسی کو نہیں جانتے۔ ابو القاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ فتاویٰ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی طرف بھی لوگ رجوع کرتے تھے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں۔ میری امت کے خاص ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور دار ہجرت یعنی مدینہ تک سوار کر کے پہنچا دیا نیز بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے کہ وہ حق کہنے میں کبھی نہیں چوکتے اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو اسی وجہ سے سب نے ان کو چھوڑ دیا ہے ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے کہ ان سے فرشتہ تک حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علی پر رحم کرے۔ مولیٰ کریم

Marfat.com

حق علی کے ساتھ رکھ جہاں علی ہوں۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا اس کو یاد رکھو۔ میں اس سے راضی ہوں۔ نیز عمر عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف اور مہاجرین اولین سے بھی خوش ہوں اسے یاد رکھنا (رضی اللہ عنہم)۔ ﴿طبرانی﴾

زوائد الزہد میں عبداللہ بن احمد، ابن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت امام زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رتبہ بارگاہ نبوی میں کتنا تھا آپ نے فرمایا جتنا ان کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس وقت ہے۔

ابن سعد، بسطام بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہ) کو مخاطب کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر کوئی شخص حکمران نہیں ہوگا۔

حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان ہے:

ابن عساکر، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہ) کی محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان دونوں کی معرفت طریقہ سنت سے ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفاعا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت سے امید ہے کہ وہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے گی جیسے کلمہ "لا الہ الا اللہ" سے نہ پھرے گی۔

Marfat.com

فضائل ومناقب میں احادیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑ اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے تمام دروازوں سے پکار جائے گا۔ اے خدا کے بندے ادھر سے آ۔ یہ دروازہ اچھا ہے پس جو شخص نمازی ہے نماز کے دروازہ سے جو شخص اہل جہاد ہے جہاد کے دروازہ سے اہل صدقہ، صدقہ کے دروازہ سے روزہ دار روزہ کے دروازہ سے جس کا نام (باب ریان ہے) پکارا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں امید کرتا ہوں جو شخص ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا ان میں تم بھی ہو۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر اپنی صحبت اور مال سب سے زیادہ احسان کیے ہیں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اخوۃ اسلام اب موجود ہے۔ (یہی حدیث حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن مسعود، حضرت جندب بن عبداللہ، حضرت براء کعب بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس، حضرت ابی بن کعب واقد اللیثی ابی المعلی، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے بھی بیان کی ہے)۔

سب نے تکذیب کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کے

Marfat.com

بعد عرض کی کہ میرے اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے درمیان باتوں میں کچھ رنج ہو گیا۔ میں ان کی طرف بڑھا پھر مجھے ندامت آئی اور میں نے ان سے معافی چاہی مگر انہوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: خدا تجھے معاف کرے گا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نادم ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لے گئے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گھر نہ پا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے تمتما اٹھا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی رحم آ گیا آپ نے گھٹنوں کے بل گر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے زیادہ قصور وار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس مبعوث فرمایا تو سب لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ مگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مدد کی۔ کیا آج تم اس میرے دوست کو چھوڑ دیتے ہو؟ (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا) ایسا معاملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔ ﴿بخاری﴾

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں اور زیادہ کیا ہے کہ میرے دوست کی وجہ سے مجھے اذیت مت پہنچاؤ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مجھے مبعوث کیا تو تم سب نے میری تکذیب کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی اگر اللہ تعالیٰ ان مجھے صاحب کا خطاب نہ دیتا تو میں ان کو خلیل کہہ کر پکارتا مگر اب اخوت اسلام ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر نور ہے:

ابن عساکر نے مقدام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل بن ابو طالب

Marfat.com

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ بولنے والے اور نسب کو جانتے تھے مگر حضرت عقیل بن ابی طالب کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی اس لیے آپ خاموش ہوگئے اور یہ شکایت حضرت عقیل بن ابی طالب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ آپ لوگوں میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا تم لوگ میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اس کی شان پر غور کرو۔ واللہ! تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازہ پر اندھیرا نہ ہو اور یہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ہی دروازہ ہے جس کے دروازہ پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی تم نے میرے ساتھ بخل کیا لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر خرچ کیا۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سلوک کیا اور تابعداری کی۔ ﴿تاریخ ابن عساکر﴾

تکبر سے پاک:

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازروئے تکبر اپنا کپڑا زمین پر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یوم قیامت نظر رحمت نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں ہر وقت تھامے نہ رہوں تو میرا تہ بند ایک طرف لٹک جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کام ازروئے تکبر کے نہیں کرتے ہو۔ ﴿بخاری﴾

اعمال میں سبقت اور جنتی:

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم میں سے کون شخص روزہ دار ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ چلا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت

Marfat.com

فرمایا آج کس شخص نے مریض کی عبادت کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے۔ (اس حدیث کو حضرت انس اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے اور ان کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی۔

بزار نے حضرت عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ آج تم میں سے کس نے روزہ رکھ کر صبح کی! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ میں آج روزے سے نہیں ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور بحمد اللہ میں روزہ سے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اب تک مسجد سے ہی نہیں نکلا چہ جائیکہ مریض کی عیادت کروں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن کی طبیعت کچھ خراب ہے میں مسجد میں آتے ہوئے ان کے پاس ہوکر آیا ہوں کہ ان کی طبیعت کیسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمیں تو ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے۔ ہم ابھی تک کہیں نہیں گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک مانگنے والا آ گیا میں نے حضرت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا دیکھا اور ان سے لے کر اس سائل کو دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی راضی

Marfat.com

ہو گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی یقین کر لیا کہ ایسا کوئی نیک کام نہیں جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سبقت نہ کی ہو۔

نیک کام میں سب سے آگے:

ابو یعلی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد میں نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جو مانگو گے پاؤ گے پھر فرمایا جو شخص چاہے کہ میں قرآن مجید ٹھیک اور اچھائی کے ساتھ پڑھوں تو چاہیے کہ وہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی قرآت اختیار کرے اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا ذرا دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے مبارک باد دینے تشریف لائے اور آپ تشریف لیے ہی جاتے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں آگے ہی رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے:

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کچھ بات سی بڑھ گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصے میں ایسی بات کہہ دی جو مجھے ناگوار گزری معاً آپ شرمندہ ہو کر فرمانے لگے۔ ربیعہ! تم بھی مجھے یہی بات کہہ لو تا کہ بدلہ اتر جائے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا تمہیں کہنا ہوگا ورنہ تمہارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعویٰ کروں گا۔ میں نے کہا میں کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور میرے پاس بنی اسلم کے کچھ لوگ آ کر کہنے لگے کہ بھلا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ناراض ہونے لگے حالانکہ زیادتی انہیں کی طرف سے تھی

Marfat.com

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کس وجہ سے تم پر زیادتی کرتے ہیں اور ایسا ایسا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا تم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان نہیں جانتے، وہ آیت ثانی اثنین کے مورد ہیں وہ مسلمانوں کے بزرگ اور بڑے ہیں تم اپنی خیر مانو اگر وہ تمہیں دیکھ لیں گے کہ تم ان کے مقابلہ میں میری مدد کر رہے ہو وہ غصہ ہو جائیں گے اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے تو ان کی ناراضگی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہو جائیں گے اور دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا اور ربیعہ اس وقت بالکل برباد ہو جائے گا۔ بہر حال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہو بہو سارا قصہ بیان فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا ربیعہ کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طرح ہوا اور مجھے انہوں نے ایسی بات کہی ہے جو مجھے ناگوار گزری اور پھر مجھ سے اس کے مثل تو بھی مجھے کہہ لے تا کہ بدلہ اتر جائے مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار کلمہ زبان پر نہ لانا بلکہ یہ کہو کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے، میں نے یہی کہا۔

﴿مسند احمد﴾

غار اور کوثر کے ساتھی:

ترمذی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم غار میں میرے صاحب اور ساتھی رہے ہو کوثر پر بھی ساتھ رہو گے۔ عبداللہ بن احمد نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ابوبکر غار میں میرے صاحب اور مونس تھے۔

(اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)

Marfat.com

اعلیٰ قسم کے جنتی پرندے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں بہت سے پرندے خراسانی اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو بڑے اچھے ہوں گے آپ نے فرمایا ان کے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہوں گے تم بھی ان کے کھانے والوں میں ہو۔ ﴿بیہقی﴾

آسمانوں پر نام:

ابو یعلی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج جب میں آسمانوں پر گیا تو میں نے آسمانوں میں جگہ جگہ اپنا نام اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ (اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت ابو سعید، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کے اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی آئی ہے مگر وہ بھی سب ضعیف اسناد ہیں البتہ ایک اسناد دوسرے اسناد میں تقویت ضرور کرتا ہے۔

نفس مطمئنہ:

ابن ابی حاتم اور ابونعیم، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے "یٰاَیَّتُهَا النَّفسُ المُطمَئِنَّة" تلاوت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اچھے الفاظ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے موت کے وقت تم سے اسی طرح خطاب کریں گے۔

ابن ابی حاتم، حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آیت

"وَلَوْاَنَّا كَتَبنَا عَلَيهِم اَنِ اقتُلُوْ اَنفُسَكُم" نازل ہوئی تو حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مجھے حکم فرماتے کہ میں اپنے کو ہلاک کرلوں تو میں ضرور ہلاک کر ڈالتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی:

ابو القاسم بغوی، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ ایک حوض پر تشریف لائے اور فرمایا ہر ایک شخص اپنے صاحب اور دوست کی طرف تیرے یہ سن کر ہر شخص اپنے اپنے دوست کی طرف حوض میں تیرا حتیٰ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے، ان سب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تیر کر تشریف لے گئے حتی کہ آپ نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دوست اختتام زندگی تک کا بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ لیکن یہ میرے ساتھی ہیں۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

(یہ حدیث تو مرسل ہے لیکن ابن شاہین اور طبرانی نے متصل بھی روایت کی ہے)

تمام نیک خصلتوں کے جامع:

ابن عساکر نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں، جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی بندہ کو جنت دی جائے تو اس میں سے ایک خصلت اس کے اندر ڈال دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے؟ آپ نے فرمایا تم سب خصلتوں کے جامع ہو۔

ابن عساکر نے اسے دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان میں سے مجھ میں کوئی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو تم میں تمام خصلتیں موجود ہیں۔

مجلس نبوی میں خاص جگہ:

ابن عساکر، یعقوب انصاری کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس مبارک میں لوگ زیادتی اور ہجوم کی وجہ سے اتنے پھنس کر بیٹھتے تھے کہ مثل دیوار قلعہ کے حلقہ ہو جاتا تھا مگر بایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نشست کی جگہ بافراغت اور کشادہ پڑی رہتی تھی، کوئی شخص کوشش نہیں کرسکتا تھا کہ آپ کی جگہ آکر بیٹھ جائے جس وقت آپ تشریف لاتے تو اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے اور حضور نبی کریم ﷺ! اپنا چہرہ اور روئے سخن آپ طرف پھیر لیتے اور لوگ سنا کرتے۔

حساب و کتاب سے:

ابن عساکر، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ سہل بن بعد نے بھی ایک حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تمام لوگوں کا حساب کیا جائے گا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

شان صدیق میں صحابہ اور سلف کے فرمان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سید یعنی سردار ہیں۔ ﴿بخاری﴾

بیہقی نے شعیب الایمان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان اور تمام اہل زمین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ غالب رہے گا۔

فرمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

ابن ابی خثیمہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر بات میں سبقت لے جانے والے اور سب سے اعلیٰ بزرگ ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ (اس کو مسدد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میں جنت میں ایسی جگہ رہوں کہ ہمیشہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا رہوں۔

﴿ابن عساکر، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بہت اچھی ہے۔ ﴿ابونعیم﴾

فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ:

ابن عساکر، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (علی) ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے، آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کوئی نامہ اعمال والا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

ابن عساکر، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے ہر کام میں سبقت کی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہم نے کبھی نیک کام میں سبقت کی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کام میں سب سے پہلے پایا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں جحیفہ کی معرفت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی محبوب ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں بلحاظ صورت و سیرت بے نظیر اور دل کے عجیب بہادر ہیں، اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو وہ تجھ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتے، اسی طرح اگر تو ان سے باتیں کرے تو وہ تجھے کبھی جھوٹا نہیں سمجھ سکتے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم ہیں۔

لقب رحم دل:

ابن سعد، ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ان کے رحم دل اور مہربانی کی وجہ سے اَوّاہ یعنی بہت رحمدل والے مشہور ہوگیا تھا۔

Marfat.com

آسمانی کتب میں لقب:

ابن عساکر، ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطرۂ آب باراں سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔

تمام امتوں میں سے افضل:

ربیع بن انس، ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں نظر دوڑائی تو ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔

زہری نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا۔ ﴿ابن عساکر﴾

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

ابوحصین سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

چند مخصوص فضائل:

دینوی نے اپنی کتاب مجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چند خصلتیں ایسی دی ہیں کہ آج تک کسی کو نہیں دیں۔

(۱) یہ کہ آپ صدیق ہیں اور کسی کا نام صدیق نہیں ہوا۔ (۲) یہ کہ آپ

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں۔ (۳) یہ کہ ہجرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (۴) یہ کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہونے کا حکم فرمایا اور باقی مسلمانوں کو مقتدی ہونے کا حالانکہ دوسرے تمام صحابہ مسلمان موجود تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گفتگو سننا:

کتاب مصاحف میں ابن ابی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کی مناجات اور سرگوشی سنتے تھے مگر حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے نہیں تھے۔

حضرت سعید مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر خاص کی جگہ تھے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ہر بات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام میں، غار میں جنگ بدر کے سائبان میں حتی کہ قبر میں ساتھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر احادیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا۔ (اس کو طبرانی نے ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

میرے بارہ خلفاء ہوں گے:

ابو القاسم، بغوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نیرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت کم دنیا میں رہیں گے۔

اس حدیث کے پہلے جملہ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور یہ حدیث بخاری و مسلم کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرب وصال میں خطبہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (آخر تک) اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروزہ بند ہونے سے باقی نہ رہے گا مگر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کے بند رہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کی طرف ہے کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں جو دروازے مسجد میں جاری ہیں وہ سب بند کردو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔

اس کو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور زوائد المسند میں حضرت ابن عباس سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے اور حضرت انس سے بزار نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا:

بخاری اور مسلم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی، آپ نے اسے حکم دیا کہ تو پھر آنا، اس نے عرض کیا اگر میں پھر حاضر خدمت ہوئی اور آپ کو نہ پایا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی)۔ آپ نے فرمایا پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس آنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بنی مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کے پاس بھیجیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ٥ حاکم ٥

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت حاضر ہوئی جو آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں اور آپ کا وصال ہو جائے تو، آپ نے فرمایا کہ اگر تو آئے اور میں نہ ہوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے خلیفہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلالاؤ، تاکہ میں انہیں ایک دستاویز لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی متمنی خلافت کھڑا ہو جائے اور کہنے لگے کہ خلافت کیلئے میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں مانیں گے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی۔ ٥ مسلم ٥

احمد وغیرہ نے اور طریقوں سے بھی بیان کیا ہے ان میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلاؤ تاکہ میں

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ایک دستاویز لکھ دوں تاکہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف اس بارے میں نہ پڑ جائے پھر خود ہی فرمایا خیر چھوڑ دو اللہ نہ کرے کہ مسلمانوں میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کیلئے اختلاف پڑ جائے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ اس نے سوال کیا کہ ان کے بعد؟ آپ نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ اس نے پوچھا ان کے بعد؟ آپ نے جواب دیا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔

نماز کی امامت:

بخاری، مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض ہوئی تو آپ نے فرمایا لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ تمہیں نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نرم دل شخص ہیں جس وقت وہ مصلے پر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں کہہ کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر یہی عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے کہہ کہ وہ نماز پڑھائیں، تم عورتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی آیا اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

یہ حدیث متواتر ہے۔ اسی حدیث کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن زمعہ، حضرت علی (رضی اللہ عنہم)

Marfat.com

نے علیحدہ علیحدہ روایت کیا ہے اور اس کے طریقے حدیث متواتر کے طریقوں میں سے ہیں۔ بعض طریقوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے کہ میں نے اس بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے اصرار کیا کہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین سے لوگ محبت نہیں کریں گے کیونکہ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جو شخص آپ کے قائم مقام ہوگا اس کو لوگ اچھا نہ سمجھیں گے، لہٰذا میں چاہتی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو کہہ دیں۔

ابن زمعہ کہتے ہیں کہ جس وقت لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے حکم فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! نہیں! نہیں! (تین مرتبہ) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) پڑھائیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو آپ نے غصہ سے سر اٹھا کر فرمایا ابوقحافہ کے بیٹے! کہاں ہیں؟ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

اس حدیث کے متعلق علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں علی الاطلاق افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور امامت میں سب سے بہتر ہیں۔

Marfat.com

اقوال آئمہ کی روشنی خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ

امام اشعری فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حالانکہ وہاں مہاجرین اور انصار بھی تھے اور آپ ہی کا یہ قول بھی ہے کہ لوگوں کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو تو لامحالہ اور بالبداہتہ یہ حدیث بتلاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام قوم یعنی مہاجرین اور انصار سے زیادہ عالم قرآن تھے۔ انتہیٰ

خلافت کے مستحق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے:

خود صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بھی اس سے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ انہی حضرات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس وقت وہاں میں بھی حاضر تھا بیمار نہ تھا اور میرے ہوش و حواس بھی بجا تھے، اس خیال سے ہم اپنی دنیا کیلئے بھی اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کیلئے راضی ہو گئے تھے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں امامت کے اہل مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبیلہ بنی

Marfat.com

عمرو بن عوف میں کچھ قضیہ اور مار پیٹ ہوگئی اور یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی پہنچی، آپ ظہر کے بعد مصالحت کرانے کی غرض سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے بلال! اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس جب عصر نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے سے نماز پڑھائی۔ ﴿مسند احمد، ابوداؤد﴾

ابو شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کیا آپ نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام بنایا تھا۔

دار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے بارگاہ خداوندی میں تین مرتبہ تمہارے متعلق دریافت کیا کہ تجھے امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی امامت کا حکم ملا۔

سینے پر دو نشان:

ابن سعد نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں خواب میں اپنے آپ کو اکثر لوگوں کی گندگی پر گزرتے دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں ضرور لوگوں کا کوئی کام ملے گا۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے سینے میں دو نشان دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت خلافت دو سال ہے۔

Marfat.com

آسمانی کتب میں خلافت صدیق کا بیان:

ابن عساکر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے پچھلی جماعت کے ایک شخص پر نظر ڈال کر فرمایا کہ تم نے انبیاء سابقین کی کتابوں میں کیا پڑھا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ ان میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اس کا ''صدیق'' ہوگا۔

اللہ نے ان کو خلیفہ بنایا:

ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند باتیں دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق اختلاف ہوگیا ہے۔ آپ مجھے اس کا شافی جواب دیجئے کہ آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ بنایا تھا؟ آپ غصہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا افسوس! کیا اسے بھی اس میں شک ہے؟ اللہ کی قسم! خدا ہی نے ان کو خلیفہ بنایا تھا اور کیوں اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی تھے وہ خدا سے بہت ڈرتے تھے اگر ان کو حکم نہ ملتا تو ہرگز اس پر نہ مرتے۔

ابن عدی نے ابوبکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ مجھ سے خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کس طرح بنالیا؟ میں نے کہا اے امیر المومنین! اس معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان خاموش اور ساکت رہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے کہا ذرا کھل کر بیان

Marfat.com

کیجئے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! حضور نبی کریم ﷺ آٹھ روز تک بیمار رہے اور اس اثناء میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں کو نماز کون پڑھائے؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آٹھ روز تک نماز پڑھائی اور ان ایام میں وحی برابر آتی رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے ساکت رہے اور تمام مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہارون الرشید کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہا "بارك الله فيك"۔

Marfat.com

قرآن سے خلافت صدیق کا ثبوت

علماء کے ایک گروہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت دیا ہے۔ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے استنباط کیا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِينِه فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَه۔

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو پرواہ نہیں کیونکہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لا دے گا کہ اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے''۔

حضرت حسن نے فرمایا واللہ! وہ ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی تھے جب عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے جہاد کر کے ان کو پھر مسلمان بنایا

یونس بن بکیر، حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو بعض عرب قوم مرتد ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد اور قتال کیا حتی کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ یہ آیت ''فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ'' (آخر تک)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم نے جویبر سے روایت کی ہے کہ آیت

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِي بَاْسٍ شَدِيدٍ۔

Marfat.com

میں سخت لڑانے والوں سے مراد بنو خلیفہ کا قبیلہ ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حجت اور دلیل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی لڑائی کی طرف دعوت دی ہے۔

شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالعباس بن شریح سے سنا ہے کہ آپ کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل علم کا اس کے اوپر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی نے جہاد نہیں کیا۔ پس یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی تابعداری فرض بتلاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو شخص اس کو نہ مانے وہ ضرور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر جنگ روم و شام اور فارس سے کی ہے مگر وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہی پورے طور سے چسپاں ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی نے اول ان کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ فرمایا تھا اگرچہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ختم ہوئی لیکن وہ دونوں حضرات، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہی مروعات تھے۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ" آخر تک بھی بالکل آپ ہی کی خلافت پر منطبق ہوتی ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبدالرحمٰن ابن عبدالحمید المہدی سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوئی ہے۔

Marfat.com

"وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ امَنُوا مِنكُم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَستَخلِفَنَّهُم فِي الارضِ" آخر تک۔

خطیب نے ابوبکر بن عیاش کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور قرآن پاک سے یہ خلافت ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلفُقَرَاءِ المُهَاجِرِينَ تا أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰادِقُونَ تک۔

"صادقون" سے مراد اصحاب ہیں اور جس کسی کو اللہ تعالیٰ "صدیق" کہیں وہ کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا اور صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا خلیفہ رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ مخاطب کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ استنباط نہایت احسن ہے۔

Marfat.com

صحابہ کا خلافت صدیقی پر اجماع تھا

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے۔ کیونکہ جب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی شخص نہیں معلوم ہوا تو لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی۔ ﴿بیہقی﴾

اسد السنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) کو کبھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت میں شک نہیں ہوا۔ آپ کو وہ ہمیشہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے رہے اور صحابہ کا اجماع خطا اور ضلال پر نہیں ہوسکتا تھا۔

حاکم، ابن سعود سے روایت کرتے ہیں کہ جس چیز کو تمام مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمانوں نے بُرا خیال کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے اور تمام مسلمانوں نے چونکہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اچھا سمجھا ہے اس لیے وہ خلافت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

خلافت صدیقی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حاکم اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک روز خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ابوسفیان بن حرب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ لوگوں کی بات دیکھو کہ قریش کے ایک ادنیٰ اور ذلیل شخص سے (معاذ اللہ) بیعت کرلی اگر آپ چاہیں تو مدینہ کو سوار اور پیدل فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے فرمایا اے ابوسفیان! تو نے زمانہ دراز تک اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کی تو کیا بگاڑ لیا، مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا کیونکہ وہ ہر طرح اس کے مستحق اور لائق ہیں۔

بیعت خلافت:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب حج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے خطبہ میں فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے جب عمر رضی اللہ عنہ مر جائے گا تو میں فلاں سے بیعت کرلوں گا کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں نے اول بلا سوچ سمجھے اچانک کرلی تھی اگرچہ بات اسی طرح ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے بچالیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح متفقہ طور پر لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سب میں بہتر تھے قصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت فاطمہؓ کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار بھی ہم سے جدا ہوکر سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار کے پاس چلئے آپ ہمارے ساتھ چلے راستہ میں دو مرد صالح ہم کو ملے انہوں نے کہا واللہ ہم وہیں جائیں گے ہم جب سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب وہیں جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے میں نے کہا یہ کون ہے اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو ان کا خطیب کھڑا ہوا اور حمد و ثنا کے بعد

Marfat.com

کہنے لگا کہ ہم انصار خدا کا لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم چند آدمی ہو باوجود اس کے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو اور ہم کو نکال کر باہر کردو اور ہمارا خلافت سے واسطہ ہی نہ رکھو جب وہ تقریر کر کے چپ ہوا تو میرا ارادہ تھا کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میں نے پہلے ہی سے ایک مضمون عمدہ سوچ رکھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے کہنے سے روک دیا چونکہ میں ان کا زیر بار احسان تھا۔ نیز آپ مجھ سے زیادہ حلیم اور معزز تھے اس لیے میں چپ رہا اور میں نے ان کو ناخوش کرنا بھی گوارا نہ کیا آپ مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے واللہ جو میں کہنا چاہتا تھا اور سوچ کر مضمون بنایا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر آپ نے فرمایا۔

اما بعد! جو کچھ اپنی اچھائی اور بھلائی کے متعلق ذکر کیا تو تم واقعی ایسے ہی ہو تمام عرب جانتا ہے کہ حکومت ہمیشہ قریش کی رہی ہے کیونکہ قریش نسب میں اور سکونت کے لحاظ سے تمام عرب سے افضل و بہتر ہیں۔ لہٰذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہوسکتا ہے میرا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے فرمایا میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہو تم بیعت کر سکتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لیے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے بُرا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن ماردی جاتی تو مجھے ناگوار نہ معلوم ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میں اس قوم پر حکمران ہوتا کہ جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بھی قریش کے مددگار اور قابل عزت لوگ ہیں بہتر ہے کہ ایک شخص ہم میں سے اور ایک تم میں سے حاکم مقرر ہو اس پر بہت شور وغل ہوا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہاتھ

Marfat.com

لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ اور میں نے سب سے پہلے بیعت کر لی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے بھی بیعت کر لی اللہ اللہ کیسا نازک اور عجیب وقت تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے بہتر کوئی بھی کام نہیں تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کرتے تو پھر ہمیں بھی اس شخص سے کہ جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت کرتے تو فساد پڑتا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوگئی تو انصار نے کہا کہ ایک حاکم ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا اے معاشر الانصار کیا تم نہیں جانتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ تم لوگوں کی امامت کرو۔ اب تم خود انصاف سے کہو۔ کہ تم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کون شخص ہے کہ ان سے آگے بڑھے۔ انصار نے کہا نعوذ باللہ! ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی آگے نہیں ہو سکتے۔ ﴿نسائی، حاکم، مسند ابویعلی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ حضرت سعد بن عبادہ کے گھر پر جمع ہو گئے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے اور انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے مہاجرین جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لئے کسی شخص کو کہیں بھیجتے تھے تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی ہم میں سے کر دیتے تھے لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک امیر تم میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے اس کے بعد انصار کے چند آدمیوں نے اسی طرح بیان کیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے لہٰذا ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے اور ہم حضور نبی کریم ﷺ کے انصار اور مددگار تھے لہٰذا ان کے خلیفہ کے بھی یار و مدد گار ہونے چاہئیں۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ تمہارے سردار اور حاکم ہیں پھر آپ نے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور پھر دیگر مہاجرین اور انصار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بیعت کی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آتے ان کو بلاؤ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے ہو کر اور خود حضور نبی کریم ﷺ کے حواری بن کر مسلمانوں کی کمر توڑنا چاہتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا خلیفہ رسول آپ فکر نہ کیجئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی اس کے بعد پھر آپ نے قوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نظر نہیں آرہے انہیں بھی بلاؤ۔ جس وقت آپ آئے تو آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے اور داماد نبی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہو انہوں نے بھی کہا فکر نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔ ﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بیعت سقیفہ ہو چکی تو اگلے روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے مگر آپ کے خطبہ سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص کے پاس جمع کر دیا ہے جو سب میں بہتر اور حضور نبی کریم ﷺ کا صاحب اور غار میں ساتھی

Marfat.com

تھا تم کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو تب لوگوں نے آپ سے بیعت عامہ کی جو بیعت سقیفہ کے بعد واقع ہوئی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگوں نے مجھے امیر بنایا ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر بُرائی کروں تو مجھے درست اور ٹھیک کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے تم میں سے ضعیف لوگ میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہیں جب تک میں ان کا حق نہ دلوادوں (انشاء اللہ) اور تمہارے قوی ضعیف ہیں جب تک کہ ان سے دوسروں کا حق نہ دلوادوں انشاء اللہ جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا وہ ذلیل ہوگئی جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں گرفتار کر دیا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تمہارے لئے جائز نہیں بس چلو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمادے گا۔

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اور حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ فرمایا اور واللہ مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی ظاہر و باطن میں دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بُرا کام سپرد کر دیا گیا ہے اور میری گردن میں طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا بھروسہ ہے یہ سن کر حضرت علی اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) نے کہا ہمیں غصہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ ہم مشورۂ خلافت

Marfat.com

کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات میں آپ کو امامت کے لیے فرمایا تھا۔

ابن سعد، ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال باکمال ہوگیا تو حضرت عمر، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ لایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو اس امت کا امین کہا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھا تھا آج تم ضعیف الرائے کیوں ہو۔ تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق "ثانی اثنین فی الغار" موجود ہیں۔

ابن سعد نے محمد سے بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو اسی طرح ردو بدل رہا آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور میری قوت بھی آپ ہی کے لیے ہے۔ پھر آپ نے بیعت کرلی۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ میں کسی دوسری جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ یہ خبر جانکاہ سن کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ منور کھول کر آپ نے اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسے عالم حیات میں خوبصورت اور پاکیزہ تھے بعد از وفات بھی اب آپ ویسے ہی

Marfat.com

خوبصورت اور پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے رب کعبہ کی حضور نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو چکا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انصار کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر ایک تقریر کی۔ دوران تقریر آپ نے کل وہ آیات و احادیث جو انصار کی شان میں وارد ہوئی ہیں بیان فرمائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ کسی جنگل میں جائیں اور انصار دوسرے جنگل میں تو میں انصار کے ساتھ جاؤں گا اور اے سعد کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تمہارے سامنے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ خلافت قریش کے لیے ہے۔ نیک لوگ ان نیکیوں کی تابعداری کریں گے اور بُرے لوگ ان کے بُروں کی تابعداری کریں گے۔ سعد نے جواب دیا آپ نے سچ فرمایا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔ ﴿مسند احمد﴾

ابن عساکر، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو چکی تو آپ نے قیافہ سے معلوم کیا کہ بعض لوگوں کو کچھ انقباض ہے آپ نے فرمایا لوگو! تمہیں کون سی چیز مانع ہے کیا میں سب سے پہلے مسلمان نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی چند فضیلتیں بیان کر کے کہا کہ میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں۔

امام احمد نے لکھا ہے کہ رافع طائی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا تمام قصہ بیان فرمایا اور جو کچھ مجھ سے لوگوں نے بیعت کر لی اور میں نے خلافت کو اس لیے قبول کر لیا کہ کہیں فتنہ نہ ہو جائے اور فتنہ کے بعد کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔

ابن اسحٰق نے اور ابن عابد نے اپنے مغازی میں رافع طائی سے اس

Marfat.com

طرح بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ تو مجھے دو آدمیوں کی امارت سے بھی منع فرمایا کرتے تھے آپ نے یہ خلافت کیسے قبول فرمائی آپ نے فرمایا میں نے اس سے کوئی چارہ کار نہ پایا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں امت محمدیہ میں تفرقہ نہ پڑ جائے۔

حضرت قیس ابن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کے ایک ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے بیعت کا تمام قصہ بیان فرمایا فوراً لوگوں میں نماز کا اعلان کیا گیا لوگ اکھٹے ہو گئے آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا حاضرین! مجھے بخوشی منظور ہے کہ تم کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنالیتے کیونکہ اگر تم مجھ سے بالکل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چاہو تو مجھے اس کی طاقت نہیں اس لیے کہ آپ شیطان کے مکر سے بچے ہوئے تھے اور آپ کے پاس وحی آتی تھی۔

ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو چکی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا حضرات! میں اگر چہ خلیفہ ہو گیا ہوں مگر میں خوش نہیں ہوں واللہ اگر کوئی تم میں سے اس اہم کام کو انجام دے سکے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لیلے اب جبکہ تم نے یہ تکلیف بالاتفاق مجھے دی ہے اگر تم مجھے مجبور کرو کہ صرف سنت کے موافق درست رہوں تو ممکن نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن میں تمہارے ہی مثل ایک آدمی ہوں کسی سے بہتر نہیں ہوں جب تک مجھے راہ راست پر دیکھو میری تابعداری کرو اور جب سرمو بھی فرق پاؤ تو مجھے درست کرو۔ یاد رکھو شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اپنے اشعار وغیرہ میں میری تعریف نہ کرنا۔

Marfat.com

ابن سعد اور خطیب نے مالک عن عروہ سے بیان کیا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ میں حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں اگرچہ تمہارا امیر ہوگیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن شریف نازل ہو چکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ سنت بتلا دیا اور ہم نے اچھی طرح جان بوجھ لیا۔ لوگو اب تم جان لو بڑا عقلمند وہی شخص ہے جو پرہیز گار ہے اور سب سے زیادہ احمق و بیوقوف بدکار فاسق ہے تمہارے قوی میرے نزدیک جب تک ضعیف ہیں جب تک میں ان سے لوگوں کا حق نہ دلوادوں۔ حاضرین! میں متبع سنت ہوں بدعتی نہیں ہوں جب میں نیکی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ڈگمگا جاؤں تو مجھے متنبہ کرنا میں بس یہی کہنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تم سب کے لیے مغفرت مانگتا ہوں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان شرائط بالا کے سوا امام نہیں ہوسکتا۔

اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے:

حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو مکہ شریف میں ایک کھلبلی اور کہرام سا مچ گیا۔ جس وقت حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد) نے شور سنا تو پوچھا کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ کہا افسوس بہت بڑا واقع ہوا۔ پھر پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کی جگہ کون خلیفہ مقرر ہوا کہا آپ کا بیٹا؟ کہا کیا بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ اس پر راضی ہوگئے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا سچ ہے خدا جسے بڑھاتا ہے اس کو کون گھٹا سکتا ہے اور جسے گھٹاتا ہے اس کو کون بڑھا سکتا ہے۔

Marfat.com

تاریخ بیعت:

واقدی نے چند طریقوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر اور حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ھ بروز شنبہ بیعت کی گئی۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی منبر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ آپ واصل بحق ہوئے اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جگہ کبھی تا اختتام زندگی نہیں بیٹھے۔

Marfat.com

خلافت صدیقی کے اہم واقعات

مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال ہوگیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہوگئے اور کہنے لگے ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں کے دلوں کی اپنی طرف متوجہ کیجئے اور ان سے نرمی برتئے۔ یہ وحشی قوم ہیں آپ نے فرمایا میں تو تم سے مدد کی امید کررہا تھا۔ اسلام میں تم سست پڑگئے۔ کس ذریعہ سے میں ان کے دلوں کو متوجہ کروں معاذ اللہ باتیں بناؤں یا جادو کروں۔ افسوس صد افسوس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرماگئے وحی بند ہوگئی۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی معمولی رسی وغیرہ بھی نہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر میں اپنے سے زیادہ سخت اور مستعد پایا اور لوگوں کو اس طرح سدھایا کہ میرے لیے بہت سی آسانیاں ہوگئیں۔

ابو القاسم بغوی اور ابوبکر شافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوچکا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہوگئے اور انصار نے علیحدگی اختیار کی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکتا۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت بوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عجب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن تدبیر سے ہر مسئلہ کی عقدہ کشائی کی۔ سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کہاں مدفون ہوں اس کے متعلق سب خاموش تھے اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا وصال ہوتا ہے۔ دوسرا قضیہ حضور نبی کریم ﷺ کی میراث کا واقع ہوا اس میں بھی کسی کو کچھ علم نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ گروہ انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا اختلاف آپ کے دفن کے متعلق ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ چونکہ مکہ معظمہ پیدائش گاہ ہے آپ وہاں دفن ہونے چاہئیں۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض بقیع میں۔ بعض بیت المقدس کی رائے دیتے تھے اور اسی کو مدفن انبیاء بتلاتے تھے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ کے فرمان پر باحسن وجوہ اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ہوگئی۔

ابن زنجویہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی حدیث تھی مگر تمام مہاجرین وانصار کو آپ کی طرف آپ کے وفور علم کے باعث رجوع کرنا پڑا۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! ایسا کیوں کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ذی خشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا

Marfat.com

انتقال ہوگیا اور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے کیونکہ خود مدینہ میں لوگ مرتد ہوگئے۔ ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو۔ آپ نے فرمایا قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاؤں چوپائے گھسیٹیں تو بھی جس لشکر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز نہ لوٹاؤں گا اور جس جھنڈے کو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اس کو کبھی نہ کھولوں گا۔ پس آپ نے حضرت اسامہ کو بھیج دیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ راستہ میں جس قبیلہ کے پاس گزرتے تھے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس قوم کو دہشت ہو جاتی تھی اور وہ قبیلہ آپس میں کہتا تھا کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی تو یہ ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ لیکن دیکھو رومیوں کے مقابلہ میں کیا ہوتا ہے، جب یہ لشکر سلطنت روم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتح حاصل کر کے سالم و غانم واپس ہوا تو اسلام کا بول بالا ہوا۔ ﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

لشکر اسلام:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو چلنے کا حکم دیا جس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جرف میں پہنچے تو ان کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے ان کے پاس کسی کو بھیج کر کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہے ابھی تم جلدی نہ کرو۔ وہ وہیں ٹھہرے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جانے کا حکم دیا تھا لیکن اس وقت حالت نازک ہے مجھے خوف ہے کہ عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر وہ مرتد ہوگئے تو سب سے پہلے ان سے مقابلہ

Marfat.com

کے لیے میں تیار ہوں اگر مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں۔ میرے ساتھ چونکہ اچھے نوجوان سپاہی اور بڑے بڑے سردار ہیں اس لیے عرض کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اللہ کی قسم! اگرچہ میری جان پر کچھ بن جائے اور پرندے میرا گوشت نوچنے لگیں تب بھی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کچھ ترمیم و تنسیخ نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔ ﴿ابن عساکر﴾

مانعین زکوٰۃ سے جنگ:

امام ذہبی کہتے ہیں کہ جب اطراف مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر فوج کشی کا حکم نافذ فرمایا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا واللہ اگر وہ ایک سال کا بھی صدقہ حتی کہ بکری کا بچہ جو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو ان کا مال اور خون مجھ پر منع ہوگیا مگر بوجہ ادائے حق کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ پھر آپ کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ بھی اپنے مال کا حق ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ، خداوند تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا میں

Marfat.com

نے بھی پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔

جنگ کے لیے روانگی:

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے ساتھ نکلے اور نجد کے قریب پہنچ کر مرتدین عرب کو شکست فاش دی اور بدوی لوگ مع بیوی بچوں کے بھاگ گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ گھر واپس جایئے اور لشکر پر کسی کو امیر بنا کر ساتھ بھیج دیجئے جب لوگوں نے زیادہ اصرار سے کہا تو آپ لوٹ آئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر یہ کہہ دیا کہ اگر یہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تم میں سے جو شخص چاہے وہ بھی آسکتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کے لیے تشریف لیجانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور ہمیں کسی ناگہانی بلا میں نہ پھنسایئے اور مدینہ کو لوٹ چلیئے واللہ اگر خدانخواستہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر کوئی تکلیف آ گئی تو یہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ نظام اسلام کو ہی قائم رکھ سکے۔

حنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور یہ نصیحت فرمائی کہ پانچ ارکان پر ان سے مقابلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک کا بھی انکار کریں تو ان سے اسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں کیلئے لڑتے وہ پانچ ارکان یہ ہیں۔ "لا الہ اللہ" اور محمد رسول اللہ"۔ کا اقرار کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا۔ حضرت خالد بن ولید

Marfat.com

رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہی جمادی الآخر میں چلے۔ بنی اسد اور غطفان سے مقابلہ ہوا بہت سے مرتدین قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار۔ باقی پھر مسلمان ہو گئے اس واقعہ میں صحابہ میں سے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ساتھ گئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

اور اسی سال رمضان شریف میں بعمر چوبیس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں انتقال فرمایا۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب انہیں سے جاری ہوا۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ایک مہینہ پہلے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا اور شوال میں حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تھی۔

مسیلمہ کذاب کا قتل:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بمعہ لشکر آخر سال میں مسیلمہ کذاب کے قتل کے کے لئے یمامہ پہنچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور چند دنوں قلعہ بند رہنے کے بعد مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس واقعہ میں جو صحابہ شہادت پا گئے تھے ان میں سے حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ، حضرت شجاع بن وہب، حضرت زید بن خطاب، حضرت عبداللہ بن سہل، حضرت مالک بن عمرو، حضرت طفیل بن عمر والدوسی، حضرت یزید بن قیس، حضرت عامر بن بکر، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت سائب بن عثمان بن مظعون، حضرت عباد بن بشر، حضرت معن بن عدی، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت ابو دجانہ، حضرت سماک بن حرب (رضی اللہ عنہم) وغیرہ

Marfat.com

بھی شامل تھے۔

مسیلمہ کذاب کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی عمر میں بڑا تھا۔

فتنہ ارتداد کا قلع قمع:

۱۲ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں بھی ارتداد ہو گیا تھا جواثی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان فتح مند رہے اور چونکہ فتنہ ارتداد عمان میں بھی ہو رہا تھا اس لیے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کو ان کی سرکوبی کے لیے ادھر روانہ کر دیا اور مہاجرین ابی امیہ کو اہل بجیر کی طرف اسی فتنہ کی روک تھام کے لیے بھیجا نیز حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی ایک گروہ مرتد کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ اسی سال حضرت زینب بنت حضور نبی کریم ﷺ کے خاوند ابو العاص بن ربیع کا بھی انتقال ہو گیا اور صعب بن جثامہ لیثی اور ابو مرثد غنوی کی بھی وفات واقع ہوئی۔

مدائن و شام پر لشکر کشی:

بعد از فراغت فتنہ ارتداد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف روانہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر ایلہ فتح ہوا پھر کچھ صلح اور کچھ جنگ کے بعد مدائن کسریٰ جو عراق میں ہے وہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اسی ۱۲ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج بیت اللہ ادا فرمایا واپسی کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجا۔ شام میں جنگ اجنادین ۱۳ھ میں واقع ہوئی اور اس میں بھی فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری اس وقت ملی جب کہ آپ حالت نزع میں تھے اس

Marfat.com

جنگ میں حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور ہشام بن عاص اور دیگر لوگ شامل تھے۔
اسی سال جنگ مرج الصفر ہوئی اور مشرکین نے شکست کھائی۔ اس لڑائی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

جمع قرآن:

حضرت زید ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ جس وقت میں آپ کے پاس گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموشی سے تشریف فرما تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ! مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان قاری شہید ہو گئے ہیں مجھے خوف ہے کہ اگر اسی طرح مسلمان حافظ قرآن شہید ہوتے رہے تو قرآن شریف بھی حافظوں کے ساتھ اٹھ جائے گا، لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو جمع کرالیا جائے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ بھلا میں ایسے فعل کو کس طرح کرسکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا واللہ! یہ نیک کام ہے، اس میں کچھ حرج نہیں۔ اس پر یہ برابر مصر رہے، حتی کہ میرا دل کھلا میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر سنتے رہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم جوان اور عقلمند شخص ہو اور تم کسی بات میں مہتم بھی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہو، لہٰذا تم کوشش و تلاش کر کے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ واللہ! مجھے یہ کام بہت شاق گزرا اگر مجھے کوئی پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کا بھی بوجھ اس کام سے ہلکا سمجھتا۔ میں نے عرض کیا آپ دونوں صاحب وہ

Marfat.com

کام کس طرح کر سکتے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے جواب میں وہی فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے، مگر مجھے تامل ہی رہا اور میں نے بہت اصرار کیا، آخر اللہ تعالیٰ نے میرا بھی دل کھول دیا اور میں اس مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح سمجھ گیا۔ میں نے تلاش کرنا شروع کیا اور میں نے کاغذ پرچوں اور اونٹ بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں درخت کے پتوں اور حافظوں کے سینوں سے قرآن شریف کو جمع کیا، حتی کہ سورۂ توبہ کی دو آیتوں "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ" کو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوا کسی سے نہیں پایا، اور جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، جو آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہا پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور آپ کی وفات کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔ ابو یعلی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر قرآن شریف کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو م لے گا کیونکہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن شریف کو کتابی صورت میں کیا۔ ﴿صحیح بخاری﴾

اولیات صدیقی:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے پہلے اسلام لائے، آپ ہی نے سب سے اول قرآن شریف جمع کیا، آپ ہی نے قرآن پاک کا نام سب سے اول مصحف رکھا۔ آپ ہی کو سب سے اول خلیفہ کہا گیا۔

امام احمد نے ابوبکر بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب "یا خلیفۃ اللہ" کہہ کر پکارا گیا تو آپ نے فرمایا میں حضور نبی کریم ﷺ کا خلیفہ ہوں، میں اسی سے خوش ہوں، مجھے اتنا ہی فخر کافی ہے۔ آپ ہی سب سے اول اپنے والد ماجد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی اول خلیفہ

Marfat.com

ہیں کہ جن کی رعیت نے ان کیلئے وظیفہ مقرر کیا۔

سرکاری وظیفہ:

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے گھر والوں کے صرفہ سے عاجز نہیں، لیکن میں امر خلافت میں مشغول ہونا اور مجھ سے اس وقت صنعت و حرفت نہیں ہو سکے گی، لہٰذا میں اپنے اہل و عیال کو بیت المال سے کھانے کیلئے دوں گا۔

ابن سعد، عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت کے دوسرے روز کچھ چادر میں لیئے ہوئے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بازار۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ایسے کام چھوڑ دیجئے۔ اب آپ لوگوں کے خلیفہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر میرے اہل و عیال کہاں سے کھائیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ چلئے آپ کیلئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر کریں گے۔ یہ دونوں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا میں آپ کے اہل و عیال کیلئے ایک اوسط درجہ کے مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گزارہ کے لائق مقرر کرتا ہوں۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اس کے علاوہ گرمی اور سردیوں کا کپڑا بھی ہو مگر جس وقت پرانا ہو جایا کرے تو اس کو واپس دے کر اس کے بجائے نیا لے لیا کرو۔ آپ کیلئے ان حضرات نے ہر روز کیلئے آدھی بکری کا گوشت تن ڈھانکنے کا کپڑا اور اناج مقرر کر دیا۔

ابن سعد، میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کی دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا میرا کنبہ زیادہ ہے، اس میں گزر اوقات نہیں ہو سکتا، اور مجھے تم نے تجارت کرنے سے بھی بوجہ اشغال خلافت کے روک دیا ہے، کچھ زیادہ مقرر کرنا چاہیے، چنانچہ آپ کی تنخواہ پانچ سو درہم مقرر کی گئی۔

طبرانی نے اپنی مسند میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا دیکھو! یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے تھے اور چادر جو ہم پہنتے اوڑھتے تھے، ہم ان سے اس وقت تک ہی نفع اٹھا سکتے تھے جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے، جس وقت میں مر جاؤں تو ان کو حضرت عمر کو دے دینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا، جس وقت آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنے بعد والوں کو بڑی تکلیف میں ڈال دیا۔

ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹی! میں اگرچہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا مگر میں نے کبھی روپیہ پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا، البتہ معمولی کھایا اور پہن لیا۔ اب میرے پاس سوائے اس حبشی غلام اور اس اونٹنی پانی کھینچنے والی اور اس پرانی چادر کے بیت المال کا کچھ بھی تھوڑا بہت نہیں ہے جس وقت مر جاؤں تو ان سب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔

بوقت وصال بیت المال خالی تھا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ اوّل شخص ہیں کہ جس نے بیت المال

Marfat.com

قائم کیا۔ ابن سعد نے سہل بن ابی خثیمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المال پر کوئی چوکیدار مقرر نہیں تھا، لوگوں نے کہا آپ بیت المال پر چوکیدار کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا جب قفل لگا رہتا ہے تو پھر چوکیدار کی کیا ضرورت ہے؟ حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ جو مال آتا تھا، سب مسلمانوں کو تقسیم کردیا کرتے تھے اور بیت المال خالی ہو جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد آپ نے بیت المال اپنے گھر پر منتقل کرلیا جس وقت مال آتا تھا تو آپ فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کردیا کرتے تھے اور کبھی اونٹ گھوڑے ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے کچھ چادریں خریدیں اور مدینہ شریف کی بیواؤں پر تقسیم کردیں جس وقت آپ کا انتقال ہوا، آپ مدفون ہو چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند معززین صحابہ کو جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تھے بلایا اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں تشریف لے جا کر اس کا جائزہ لیا تو اس میں سوائے اللہ کے نام کے کچھ نہ تھا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسی قول کی بنا پر وائل عسکری کا قول رد ہو جاتا ہے کہ اول وہ شخص کہ جس نے بیت المال مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المال نہیں تھا، میں نے اس کی تردید اپنی ایک کتاب میں کی ہے۔ پھر میں عسکری کا ہی ایک قول اس کی ایک دوسری تصنیف میں دیکھا ہے کہ اول وہ شخص جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیت المال کے مہتمم مقرر ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔
حاکم کہتے ہیں کہ اول اسلام میں عتیق کے لقب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ملقب ہوئے اور کوئی دوسرا نہیں ہوا۔

Marfat.com

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا، پس جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کوئی شخص ہے جس کا قرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو، یا آپ نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو طلب کر سکتا ہے؟ میں نے حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اس میں سے لے لو، میں نے اس میں سے لے لیا اور گنا تو وہ پانچ سو روپے تھے مگر آپ نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمائے۔

خدمت خلق:

ابن عساکر، انیسہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال اور بعد از خلافت ایک سال ٹھہرے جس وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپ ان کا دودھ دوہ دیتے۔

میمون کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا ''السلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ نے فرمایا ان تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو یعنی تم کو اسلام علیکم کہنا چاہیے تھا۔ ﴿احمد﴾

ابن عساکر، ابو صالح غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بوڑھیا اندھی اپاہج کی جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی، خبر گیری کیا کرتے تھے اس کو روٹی پانی اور اس کے دوسرے کام کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز اس کے پاس آپ تشریف لے گئے تو بلا توقع اس کا تمام کاروبار ہوا پایا، اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا۔ آپ کو بہت حیرت ہوئی۔ آپ

Marfat.com

نے اس کی جستجو کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کام کو انجام دینے والے نکلے حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! آپ کے سوا اور کون ہوسکتا تھا۔

امام ابونعیم وغیرہ، حضرت عبدالرحمٰن اصبہانی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے جو ابھی بچے تھے کہنے لگے میرے ابا کے منبر پر سے اتر جایئے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا، یہ منبر تمہارے ابا جان کا ہی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کو گود میں اٹھالیا اور رو پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں! آپ نے سچ کہا، میں آپ کو الزام نہیں دیتا۔

حج بیت اللہ:

ابن سعد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو حج اسلام میں سب سے اول ہوا۔ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ فرمایا، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بعد حج ادا کیا، جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور پھر آپ نے حج کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اول حج کیلئے روانہ کیا اور سال آئندہ سے وفات تک خود حج کرتے رہے، اور جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج کیلئے روانہ فرمایا۔

Marfat.com

مرض اور وفات

حاکم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہے۔ یہ صدمہ جان کاہ آپ کو اس قدر ہوا تھا کہ آپ ہمیشہ لاغر اور کمزور ہی ہوتے چلے گئے حتی کہ آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ ﴿مستدرک للحاکم﴾

ابن سعد، حاکم، ابن شہاب سے بسند صحیح لکھتے ہیں کہ کہیں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہدیہ میں گوشت آیا تھا اس کو آپ حضرت حارث بن کلدہ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے کہ حارث نے کہا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اسے نہ کھایئے۔ اللہ کی قسم! اس میں مجھے زہر معلوم ہوتا ہے، آپ دیکھ لیجئے گا کہ میں اور آپ اسی سال میں ایک ہی روز اس کے زہر سے مرجائیں گے۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، اس روز سے یہ دونوں حضرات ہمشیہ بیمار رہے، حتی کہ ایک سال گزرنے کے بعد ہی دونوں صاحبوں کا ایک ہی روز انتقال ہوگیا۔

امام شعبی کہتے ہیں کہ اس دنیا ذلیل سے بھلا ہم کیا توقع رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی زہر دیا گیا۔

واقدی، حاکم، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الاخریٰ بروز پیر کے روز غسل فرمایا، اس روز چونکہ سردی تھی آپ کو بخار ہوگیا، پندرہ روز آپ بیمار رہے اور ان تمام ایام میں آپ نماز کیلئے بھی تشریف نہ لاسکے، بالآ شنبہ کی رات کو ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری بعمر تریسٹھ سال آپ نے انتقال فرمایا۔

Marfat.com

ابن سعد اور ابن ابی الدنیا، ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر آپ حکم دیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے طبیب نے دیکھا ہے۔ عرض کیا طبیب نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے "انی فعال لما ارید" میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے صحابہ سے مشورہ اور وصیت نامہ:

واقدی نے دوسرے طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کیا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہو بتلاؤ، عرض کیا میرے نزدیک تو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں جتنی آپ ان کی نسبت رائے قائم کریں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر آپ نے یہی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی یہی کہا، آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ تو بتلاؤ، انہوں نے کہا اللہ جانتا ہے کہ ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور ہمارے اندر تو ان کا مثل کوئی معلوم نہیں ہوتا۔ آپ نے حضرت سعید بن زید اور حضرت اسید بن حضیر سے بھی یہی مشورہ کیا۔ حضرت اسید نے کہا اللہ خوب جانتا ہے کہ میں تو آپ کے بعد انہیں کو اچھا سمجھتا ہوں، وہ نیک کام سے خوش اور بُرے کام سے ناراض ہیں، ان کا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ اس کام کیلئے تو ان سے بہتر کوئی شخص بھی قوی اور مستعد نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد صحابہ آئے اور ایک نے مجھ سے سوال کیا کہ تم نے خدا کو مانتے ہوئے ایک سخت گیر شخص کو ہم پر خلیفہ مقرر کر دیا۔ اللہ کو بھلا اس کا کیا جواب دو گے۔ آپ نے فرمایا واللہ! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، مگر مجھ سے سوال ہوا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض

Marfat.com

کروں گا اے رب العالمین! میں نے مسلمانوں پر، ان میں سے سب سے بہتر شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے بلکہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا لکھو۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ وصیت نامہ جو ابوبکر بن ابوقحافہ نے اپنے آخر وقت دنیا میں دنیا سے جاتے اور شروع وقت آخرت میں عالم بالا میں داخل ہوتے وقت لکھایا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ کافر ایمان لانے والا اور فاجر یقین کرنے والا کاذب سچ بولنے والا ہوتا ہے۔ لوگو! میں نے تمہارے اوپر اپنے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس کی سننا اور اطاعت کرنا، میں نے حق المقدور خدا اور رسول اور دین اسلام اور اپنے نفس اور تمہاری بھلائی، خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل کریں گے تو میرے ظن اور رائے کے موافق ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہے۔ البتہ میں نے تمہارے لیے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ ظالم عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

پھر آپ نے اس کو سربمہر کرا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے برضا و رغبت بیعت کرلی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلوت میں بلا کر جو کچھ وصیت کرنا تھی وہ کیں۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس چلے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی:

Marfat.com

مولیٰ کریم! جو کام میں نے کیا ہے اس سے میرا مقصود صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے، میں نے فتنہ سے ڈر کر جو کچھ کیا اس کو تو اچھی طرح جانتا ہے۔ میں اس امر میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے اور میں اپنے نزدیک اسی بات پر پہنچا ہوں، لہٰذا میں نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر، قوی اور نیک حریص ہے۔ میں تیرے حکم سے اس دنیا فانی کو چھوڑتا ہوں تو ان میں میری طرح کے خیر خواہ لوگ پیدا کر کیونکہ وہ سب تیرے بندے ہیں۔ تو اپنے بندوں کا مالک ہے۔ مولیٰ کریم! مسلمانوں کے حاکموں میں صلاحیت عطا فرما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے خلفاء راشدین میں داخل فرما اور اس کی رعایا کی اصلاح فرما''۔

تین شخص سب سے زیادہ عقلمند:

ابن سعد، اور حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص سب سے زیادہ عقلمند ہوئے ﴿۱﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔

﴿۲﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہ انہوں نے کہا تھا:...... ''اِستاجرہ'' ﴿اس کو نوکر رکھ لیجئے﴾۔

﴿۳﴾ عزیز مصر کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رائے قائم کر کے بیوی سے کہا ''اَکرِمِی مَثوٰاہ'' ﴿اسے اچھی جگہ رکھنا﴾۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقرر پر صحابہ کی رضا مندی:

ابن عساکر، یسار بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف بڑھی تو آپ نے گھر کی کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے کہا اے لوگو! میں نے تمہارے اوپر ایک شخص کو مقرر کر دیا ہے کیا تم اس سے راضی

Marfat.com

ہو؟ لوگوں نے بالاتفاق کہا یا خلیفۃ رسول اللہ ﷺ! ہم بالکل راضی ہیں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا اگر وہ شخص حضرت عمر نہیں ہے تو ہم اس سے راضی نہیں آپ نے فرمایا نہیں حضرت عمر ہی ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی بیس وسق کھجوریں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردی تھیں۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا بیٹی! اللہ کی قسم! میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں، تم سے زیادہ مالداری میں کسی محبوب نہیں رکھتا۔ تیری غربت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت میں نے تجھے جو کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تو نے قبضہ کرلیا تو خیر ورنہ میرے مرنے کے بعد وہ ترکہ ہو جائے گا۔ تیرے دوسرے دو دو بہن بھائی ہیں، ان سب پر قرآن شریف کی رو سے تقسیم کرنا۔ میں نے عرض کیا ابا جان! ایسا ہی ہوگا اگر اس سے بہت زیادہ مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی، مگر محض ایک بہن میری اسماء ہی ہے اور آپ دو بہن بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ حاملہ ہیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ اسی روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور مجھے القا ہوا ہے کہ بطن میں لڑکی ہے۔ پس میں اس کی بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

ابن سعد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کے متعلق فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے مال کا پانچواں حصہ راہِ خدا میں لیا کرتے ہیں، اسی طرح اسے بھی لے لیا جائے۔

ابن سعد اس طرح بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانچویں

Marfat.com

حصہ کے ساتھ وصیت کرنا تہائی کی وصیت کرنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور جو شخص تہائی کی وصیت کرے تو پھر اس نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کی تھی، صرف ان قرابت داروں کیلئے جو وارث نہیں ہیں۔

عبداللہ ابن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں واللہ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بھی درہم یا دینار باقی نہیں چھوڑا۔

ابن سعد وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ تکلیف ہوئی تو میں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار ''تیری عمر کی قسم! جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے تو کوئی مال فائدہ نہیں دیتا''۔

آپ نے چادر سے منہ کھول کر فرمایا یہ نہیں بلکہ اس طرح کہو:

وَجَآئَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ۔

پھر فرمایا دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں، انہیں دھو کر ان ہی دونوں مستعملہ کپڑوں میں کفنا دینا کیونکہ زندہ کو بہ نسبت مردے کے نئے کپڑوں کی زیادہ حاجت ہے۔

ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں جب اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو آپ حالت نزع میں تھے، میں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار ''آج آپ کو سخت مرض لاحق ہوگیا اللہ آپ کی روح کو

Marfat.com

توفیق بخشے''۔

آپ نے فرمایا یہ مت کہو بلکہ یہ کہو۔

وَجَاءَ سَکرَۃُ المَوتِ بِالحقِّ ذٰلِکَ مَا کُنتَ مِنہُ تحِیدُ۔

ترجمہ: موت کی بیہوشی تو ضرور آ کر رہے گی۔ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ عرض کیا ''پیر کے روز''۔ آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اسی رات تک انتقال کروں گا پس آپ منگل کی رات کو انتقال فرما گئے اور صبح سے مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا ہے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سرہانے بیٹھ کر یہ شعر پڑھنے لگیں:

ترجمہ اشعار: ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے اور کپڑا پہننے والے کا ایک کپڑا ہوتا ہے۔

آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا بیٹی! اس طرح نہیں بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس طرح ہے۔

وَجَاءَ سَکرَۃُ المَوتِ بِالحقِّ ذٰلِکَ مَا کُنتَ مِنہُ تحِیدُ۔

احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: بہت سے سفید چہرے ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتا ہے اور وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔

آپ نے یہ شعر سن کر فرمایا یہ صفت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا اے عائشہ! میرے ان دونوں مستعمل کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا۔ یہ ضرور ہے کہ "میں تمہارا باپ ہوں، اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنایا تو کچھ بڑھ نہ جاؤں گا اور اگر پرانے بوسیدہ کپڑوں میں کفنایا تو کچھ گھٹ نہ جاؤں گا۔

ابن ابی الدنیا، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی "آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر ان کی اس کام میں مدد کریں"۔

Marfat.com

نماز جنازہ اور تدفین

ابن سعد، حضرت سعد بن میسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور مسجد نبوی کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

عروہ اور قاسم بن محمد نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے شریف کے پاس رہا اور آپ کی قبر شریف کا تعویذ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تعویذ برابر رہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کو قبر مبارک میں حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر (رضی اللہ عنہم) نے اتارا اور چند طریقوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رات ہی کو دفن کیے گئے۔

حضرت سعید ابن میسیب سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مکہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے کہا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اللہ! اللہ! یہ کیسی مصیبت؟ پھر کہا ان کی جگہ کون مقرر ہوا؟ جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا اچھا مرحوم کے ساتھی ہیں۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو جو حصہ شرعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے جو ملا تھا۔ انہوں نے اپنے پوتوں کو واپس کر دیا اور خود بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم الحرام ۱۴ ہجری میں

Marfat.com

بعمر ستانوے ﴿۹۷﴾ سال اس دار فانی سے کوچ کر دیا۔

علماء کا قول ہے کہ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی شخص سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا اور نہ کسی خلیفہ کے والد نے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے کا ترکہ پایا۔

خلافت کی مدت:

حاکم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال سات ماہ خلافت کی ہے۔

تاریخ ابن عساکر میں بسند اصمعی روایت ہے کہ خفاف بن ندبہ سلمٰی نے آپ کی وفات پر یہ مرثیہ روتے ہوئے پڑھا:

ترجمہ مرثیہ: میں اچھی طرح بتلا دیتا ہوں کہ کسی زندہ کیلئے بقا نہیں ہے دنیا محض فانی ہے اقوام میں یہ ملک ادھار لیا ہوا ہے۔ اس میں شرط ادا کرنا ہی ہے۔ اگرچہ شخص کوشش کرتا ہے مگر اس کیلئے کوئی گھات میں ہے، آنکھیں روتی ہیں اور جانور صدا لگاتا ہے، بوڑھا ہو کر مرے یا قتل ہو، یا بیمار ہو کر مرے، مگر سب مرض بے شفاہی کی شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ابر رحمت تھے، جو سوکھی کھیتیوں پر ہمیشہ بلا بارش برستے تھے۔ اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح زمانہ کسی بچے بوڑھے کو نہ ملے گا جو کوشش کرنے والا ان کا سازمانہ پانے کی کوشش کرے گا، وہ تادم مرگ پریشان و ناکام رہے گا۔

Marfat.com

روایت کردہ اَحادیث کی تعداد

امام نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور روایت کی قلت کا سبب یہ ہے کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور اس وقت تک احادیث کا چرچا زیادہ نہیں ہوا تھا احادیث کی سماعت اور تحصیل و حفظ میں تابعین نے اس کے بعد زیادہ کوشش کی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قضیہ بیعت کے وقت یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ تمام احادیث جو انصار کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں بیان کیں اور قرآن مجید میں جو کچھ انصار کے متعلق نازل ہوا ہے بیان فرمایا یہ اس امر کی بین اور صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن مجید کے وسعتِ معلومات کے لحاظ سب سے زیادہ عالم تھے۔

آپ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم):

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے روایت کی ہے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عقبہ بن حارث، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن مغفل حضرت عقبہ بن عامر جہنی، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابو

Marfat.com

طفیل لیثی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت بلال، حضرت عائشہ بنت ابوبکر، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین میں سے اسلم مولی عمر، واسط البجلی اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

مختصر طور پر یہاں وہ احادیث حسب ذیل ہیں جو مختلف کتابوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور ان کے پیچھے کتابوں کے نام بھی لکھ دوں۔ میں مفصل طور پر انشاء اللہ العزیز اپنی مسند میں لکھوں گا۔

Marfat.com

مروی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۱﴾ حدیث ہجرت کے بیان میں بخاری مسلم وغیرہ۔

﴿۲﴾ حدیث البحر یعنی دریا کا پانی پاک ہے اور اس میں مری ہوئی چیز بھی حلال ہے۔ ﴿دار قطنی﴾

﴿۳﴾ مسواک منہ کو صاف کرنیوالی ہے اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ﴿احمد﴾

﴿۴﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ ﴿بزار، ابو یعلی﴾

﴿۵﴾ کوئی آدمی حلال کھانا کھانے کے بعد وضو نہ کرے۔ ﴿بزار﴾

﴿۶﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿ایضاً﴾

﴿۷﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں جو میرے پیچھے نماز پڑھی تو اس میں آپ ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے تھے۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۸﴾ جو شخص چاہے کہ میں قرآن مجید کو اسی قرات میں پڑھوں جس میں وہ نازل ہوا ہے تو چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات اختیار کرے۔ ﴿احمد﴾

﴿۹﴾ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی دعا بتلا دیجئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کر:
اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

Marfat.com

فَاغفِرلی مَغفِرَۃً مِن عِندَکَ وَارحَمنِی اِنَّکَ اَنتَ الغَفُورُ الرَّحِیمُ۔

﴿بخاری، مسلم﴾

﴿۱۰﴾ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آ گیا تم خدا کے عہد میں دست اندازی نہ کرو جس شخص نے اسے قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس سے مطالبہ کرے گا اور اس کو اوندھا دوزخ میں ڈالے گا۔ ﴿ابن ماجہ﴾

﴿۱۱﴾ کسی نبی کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔ ﴿بزار﴾

﴿۱۲﴾ جو شخص کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ ﴿احمد﴾

﴿۱۳﴾ ہر نبی کی وفات اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اس کو دفن ہونا ہوتا ہے۔

﴿ترمذی﴾

﴿۱۴﴾ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۱۵﴾ میت کو اس کے پسماندگان کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

﴿ابو یعلی﴾

﴿۱۶﴾ دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے برابر خیرات کرو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے۔ بُری موت کو دفع کرے گی اور بھوکے کو آسودہ کرے گی۔

﴿۱۷﴾ حدیث فرائض صدقات بخاری وغیرہ۔

﴿۱۸﴾ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ کا کوڑا جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے

Marfat.com

تھے گر جاتا تھا آپ اونٹنی کو بٹھا کر نیچے آتے اور اس کو اٹھاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں اٹھانے کو فرمایا کرتے آپ نے فرمایا میرے محبوب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کچھ بھی سوال نہ کروں۔ ﴿احمد﴾

﴿۱۹﴾ جب حضرت اسماء بنت عمیس سے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ حالت نفاس میں غسل کر کے حج وعمرہ کا احرام باندھیں۔ ﴿بزار، طبرانی﴾

﴿۲۰﴾ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حج کون سا افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں زور سے تکبیریں زیادہ کہی جائیں اور قربانی زیادہ ہوں۔ ﴿ترمذی، ابن ماجہ﴾

﴿۲۱﴾ آپ نے جس وقت حجر اسود کو بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر میں حضور نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ ﴿دار قطنی﴾

﴿۲۲﴾ حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ برات کو مکہ شریف بھیج کر اہل مکہ کو کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کرے۔ ﴿ابویعلی﴾

﴿۲۳﴾ میرے مکان اور منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ایک ٹکڑے پر ہے۔ ﴿ابویعلی﴾

﴿۲۴﴾ حدیث، حضور نبی کریم ﷺ کا ابوالہیثم کے گھر جانا۔

﴿۲۵﴾ چاندی سونا مثل بمثل ہے اگر کوئی زیادہ لے اور دے تو دوزخی ہے۔

﴿ابویعلی، بزار﴾

Marfat.com

﴿۲۶﴾ جس نے کسی مومن کو اذیت دی یا اس کے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے۔
﴿ترمذی﴾

﴿۲۷﴾ جو شخص بخیل ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اور نہ بدخواہ اور نہ خائن اور نہ اپنے ماتحت کے ساتھ بُرائی کرنے والا اول وہ غلام جنت میں داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا کی اطاعت کریں۔ ﴿احمد﴾

﴿۲۸﴾ غلام کا ترکہ اس کے لیے ہے جو اسے آزاد کرے۔ ﴿ضیاء المقدسی﴾

﴿۲۹﴾ ہم گروہ انبیاء کا ورثہ نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔
﴿بخاری﴾

﴿۳۰﴾ نبی کا وارث اس کا جانشین خلیفہ ہوتا ہے۔ ﴿ابو داؤد﴾

﴿۳۱﴾ معمولی نسبی رشتہ سے انکار کرنا بھی کفر ہے۔ ﴿بزار﴾

﴿۳۲﴾ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خرچہ ہے۔

﴿۳۳﴾ جس نے قدم اپنے خدا کی راہ میں گرد آلود کیے اللہ تعالیٰ اس پر آتش دوزخ حرام کردے گا۔ ﴿بزار﴾

﴿۳۴﴾ میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

﴿۳۵﴾ حضرت خالد بن ولید کی تعریف اور یہ فرمانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار اور منافقین پر مسلط فرمایا ہے۔ ﴿احمد﴾

﴿۳۶﴾ آفتاب کسی آدمی پر جو حضرت عمر سے بہتر ہو نہیں طلوع ہوا۔ ﴿ترمذی﴾

﴿۳۷﴾ جو شخص مسلمانوں کے کاموں کا حاکم ہو اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفل وفرض قبول نہ کرے گا۔ ﴿احمد﴾

Marfat.com

﴿۳۸﴾ قصہ اعز اور اس کا سنگسار کیا جانا۔

﴿۳۹﴾ نہیں اصرار کیا اس شخص نے جس نے استغفار کیا اگرچہ پھر اسی فعل کو ایک دن میں ۷۰ مرتبہ کیا۔

﴿۴۰﴾ حضور نبی کریم ﷺ کا لڑائی کے متعلق مشورہ کرنا۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۴۱﴾ جب آیت "یَعْمَلْ سوءً یُّجزبہ" اتری۔ ﴿ترمذی، ابن حبان﴾

﴿۴۲﴾ تم یہ آیت پڑھتے ہو "یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا عَلَیکُم اَنفُسَکُم"۔

﴿احمد اربعہ ابن حبان﴾

﴿۴۳﴾ ہجرت والی حدیث میں ہے۔ ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا گمان جن کا تیسرا اور مددگار خود اللہ ہے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

﴿۴۴﴾ حدیث "اَللّٰھُمَّ طعنًا وَطاعُونً"۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۴۵﴾ مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کر دیا۔ ﴿دار قطنی﴾

﴿۴۶﴾ میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۴۷﴾ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ تعلیم کیجئے تاکہ میں اس دعا کو صبح و شام پڑھا کروں۔ الخ ﴿الہیثم بن کلیب، ترمذی﴾

﴿۴۸﴾ تم "لا الہ الا اللہ" اور استغفار کو لازم پکڑو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ میں لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کرتا ہوں اور مجھے "لا الہ الا اللہ" اور استغفار سے ہلاک کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو ان کی خواہشات پر لگا دیا وہ خراب ہو کر بھی اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔ الخ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۴۹﴾ جس وقت "لا ترفعوا اصو اتکم فوق صوت النبی" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے اب اس طرح بات کیا

Marfat.com

کروں گا جس طرح پیر فرتوت کلام کرتے ہیں۔
﴿ان کی آواز بوجہ کبرسنی نہیں نکلتی﴾ ﴿بزار﴾

﴿۵۰﴾ حدیث "کل میسر لما خلق له"۔ ﴿احمد﴾

﴿۵۱﴾ جس نے میرے متعلق دانستہ جھوٹ بولا میری کسی بات کو نہ مانا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۵۲﴾ حدیث "ما نجات فی هذا الامر" الخ ﴿احمد﴾

﴿۵۳﴾ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تم جا کر کہہ دو کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جب میں چلا تو راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے۔ الخ ﴿ابو یعلی﴾ ﴿یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے محفوظ ہے نہ ابوبکر سے﴾

﴿۵۴﴾ میری امت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہونگے۔ مرجیہ وقدریہ۔
﴿دار قطنی﴾

﴿۵۵﴾ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ ﴿احمد، نسائی ابن ماجہ﴾

﴿۵۶﴾ جب حضور نبی کریم ﷺ کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے الٰہی اس کام کو میرے لیے پسند فرما اور بہتر فرما۔ ﴿ترمذی﴾

﴿۵۷﴾ دعا دیں "اللهم فارج الهم" ﴿بزار، حاکم﴾

﴿۵۸﴾ جو جسم حرام سے پرورش پائے تو اس کے لیے آگ ہی بہتر ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس جسم کی حرام غذا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۵۹﴾ جسم کا ہر ایک حصہ تیری زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ ﴿ابو یعلی﴾

Marfat.com

﴿۶۰﴾ نصف شعبان کی شب کو اللہ تعالیٰ نیچے تشریف لاتا ہے اس رات سوائے کافر اور کینہ ور شخص کے سب کو بخش دیتا ہے۔ ﴿دار قطنی﴾

﴿۶۱﴾ دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ دوسری قومیں بھی ہوں گی جن کا منہ ان ڈھالوں کی طرح ہوگا جو بیچ میں سے بلند اور کناروں پر سے پست ہوں۔ ﴿ترمذی، ابن ماجہ﴾

﴿۶۲﴾ مجھ پر خدا کا اتنا بڑا احسان ہے کہ میں قیامت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل کراؤں گا۔ ﴿احمد﴾

﴿۶۳﴾ حدیث شفاعت اور لوگوں کا میدان قیامت میں یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام کے پاس جانا۔ ﴿احمد﴾

﴿۶۴﴾ اگر لوگ ایک میدان کی طرف جائیں اور انصار دوسرے میدان کی طرف تو میں انصار کے ساتھ رہوں گا۔ ﴿احمد﴾

﴿۶۵﴾ قریش اس امت کے امیر ہیں ان کے نیک نیکوں کے تابع ہیں اور فاجر فاجروں کے۔ ﴿احمد﴾

﴿۶۶﴾ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار کے متعلق وصیت فرمائی ہے کہ ان کی نیکیوں کو قبول کرو اور بروں سے درگزر کرو۔ ﴿بزار، طبرانی﴾

﴿۶۷﴾ عمان کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہاں عرب کے لوگوں میں سے ایک قبیلہ رہتا ہے جب میرا ایلچی وہاں جاتا تو عمان والے اسکو تیر مارتے نہ پتھر۔ ﴿احمد ابو یعلی﴾

﴿۶۸﴾ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسی جگہ گزرے جہاں امام حسن رضی اللہ عنہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر فرمایا کہ ان کی صورت بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے زیادہ ملتی ہے۔ ﴿بخاری﴾

﴿۶۹﴾ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام ایمن کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ﴿مسلم﴾

﴿۷۰﴾ پانچویں مرتبہ میں چور قتل کیا جائے۔ ﴿ابو یعلی، دیلمی﴾

﴿۷۱﴾ حدیث قصہ احد ﴿طیالسی، طبرانی﴾

﴿۷۲﴾ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ہم نے اچانک حضور نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا دنیا تھی۔ الخ (دوسری احادیث اسی کی تکملہ ہیں)۔

﴿بزار، ابن کثیر﴾

﴿۷۳﴾ اہل قرد کو اس وقت تک قتل کرو جب تک ان میں کا ایک آدمی باقی ہے۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۷۴﴾ جو گھر بناؤ اس کو دیکھ لو کہ کن لوگوں کے گھروں میں رہتے ہو جس زمین میں رہتے ہو اور جس راستہ سے چلتے ہو اس کا بھی معائنہ کر لو کہ کن لوگوں کی زمین ہے۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۷۵﴾ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ میری قبر پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کوئی شخص میری امت کا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس وقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۷۶﴾ ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کا کفارہ ہوتا ہے اور غسل بھی جمعہ کے دن کفارہ ہے۔ الخ ﴿عقیل﴾

Marfat.com

﴿۷۷﴾ جہنم کی گرمی میری امت پر حمام کی گرمی جیسی ہے۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۷۸﴾ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنیوالا ہے۔

﴿ابن لآل﴾

﴿۷۹﴾ جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔

﴿دار قطنی﴾

﴿۸۰﴾ دین اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا بھاری جھنڈا ہے کسی شخص میں طاقت ہے کہ اس کو اٹھا سکے۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۸۱﴾ حدیث فضیلت سورہ یٰسین۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۸۲﴾ عادل سلطان پر جو متواضع بھی ہو زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور اس کا نیزہ ہے اس کو دن رات میں ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے۔

﴿ابوالشیخ عقیلی، ابن حبان﴾

﴿۸۳﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس شخص کو کیا جزا ملے گی جو مصیبت زدہ عورت کی تسلی کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ میں اس کو اپنے سایہ میں رکھونگا۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۸۴﴾ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب سے کے ذریعہ قوت عطا فرما۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۸۵﴾ کوئی جانور شکار نہیں ہوتا نہ کوئی خاردار درخت کٹتا ہے نہ کسی درخت کی جڑ کٹتی ہے مگر قلت تسبیح سے۔

﴿۸۶﴾ اگر میں تم میں نبی ہو کر نہ آتا تو عمر نبی ہوتے۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۸۷﴾ اگر جنتی کسی چیز کی تجارت کرتے تو کپڑے کی کرتے۔ ﴿ابو یعلی﴾

﴿۸۸﴾ جو شخص باوجود اپنے امام کے موجود ہونے کے اپنے لیے یا کسی دوسرے کیلئے بغاوت کرے اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور لوگوں کی

Marfat.com

لعنت ہے اس کو قتل کر ڈالو۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۸۹﴾ جو شخص مجھ سے علم حاصل کرے یا حدیث لکھے اس وقت تک وہ علم یا حدیث محفوظ ہے جب تک اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ ﴿حاکم﴾

﴿۹۰﴾ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں برہنہ پا نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے مفروضات کے متعلق سوال نہ کرے گا۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۹۱﴾ جو شخص جہنم سے بچنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کے سایہ میں آنا چاہے اسے چاہیے کہ مسلمانوں پر سختی نہ کرے بلکہ رحم کرے۔

﴿ابن لآل، ابن حبان، ابوالشیخ﴾

﴿۹۲﴾ جو شخص صبح ہی سے اللہ کی فرمانبرداری کی نیت کرے۔ اگرچہ اس روز وہ کوئی گناہ بھی کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو اس روز اجر ضرور عطا کرگا۔

﴿دیلمی﴾

﴿۹۳﴾ جس قوم نے جہاد ترک کیا وہ قوم عذاب میں پھنس گئی۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۹۴﴾ افترا کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۹۵﴾ کسی مسلمان کی حقارت نہ کرو کیونکہ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔ ﴿دیلمی﴾

﴿۹۶﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ ﴿ابوالشیخ، ابن حبان، دیلمی﴾

﴿۹۷﴾ حدیث ازار یعنی تہ بند ٹخنہ سے نیچی ہرگز نہ کرو۔ ﴿ابونعیم﴾

﴿۹۸﴾ میرا اور علی کا پلہ عدل میں برابر ہے۔

﴿۹۹﴾ شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ تم اگرچہ اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ ﴿دیلمی﴾

Marfat.com

﴿۱۰۰﴾ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد تعمیر کرائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۱۰۱﴾ جو شخص پیاز، لہسن کو کچا کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ ﴿طبرانی﴾

﴿۱۰۲﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع نماز اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین فرمایا۔ ﴿بیہقی﴾

﴿۱۰۳﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کا ایک اونٹ قربان کیا۔ ﴿اسماعیلی﴾

﴿۱۰۴﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور قرآن کی تفسیر

امام ابو القاسم بغوی نے ابو ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں کونسی زمین میں بسوں گا اور کون سے آسمان تلے رہوں گا اگر میں کتاب اللہ کے معنی خلافت منشاء خداوندی کروں گا۔

حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے "فَاكِهَةً وَّ اَبًّا" کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا مجھے کونسی زمین اٹھائے گی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دے گا۔ اگر میں قرآن مجید کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا۔

بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ آپ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا میں جو کچھ اس کے معنی بیان کروں گا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صائب ہے تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیے اور اگر وہ رائے خطا ہے تو میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک اس سے مراد وہ ہے جس کے اولاد اور ماں باپ نہ ہوں جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جس بات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ میں اس کی تردید کروں۔

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا تم ان دو آیتوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو "اَلَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ

Marfat.com

اوَلَم یَلبسُوا اِیمَانھُم بظُلم" صحابہ کرام نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ انہوں نے استقامت کی اور کوئی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ نہیں ملایا آپ نے فرمایا تم نے ان کو بے محل سمجھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ انہوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر قائم رہے اور کسی دوسرے خدا کی طرف نہ مائل ہوئے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ مخلوط کیا۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ عامر بن سعد بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "لِلّذِینَ اَحسَنُوا الحُسنٰی وَزِیَادَۃٌ" کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ زیادہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کے منہ کی طرف نظر کرنا۔

علامہ ابن جریر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے "اِنَّ الَّذِینَ قَالُو اربُّنَا اللہُ ثُمَّ استَقَامُوا" کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ جس آدمی نے کہا اور اسی عقیدہ پر مر گیا تو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ درست رہا۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقوال اور فیصلے

لالکائی نے سنتہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ بتلاسکتے ہیں کہ زنا بھی تقدیر سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو اس کو میرے لیے مقرر کیا پھر مجھے عذاب بھی دے گا۔ آپ نے فرمایا سچ ہے واللہ! اگر میرے پاس اس وقت کوئی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کاٹ لے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو۔ خدا کی قسم جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرما کر اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں عمر بن دینار سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا سے شرماؤ واللہ جب میں بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو اپنی کمر پاخانہ کی دیوار سے خدا سے شرما کر لگا لیتا ہوں۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابوعبداللہ الصنابجی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور آخری چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھی اور تیسری رکعت میں "ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا" پڑھی۔

ابن ابی خیثمہ اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کی تعزیت کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

تسکین میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے نہ کچھ فائدہ ہے۔ موت اپنے مابعد سے سخت اور ماقبل سے زیادہ آسان ہے حضور نبی کریم ﷺ کے اٹھ جانے کو یاد کرو۔ تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ اجر دے گا۔

ابن ابی شیبہ اور دار قطنی، حضرت سالم بن عبید صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے اور فجر کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں سحری کھاؤں (یعنی وقت ختم ہوتے ہی اطلاع کرنا)۔

ابی قلابہ، ابو السفیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میرا دروازہ بند کر دو حتی کہ میں سحری کرلوں۔

بیہقی اور ابوبکر بن زیاد نیشا پوری نے کتاب الزیادات میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز چاشت نہیں پڑھتے تھے تا کہ لوگ ان کی وجہ سے سنت نہ سمجھ لیں۔

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مچھلی دریا میں مر کر اوپر آجائے تو اس کا کھالینا جائز ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گوشت کی بیع زندہ حیوان کے بدلے میں مکروہ سمجھتے تھے۔

بخاری شریف میں امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے میراث میں قرار دیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے اس وقت قرار دیا ہے جب باپ نہ ہو اور پوتے کو بھی بمنزلہ بیٹے کے قرار دیا ہے مگر اسی وقت جبکہ بیٹا نہ ہو۔

Marfat.com

قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے باپ کا انکار کیا تھا آپ نے فرمایا اس کے سر میں مارو کیونکہ اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔

ابن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ کی نماز پڑھاتے تو فرمایا کرتے تھے اے اللہ تیرے اس بندہ کو اس کے اہل اور مال اور کنبہ والوں نے چھوڑ دیا ہے یہ گنہگار ہے، تو ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

والدین کا مقام

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اپنی والدہ سے کچھ جھگڑا ہوگیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دینے کے بعد عاصم کو مخاطب کر کے فرمایا عاصم! یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کا پسینہ اور اس کی بو اور ان کی تمہارے ساتھ مہربانی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج بنانا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کے باپ سے فرمایا تو اپنے لڑکے سے اتنا لیلے جتنا تجھے ضرورت ہے اس نے کہا کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں فرمایا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے خرچہ مراد ہے۔

عمرو بن شعیب کے دادا روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے۔ ﴿احمد﴾

بخاری شریف میں ابی ملیکہ کے دادے سے روایت ہے کہ ایک شخص

Marfat.com

نے دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ کھایا جس وقت اس شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے زور سے کھینچا تو اس کے دونوں اگلے دانت نکل آئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسی صورت میں دیت اور قصاص کچھ جاری نہیں کیا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کان کے قصاص میں پندرہ اونٹ دلوائے اور یہ فرمایا کہ کن کٹا اپنا عیب بالوں اور پگڑی میں چھپالے گا۔

بیہقی وغیرہ نے ابی عمران جونی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو فوج شام پر روانہ کی تھی اس پر یزید بن ابوسفیان کو سپہ سالار مقرر فرما کر ان سے یہ فرمایا کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں ان پر کار بند رہنا۔ کسی عورت یا بچہ اپاہج بوڑھے کو قتل نہ کرنا کسی درخت پھلدار کو نہ کاٹنا۔ بستیوں کو خراب نہ کرنا۔ بکری اونٹ کو نہ مارنا کھالینے کے لیے کچھ مضائقہ نہیں۔ کھیتوں کو برباد نہ کرنا نہ ان کو جلانا۔ چوری خیانت اور بزدلی سے بچنا اور بخل سے بھی پرہیز رکھنا۔

احمد، ابو داؤد، نسائی نے ابو برزہ اسلمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ ایک شخص پر بے انتہا غصہ آیا میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے قتل کر دیجئے آپ نے فرمایا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو قتل کردو:

سیف نے اپنے مشائخ سے کتاب الفتوح میں بیان کیا ہے کہ کچھ آدمی مہاجرین، امیہ، حاکم یمامہ کے پاس دو عورتوں کو جن میں سے ایک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور دوسری مسلمانوں کے ہجو آمیز گیت گایا کرتی تھی پکڑ

Marfat.com

لائے حاکم یمامہ نے دونوں کو یہ سزا دی کہ ان کے ہاتھ کٹوا دیئے اور دانت نکلوا ڈالے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے دو عورتوں کو ایسی ایسی سزا دی ہے اگر تم نے ان کو سزا دینے میں جلدی نہ کی ہوتی تو میں ان کے قتل کی سزا تجویز کرتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تمام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ خصوصاً اگر ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو وہ مرتد ہے یا ذمی سے ہو تو وہ غدار حربی اور اس عورت کے متعلق جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی اگر وہ مسلمانی کا دعویٰ کرتی ہے تو اس کو ادب دینا اور شرم دلانا چاہیے تھا۔ ہاتھ پیر نہ کاٹنے چاہیے تھے اور اگر ذمیہ ہے تو یہ شرک سے زیادہ بُرا فعل نہ تھا جب اس کے شرک پر صبر کیا جاتا ہے۔ اس فعل پر بھی کرنا چاہیے تھا۔ اگر اس سے پہلے میں تم کو تنبیہ کر چکا ہوتا تو ضرور تم کو سزا دیتا۔ نرمی لازم پکڑو ہاتھ پیر سوائے قصاص کے کٹوا دینے کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس میں سزا پانے والے کو ہمیشہ شرم اور نفرت دامنگیر رہتی ہے۔

زانی کو جلا وطن کر دیا:

امام مالک اور دار قطنی نے صفیہ بنت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک باکرہ لڑکی سے زنا کیا اور اس کا اقرار کر لیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو درے لگوائے اور فدک کی طرف جلا وطن کر دیا۔

ابو یعلیٰ نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ آپ کے پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا جس کے ہاتھ پیر پہلی چوری میں کٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تیرے متعلق سوائے اس حکم کے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ کوئی بہتر تجویز نہیں کر سکتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپ زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

Marfat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا جس کے دائیں ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پر حاضر ہوا اور یہ شکایت کی کہ یمن کے عامل نے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ شخص تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو قائم اللیل دیکھ کر فرمایا تیری رات تو چور کی طرح نہیں ہے اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے اشخاص کے ساتھ برابر پھرتا رہا اور دعاء خیر اپنے میزبان یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے مانگتا رہا کہتا تھا اے اللہ تو اس شخص کو سخت سزا دے جس نے ایسے گھر والوں کے ساتھ ایسا کیا آخر تلاش کرنے پر وہ زیور ایک سنار کے پاس سے ملا معلوم ہوا کہ یہی شخص سنار کے پاس چرا کر لایا تھا۔ اس شخص نے خود بھی چوری کا اقرار کیا کسی نے گواہی دی کہ اس نے چرایا تھا۔ آپ نے اس کے بائیں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا بھی حکم فرمایا اور فرمایا کہ واللہ اس کی دعا خود اس پر میرے نزدیک اس کی چوری سے بھی شاق تھی۔

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت پانچ درہم تھی آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کچھ لوگ یمن سے آئے اور قرآن مجید کو سن کر بہت روئے اور آپ نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال تھا مگر پھر دل سخت ہوگئے۔ (دل سخت ہونے کے معنی امام ابو نعیم نے بیان کیے ہیں کہ معرفت الٰہی سے قوی مطمئن ہوگئے)۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غریب میں روایت کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص ابتداء اسلام میں مرگیا وہ خوش قسمت تھا جھگڑوں سے پاک رہا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قبیصہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک میت کی دادی آئی جو اپنا حصہ میت کے ترکہ

Marfat.com

میں سے دریافت کر کے لینا چاہتی تھی آپ نے فرمایا تیرے حصہ کے متعلق قرآن مجید میں کچھ نہیں آیا نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے اس قسم کا یاد ہے۔ پھر آنا میں لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کروں گا آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے دادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا آپ نے فرمایا کہ تیرے ساتھ کسی اور بھی یہ یاد ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس تصدیق کی لہٰذا آپ نے اس کو چھٹا حصہ دلا دیا۔

امام مالک اور دار قطنی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کی دو عورتیں یعنی میت کی دادی اور نانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہو کر میراث کا دعویٰ کیا آپ نے میت کی نانی کو میراث دلوادی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ جو بدر کی لڑائی میں شامل تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس رشتہ دار کو حصہ دلایا اگر وہ مرجاتی تو اس کی وارثت ہی اس کو نہ پہنچتی آپ نے اس حصہ کو دادی اور نانی دونوں پر تقسیم کر دیا۔

عبدالرزاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رفاعہ کی ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لے کر حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی کسی پوشیدہ راز کی وجہ سے ان بن ہوگئی اور ان سے بھی طلاق لے کر پہلے خاوند کے نکاح میں جانا چاہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تو اس خاوند سے ہمبستر نہ ہولے تب تک طلاق نہیں ہوسکتی یہاں تک تو یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مگر عبدالرزاق نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ وہ عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عبدالرحمٰن نے مجھ سے جماع کیا ہے آپ نے پھر بھی رجوع سے انکار فرمایا اور دعا کی رب العالمین اگر یہ عورت رفاعہ میں رجوع کرنا چاہے تو اس کا

Marfat.com

نکاح ثانی پورا نہ ہونے دو۔ یہ عورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی حاضر ہوئی مگر ان دونوں حضرات نے بھی انکار فرمایا۔

بیہقی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے عقبہ کو قاصد بنا کر ان کے ہاتھ بطریق شام کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ جب آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس فعل سے منع کیا۔ عقبہ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل فارس اور روم کی اقتداء کرتے ہیں۔ کسی کا سر نہ کاٹ کر روانہ کیا جائے ہمیں ہمارے لیے لکھنا اور اطلاع دینا کافی ہے۔

بخاری شریف میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک عورت جس کا نام زینب تھا دیکھا کہ وہ بولتی نہیں۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہوا۔ جو یہ کلام نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی سے حج کیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بات جیت کر یہ جاہلیت کا فعل ہے۔ اسلام میں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہ سن کر وہ بولنے لگی اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے ہوں عرض کی کن مہاجرین میں سے جواب دیا قریش میں سے۔ اس نے کہا قریش کے کون سے قبیلہ سے آپ نے فرمایا تو بڑی پوچھنے والی نکلی۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس نے کہا کہ جاہلیت کے بعد جو خدا نے یہ دین بھیجا ہے۔ کون شخص ہم کو اس پر قائم رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس دین پر تمہاری استقامت تمہارے اماموں سے ہوگی اس نے کہا امام کون ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں سردار اور رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا وہی امام ہوتے ہیں۔

Marfat.com

مشتبہ کھانا قئے کردیا:

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جس کی مزدوری میں سے آپ نے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی چیز لایا اور آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کہاں سے آئی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے قصہ بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کہانت جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں میں نے ایک شخص کو پیشینگوئی کا فریب دیا تھا آج وہ مجھ سے ملا تو اس نے اس کے بدلے میں یہ چیز دی تھی یہ سن کر آپ نے جو تناول فرمائی فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔

احمد نے زہد میں روایت کی ہے کہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا میں نے کسی کو نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔ پھر یہی مذکورہ بالا واقعہ بتایا۔

نسائی نے اسلم سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں اسی نے مجھے بڑی بُری جگہ پہنچا دیا ہے۔

پڑوسی سے نہ لڑو:

ابو عبدہ رضی اللہ عنہ کی غریب میں مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک روز گزرے حضرت عبدالرحمٰن اپنے ہمسایہ سے لڑ رہے تھے آپ نے فرمایا پڑوسی سے نہ لڑو وہ جھگڑا باقی رہے گا اور لوگ تمہاری باتیں کرتے پھریں گے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبات

ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے مخصوص ہیں۔ میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور موت کے موت کے بعد اسی سے عزت کی التجا کرتا ہوں میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کے رسول ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں اور کافروں پر پوری حجت قائم کردیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی انہوں نے ہدایت پائی اور جنہوں نے نافرمانی کی وہ ظاہر گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔ تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں راستہ دکھلایا ہے اور ہدایت کی ہے اس پر مستقل ہو جاؤ۔ کلمہ اخلاص کے بعد ہدایت اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اپنے اس امیر کی جو بھلائی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے اطاعت کی اس نے فلاح پائی اور جو حق اس پر تھا وہ ادا کردیا اپنے آپ کو اتباع نفس سے بچاؤ جو شخص اتباع نفس اور طمع اور غصہ سے بچا وہ فلاح کو پہنچ گیا نیز فخر نہ کرنا۔ غور کرو کہیں وہ شخص بھی فخر کرسکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور اس کو کیڑے کھا جائیں آج اگرچہ زندہ ہے مگر کل ضرور اس کو موت آئے گی ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل میں کوشش کرو مظلوم کی بددعا سے بھی ڈرو اپنے نفسوں کو مردہ شمار کرو اپنے اندر مضبوطی اور پختہ ارادہ کرو کیونکہ صبر یعنی پختہ

Marfat.com

ارادہ ہی ایسی چیز ہے جو عمل نیک کراتا ہے، پرہیز کرو۔ کیونکہ پرہیز بہت نفع دیتا ہے عمل کرو کیونکہ عمل قبول کیا جاتا ہے جو چیز تمہیں اللہ کے عذاب کی طرف لیجائے اس سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے میں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے کرنے میں جلدی کرو۔ سمجھو اور سمجھاؤ ڈرو اور ڈراؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کھلے طور پر بیان کردیا ہے تم سے پہلے لوگ کن امور کے کرنے سے ہلاک ہوئے اور کون سے کام کرنے سے نجات پائی۔ اس نے اپنی پاک کتاب میں حلال وحرام 'مکروہ' محبوب چیزیں بیان کردی ہیں۔ میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ مددگار ہے کی مدد کے سوا کسی میں نیکی کرنے یا بُرائی سے بچنے کی قوت نہیں ہے جب تم بھی اخلاص سے عمل کرو گے تو تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور اپنے حصہ کی حفاظت کرو گے اور قابل رشک بنو گے اور تم اپنے دین میں جو نیکی زیادہ کرسکتے ہو اور جب استطاعت ہو نوافل پڑھو تاکہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو تم حاجت کے وقت جزا دیئے جاؤ گے۔

اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے اندر جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں غور کرو، انہیں جو پیش آنا تھا آچکا۔ وہ اس پر قائم ہوگئے۔ موت کے بعد جو کچھ بدبختی یا سعادت مندی ملنی تھی مل چکی۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نہ مخلوق میں اور نہ اس کی ذات میں کوئی نسب کا تعلق ہے۔ محض اپنی مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق پر سے کبھی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتا تاوقتیکہ مخلوق عبادت اور فرمانبرداری کی طرف نہ جھک جائے وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی برائی نہیں ہے جس کا نتیجہ جنت ہو۔ بس میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لیے بخشش مانگتا ہوں

Marfat.com

اور میں اپنے نبی حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ سلام بھیجتا ہوں والسلام علیہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

دوسرا خطبہ:

حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اول آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہے اس کی تعریف کیا کرو تم رغبت کو خوف کیساتھ ملاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے خاندان کی اس طرح تعریف فرمائی ہے۔

انھم کانو ایسار عون فی الخیرات وید عوننا رغبا ورھبا و کانو النا خاشعین۔

اللہ کے بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے بدلہ رہن رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے عہد لے لیے ہیں اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو کثیر باقی (عقبیٰ) کے بدلے میں خرید لیا ہے یہ جو تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہیں بجھے گا نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس کتاب سے نصیحت پکڑو اور اس دن کے لیے جس دن کوئی نور نہ ہوگا اس کتاب کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین کو مقرر کر دیا ہے جو تمہارے ہر کام جانتے ہیں۔ خدا کے بندو پھر یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف جا رہا ہے جس کا علم تم سے چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آئے اور اس وقت تم عمل صالح

Marfat.com

میں ہو یہ بات تم کو سوائے خدا کے فضل کے کبھی میسر نہیں ہو سکتی مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے نیکی کی طرف بڑھو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم بُرے کام میں ہو بہت قومیں ایسی گذری ہیں کہ انہوں نے اپنی مدتیں اپنے غیروں کے لیے کردی تھیں اور اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں متنبہ کرتا ہے کہ تم ان کے مثل نہ ہو جاؤ۔ پس جلدی کرو جلدی کرو ڈرو، بچنے کی کوشش کرو۔ موت نہایت قریب ہے اور دوڑتی آرہی ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

تیسرا خطبہ:

ابن ابی الدنیا اور امام احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں یحیٰی بن ابو کثیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہاں ہیں وہ چمکتے ہوئے چہرے کہ جن کے شباب کو دیکھ دیکھ کر لوگ ششدر اور حیران رہ جاتے تھے اور کہاں ہیں وہ بادشاہ کہ جنہوں نے شہر اور قلعے تعمیر کیے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو لڑائیوں میں فتح پاتے تھے۔ ان کی قوتیں آج پست ہوگئیں۔ کیونکہ زمانہ نے ان سے بے وفائی کی اور اندھیری قبر میں جا پڑے عمل خیر میں جلدی کرو جلدی کرو۔ نیکی کی طرف جاؤ۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

نصائح صدیقی:

امام احمد نے زہد میں نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرفایا اے مسلمانو! خدا سے ڈرا کرو اور یقین جانو کہ عنقریب بہت سے ملک فتح ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ تم صرف کھانے پہننے میں رہو یاد رکھو جس نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی وہ صبح سے شام تک اللہ کی حفاظت میں آ گیا اور جو اللہ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں آ گیا اس کو ہرگز نہ مارنا۔ کیونکہ جس نے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کی اس کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں پھینک دے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ صالحین یکے بعد دیگرے اٹھا لیے جائیں گے حتیٰ کہ ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جو آٹے کی بھوسی کی طرح بالکل بیکار ہوں گے اور جن سے اللہ تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعائیں:

سعید بن منصور اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ رب العالمین! میری آخری عمر اچھی فرما اور نیک عمل پر میرا خاتمہ فرما۔ اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر فرمایا۔

امام احمد نے زہد میں حسن سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں۔ جو مجھے عاقبت میں کام آئے الٰہی مجھے یوم آخرت میں اپنی رضا مندی اور بلند مرتبہ جنت نعمتوں والی عطا کرنا۔

عرفجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رو سکے وہ خود روئے ورنہ رونے کی صورت بنانی چاہیے۔

عزرہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو سرخیوں یعنی سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی ملی ہوئی سرخی نے ہلاک کر دیا۔

مسلم بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے حتیٰ کہ ذرا سے رنج اور جوتی کے تسمہ ٹوٹنے تک کا بھی اور اس مال کا بھی جو گم ہو گیا تھا مایوی کے بعد اسی کے پہلو سے مل گیا۔

Marfat.com

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پرندا بہت پروں والا شکار کر کے لایا گیا تو آپ نے اس کو لوٹ پلٹ کر دیکھا آپ نے فرمایا خواہ کوئی جانور مارا جائے یا کوئی درخت کاٹا جائے اللہ کی تسبیح چھوڑنے سے ضائع کیا جاتا ہے۔

بخاری نے ادب میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں ضابحی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہے۔

عبداللہ نے زوائد الزہد میں عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لبید شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مصرعہ پڑھا۔

(یاد رکھو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے) آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا۔

(ہر نعمت ضرور زائل ہونے والی ہے) آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہیں ہونگی۔

جب وہ شاعر چلا گیا تو آپ نے فرمایا کبھی شاعر حکمت کے کلمہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿تاریخ الخلفا﴾

خوف خداوندی:

امام احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اچانک آپ کو درخت کے سایہ میں ایک چڑیا نظر آئی آپ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اے چڑیا تو بڑی خوش قسمت ہے درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ درختوں کے

Marfat.com

سایہ میں رہتی ہے اور پہنچے گی اس جگہ جہاں تجھ پر کچھ بھی حساب نہیں۔ کاش ابوبکر بھی تیرے ہی جیسا ہوتا۔

ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ جب کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے مولیٰ کریم! تو میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنے آپ کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ الٰہی مجھے جیسا یہ لوگ نیک خیال کرتے ہیں ایسا ہی کردے۔ میرے جن گناہوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو معاف کردے جو یہ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا۔

امام احمد نے زہد میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ محبوب تھا کہ میں مومن کے جسم کا ایک بال ہوتا۔

امام احمد نے زہد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو عاجزی وانکساری سے لکڑی کی طرح جھکے اور بے حرکت رہتے تھے اور یہی حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوتا تھا۔

حسن کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ مجھے محبوب تھا کہ میں یہ درخت ہوتا کھالیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے اس طرح روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر لیتے۔

حضرت ضمرہ بن حبیب سے روایت ہے کہ میں اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا کہ جب آپ کے ایک بیٹے کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے بار بار تکیہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ انتقال کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قصہ کو عرض کیا آپ نے تکیہ اٹھوا کر دیکھا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار نکلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پر

Marfat.com

ہاتھ مارا اور افسوس کے ساتھ "انا اللہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر فرمایا اے فلانے میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے عذر کو اتنی وسعت ہو۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: تم دوسروں کے مرنے کی خبر دیتے رہتے ہو کبھی تمہاری خبر دی جائے گی کبھی آدمی امیدیں پوری ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔

رعب و دبدبہ:

ابن سعد نے محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کوئی شخص نا معلوم بات کہنے سے ڈرنے والا نہیں ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی نا معلوم بات کہنے میں خوف کرنے والا نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی قضیہ ایسا پیش آیا کہ اس کے متعلق قرآن مجید میں کوئی آیت اور حدیث نبوی میں کوئی اثر نہ پایا تو آپ نے فیصلہ دیتے وقت فرمایا میں اپنی رائے سے اجتہاد کی کوشش کرتا ہوں اگر میں صحت پر ہوں تو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلطی پر ہوں تو میری طرف سے سمجھنا میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

خواب کی تعبیر دینا:

سعید بن منصور نے حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا کیونکہ تعبیر دینے میں آپ سب سے بہتر تھے آپ نے فرمایا تمہارا خواب اگر سچا

Marfat.com

ہے تو تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہتر تین آدمی مدفون ہوں گے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہارے تین چاندوں میں یہ سب سے بہتر چاند ہے۔ ﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

سعید بن منصور، عمر بن شرجیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں سیاہ بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ سفید بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہو گئیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت کے سبب عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سچ ہے اسی طرح مجھے فرشتہ نے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔

ابن ابی لیلیٰ سے سعید بن منصور اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس کالی بکریاں آئی ہیں پھر ان کے پیچھے ایسی بکریاں آئیں کہ جن کی پشم پر سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں پھر آپ نے پھر وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر خواب کی تعبیر بتلانے والے تھے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

ابن سعد، ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا کہ گویا

Marfat.com

میں اور تم دونوں ایک ساتھ زینہ پر بھاگے ہیں اور میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت اور رحمت میں پہلے بلالے گا اور میں آپ کے ڈھائی سال بعد تک اور زندہ رہوں گا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی عورت کے پاس حالت حیض میں بھی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

بیہقی نے دلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر مقرر کر کے ایک لڑائی کے لیے روانہ کیا اس لشکر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جس وقت موقعہ جنگ پر پہنچے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ نہ جلائی جائے اس حکم پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا یہاں تک کہ آپ آگے بڑھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تم پر لڑائی کا ماہر سمجھ کر حاکم بنایا ہے ان کی اتباع کرو۔

بیہقی نے ایک دوسرے طریقہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قوم پر کسی شخص کو حاکم مقرر کرتا ہوں حالانکہ ان میں اس سے بہتر لوگ بھی ہوتے ہیں اور جنگ میں سب سے زیادہ وہ ماہر ہوتا ہے۔

ذہانت و فطانت:

خلیفہ بن خیاط، امام احمد بن حنبل اور ابن عساکر، یزید بن اصم سے

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو آپ نے کہا کہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں مگر عمر البتہ میری بڑی ہے۔ (یہ روایت زیادہ مرسل اور غریب ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذکاوت اور ادب کا ثبوت ملتا ہے اور مشہور یوں ہے کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیا تھا) اور حضرت سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی طبرانی میں آیا ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعید بن یربوع سے دریافت کیا کہ ہم میں کون بڑا ہے انہوں نے عرض کیا بڑے اور بہتر تو مجھ سے آپ ہی ہیں مگر دنیا میں پہلے میں آیا تھا۔

اہل بدر کا مقام

ابونعیم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ اہل بدر کو کیوں کام پر نہیں لگاتے آپ نے فرمایا کہ میں اہل بدر کے درجات جانتا ہوں مگر ان کو دنیا میں پھنسانا مکروہ سمجھتا ہوں۔ ﴿حلیۃ الاولیاء﴾

امام احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحصہ مساوی لوگوں پر کچھ تقسیم کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اہل بدر کو عام لوگوں کے برابر کر دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا میں اتنا ہی کافی ہے ان کی فضیلت البتہ اجر عاقبت میں زیادہ ہے۔

ابوبکر بن حفص سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے۔

ابن سعد، حیان، صائغ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق h کی مہر عبارت یہ تھی: "نعم القادر اللہ"

Marfat.com

چار پشتیں صحابی:

طبرانی، موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی چار پشتوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو مگر ان چار شخصوں نے ابو قحافہ اور آپ کے بیٹے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن کے بیٹے ابوعتیق کہ جن کا نام محمد ہے۔

ابن مندہ اور ابن عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین میں سے کسی کا باپ ایمان نہیں لایا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ایمان لائے۔

ابن سعد اور بزار بسند حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمرو بن بیضا رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عمر رکھتے تھے۔

بیہقی نے دلائل میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ باہر نکلیں ادھر سے کچھ سوار آرہے تھے کسی ان میں سے کسی نے آپ کی ہمشیرہ کے گلے میں جو چاندی کا ہار تھا نکال لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں آکر تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دے کر اپنی بہن کا ہار مانگتا ہوں مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ یہی کہا۔ مگر جب پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا تو آپ نے کہا اے بہن ہار سے ہاتھ اٹھاؤ اور صبر کرو قسم ہے اللہ کی آجکل لوگوں میں امانت بہت کم ہے۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرتِ فاروق اعظم کی جہاں میں دھوم ہے
کارنامہ ان کا ہر تاریخ میں مرقوم ہے
حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اس شان سے
بے دھڑک مومن اذاں دینے لگے اعلان سے
جاں نثارِ رحمت اللعالمین بن کر رہے
غم گسار رحمت اللعالمین بن کر رہے
دشمنانِ دیں میں پھر ہل چل سی پیدا ہو گئی
کامرانی بندگان حق پہ شیدا ہو گئی
اُن کے دور حکمرانی کی نہیں ملتی مثال
کاروبارِ سلطنت میں ان کو حاصل تھا کمال
ہر قدم راہ خدا میں ان کا اٹھنا تھا مدام
عمر بھر کی پیروی حضرت خیر الانام
ان کی حکمت سے ہوا زیر نگیں سارا جہاں
عدل اور انصاف کا سکہ ہوا ہر سو رواں
آل و اصحاب محمد کی بڑی توقیر کی
جاگزیں الفت تھی دل میں شبر و شبیر کی
روضہ اقدس میں وہ آرام فرما ہیں سرور
دیکھ تو ان کے مراتب کتنے اعلیٰ ہیں سرور

Marfat.com

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

امیر المومنین حضرت عمر ابوحفص القرشی العدوی الفاروق رضی اللہ عنہ چھ نبوی میں جب آپ کی عمر شریف ستائیس سال کی تھی ایمان لائے۔

ذہبی اور امام نووی لکھتے ہیں کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ اشراف قریش میں سے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپ کے ساتھ سفارت متعلق تھی یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی یا کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوتی تھی تو قریش آپ کو ہی سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے یا کبھی اگر آپس میں فخر نسب کے اظہار کی ضرورت لاحق ہوتی تھی تو آپ ہی اس کام کے لیے روانہ کیے جاتے تھے۔ آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے۔

بعض اہل علم نے کہا کہ انتالیس مردوں اور تینتیس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے۔ بعض نے لکھا ہے پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے آپ کی وہ ہستی ہے کہ آپ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکہ میں ظاہر ہوا اور مسلمان نہایت خوش ہوئے۔

آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں خلفاء

Marfat.com

راشدین میں آپ شمار ہوتے ہیں۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے خسر ہونے کا فخر بھی رکھتے ہیں آپ صحابہ میں بڑے عالم زاہد تھے۔

مروی احادیث:

آپ سے ۱۵۳۹ احادیث مروی ہیں آپ سے روایت کرنے والے حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت سعد، حضرت ابن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ذر، حضرت عمرو بن عبسہ آپ کے بیٹے، حضرت عبداللہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمرو بن عاص حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

Marfat.com

قبول اسلام

ترمذی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام میں سے جس کو تو چاہے مسلمان کر کے غلبہ عطا فرما۔ ﴿اس کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے﴾۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی۔ رب العالمین! عمر بن خطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ ﴿اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں﴾

﴿اس کو طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے﴾۔

امام احمد، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لیے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا آپ نے سورۃ الحاقۃ پڑھنا شروع کی۔ میں تالیف قرآن سن کر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ○

تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہوگئی۔

﴿مسند احمد﴾

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اس طرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد، زہ

Marfat.com

لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں میں چلا گیا حضور نبی کریم ﷺ حجر کی طرف تشریف لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا عمر تم میرا رات دن کیوں پیچھا نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ بددعا نہ کردیں فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا آپ نے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو میں نے عرض کیا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کروں گا جیسا کہ میں نے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد، ابویعلی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا ہے اس نے کہا میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کے گھر چلے گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ یہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آجانے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے آپ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ آپ کے بہنوئی نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پچھاڑا۔ آپ کی بہن نے انہیں چھڑانا چاہا تو آپ نے اپنی

Marfat.com

بہن کو زور سے دھکا دیا جس نے ان کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تربتر ہو گیا آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں آپ کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں۔ اول غسل کیجئے یا کم از کم وضو کر لیجئے آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جس وقت اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ○

تو آپ نے فرمایا مجھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما، میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب ایک گھر میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ عمر آرہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے اس اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آچکی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا عمر یہ فسادات تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جیسی ولید بن مغیرہ کیلئے ہوئی۔ آپ نے کہا "اشھدان لا الہ اللہ وَ انك و عبد اللہ و رسولہ" اور مسلمان ہو گئے۔

Marfat.com

بزار، طبرانی، ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اسلم سے روایت کیا ہے کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ جانی دشمن تھا ایک دن بڑی سخت گرمی میں میں مکہ کی کسی گلی میں جارہا تھا کہ ایک شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے تم اپنے کو کچھ سمجھتے ہو اور تمہارے گھر میں وہ کام ہو جاتے ہیں کہ تمہیں خبر تک نہیں ہوتی میں نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ تمہاری بہن مسلمان ہوگئی ہے میں غصہ میں پیچھے لوٹا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے پوچھا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔

اندر کے تمام آدمی گھبرا کر اور مجھ سے ڈر کر چھپ گئے ایک کتاب جو وہ پڑھ رہے تھے اسے رکھ دی اور جلدی میں اٹھانا بھول گئے میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا اے جان کی دشمن تو بے دین ہوگئی یا جو کچھ میری سمجھ میں آیا کرلیا یہ سن کر میں اندر گیا اور چار پائی پر جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کو ایک کتاب رکھی ہوئی ہے میں نے کہا یہ کیا ہے میرے پاس لاؤ بہن نے جواب دیا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ میں لیتے ہیں میں نے اصرار کیا حتی کہ وہ لائی میں نے کھولا تو شروع میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لکھا ہوا تھا میں یہ اللہ کے نام دیکھ کر ہیبت سے کانپ گیا۔ اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ذرا میرے اوسان بجا ہوئے تو میں نے پھر اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا ''سبح اللہ ما فی السموت و الارض'' میں پھر کانپ اٹھا۔ بارہ پڑھنے پر جب میں آیت ''امنوا باللہ و رسولہ'' ﴿یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ﴾ تک پڑھا تو میں نے کہا ''اشھدان لا الہ الا اللہ'' یہ سن کر تمام آدمی جو گھر میں موجود تھے میری طرف دوڑے اور زور سے تکبیر کہی اور کہا تمہیں مبارک ہو پیر کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی دعا فرما چکے تھے کہ رب العالمین اپنے دین کو ان دو شخصوں ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جسے تو چاہے اس کے

Marfat.com

ساتھ غلبہ عطا فرما، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت صفا پہاڑ کے نیچے ایک مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ لوگ وہاں مجھے لے گئے میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا عمر ہوں چونکہ لوگ میری دشمنی سے واقف تھے میرا نام سن کر کسی کو دروازہ کھولنے کی جرات نہ ہوئی حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ درواززہ کھول دو لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لیے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لائے آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر آپ نے میرا دامن پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا عمر مسلمان ہو جاؤ۔ اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کی گلیوں میں آواز سنائی دی لوگ ڈر گئے اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے گڑبڑ کرے لیکن دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ برابر ہوتی تھی مجھے یہ ٹھیک معلوم نہ ہوا لہٰذا میں اپنے ماموں ابوجہل ہشام کے پاس پہنچا وہ قریش میں شریف اور بااثر سمجھا جاتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی اس نے پوچھا کون ہے میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمہارا دین میں نے چھوڑ دیا ہے اس نے کہا ایسا مت کرنا اور پھر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور میں باہر کھڑا رہ گیا میں نے کہا یہ کچھ بھی نہیں۔ پھر میں اشراف قریش میں سے ایک شخص کے پاس پہنچا اور اس کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اس سے بھی وہی گفتگو ہوئی اور اس نے جواب وہی دیا جو میرے ماموں ابوجہل نے دیا تھا اور دروازہ بند کر لیا میں نے کہا یہ بھی کچھ نہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو تو مارتے پیٹتے تھے مگر مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔

ایک شخص نے کہا کیا تم اپنا اسلام ان باتوں سے ظاہر کرنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا دیکھو جب لوگ حجر اسود کے پاس جمع ہوں تو آنا کیونکہ ان میں فلاں شخص پیٹ کا بہت ہلکا ہے۔ اس کے پیٹ میں بات نہیں چھپتی، اس

Marfat.com

سے کہو وہ سب جگہ ظاہر کر دے گا میں آیا اور اپنا اسلام ظاہر کیا اس نے کہا کیا مسلمان ہو چکے میں نے کہا ہاں اس نے زور سے چلا کر کہا لوگو! عمر بن خطاب ہمارے دین سے بے دین ہو گیا یہ سنتے ہی مشرکین ایک دم مجھ پر ٹوٹ پڑے میں انہیں مارتا تھا اور وہ مجھے۔ میرے ماموں ابو جہل نے پوچھا یہ کیسا شور وغل ہے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا میرا ماموں حجر پر چڑھا اور اشارہ کیا اور کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے یہ سنتے ہی مجھ سے سب الگ ہو گئے مگر مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹائی جاری رہے اور میں کھڑا دیکھتا رہوں چنانچہ ماموں کے پاس پھر گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میں تیری پناہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ اس کے بعد مارتے پیٹتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی۔

لقب فاروق کی وجہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب فاروق کس طرح پڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہو چکے تھے میں مسجد کی طرف گیا تو وہاں ابو جہل کو دیکھا کہ (خاکش بہ دہن) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا چلا آتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جس وقت اس کی اطلاع ہوئی تو آپ اپنی کمان لے کر مسجد کی طرف چلے اور قریش کے اس حلقہ کی طرف جس میں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا پہنچے اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر ابو جہل کے عین مقابل بیٹھ گئے اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ابو جہل نے قیافہ سے معلوم کر لیا کہ آج حمزہ کی نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی یہ معلوم کر کے کہنے لگا کہ ابو عمارہ تمہیں کیا ہو گیا۔ آپ نے یہ سنتے ہی اس کی پیٹھ پر اس زور سے کمان ماری کہ کمر سے خون نکل آیا۔ قریش نے

Marfat.com

معاملہ بڑھ جانے کی وجہ سے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے ہاں مقیم تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور اسلام لے آئے اس واقعہ کے تیسرے دن میں باہر نکلا تو راستہ میں مجھے ایک مخزومی ملا میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے آبائی دین سے پھر گیا اور دین محمد (ﷺ) کا تابعدار ہوگیا اس نے کہا میں نے اگر ایسا کیا تو کیا تعجب ہے جبکہ ایک ایسے شخص نے کہ جس پر تمہارا مجھ سے زیادہ حق ہے ایسا کرلیا ہو میں نے کہا وہ کون ہے تمہاری بہن اور بہنوئی۔ میں اپنی بہن کے گھر پہنچا تو مجھے کچھ پڑھنے کی آواز معلوم ہوئی میں اندر چلا گیا اور کہا کیا تھا اس میں بات بڑھ گئی میں نے بہنوئی کا سر پکڑ کر مارا تو خون نکل آیا میری بہن نے کھڑے ہوکر میرا سر پکڑ لیا اور کہا یہ تو ہوا اگرچہ تیری منشاء کے خلاف ہوا میں نے جو خون بہتے دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں بیٹھ گیا اور کہا کہ مجھے بھی ذرا یہ کتاب دکھلاؤ میری بہن نے جواب دیا کہ اسے پاک لوگ چھوسکتے ہیں میں نے اٹھ کر غسل کیا انہوں نے وہ کتاب دی میں نے دیکھا تو اس میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم "لکھا ہوا تھا میں نے کہا کہ یہ نام تو بڑے پاکیزہ ہیں آگے تھا "طه ما انزلنا علیك القران لتشقی" تا آیت "لہ الاسماء الحسنی" میرے دل میں اس کی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور میں نے کہا کیا اسی سے قریش بھاگتے ہیں میں وہیں مسلمان ہوگیا اور میں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کہاں تشریف رکھتے ہیں میری بہن نے جواب دیا کہ ابو ارقم کے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ میں وہیں گیا اور دروازہ پر ہاتھ مارا لوگ جمع ہوگئے ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہے انہوں نے کہا کہ عمر ہیں انہوں نے کہا اچھا عمر ہیں دروازہ کھول دو اگر وہ اچھی طرح آئیں تو ہم انہیں سرآنکھوں پر جگہ دیں گے ورنہ ہم انہیں قتل کردیں گے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی سنا آپ باہر نکلے اور

Marfat.com

میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا جتنے اس گھر میں مسلمان تھے سب نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس کو تمام اہل مکہ نے سنا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر چھپنا کیوں ہے۔ ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں میں تھا حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو قریش کو بہت رنج و صدمہ پہنچا۔ اس روز سے مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے فاروق کا خطاب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق باطل کے درمیان میں فرق پیدا ہو گیا۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق رضی اللہ عنہ کس نے رکھا تھا آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے۔ ﴿دلائل النبوۃ ابو نعیم، ابن عساکر﴾

اسلام لانے پر اہل آسمان میں خوشی اور فتح اسلام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اہل آسمان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی وجہ سے خوش ہو گئے ہیں۔

﴿ابن ماجہ، حاتم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے "یایھا النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین" نازل فرمائی۔

﴿مسند بزار، حاکم﴾

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہم عزت دار ہو گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام، اسلام کی فتح تھی آپ کی ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت تھی ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ تشریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے اتنا لڑائی جھگڑا کیا کہ انہوں نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا اور اور ہم بیت اللہ تشریف میں نماز پڑھنے لگے۔

﴿طبقات ابن سعد، طبرانی﴾

اسلام کا عروج وزوال

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب سے اسلام کی حالت ایسی ہوگئی جیسے کہ ایک اقبال مند آدمی ہوتا ہے کہ اس کے ہر قدم پر ترقی ہوتی ہے اور جب سے شہید ہوئے اسلام کے عروج میں کمی آتی گئی اور ہر قدم پیچھے ہی کو پڑنے لگا۔ ﴿ابن سعد، حاکم﴾

طبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اول اسلام کو ظاہر کیا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں﴾۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ اسلام کی طرف علانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ کے گرد بیٹھنے، طواف کرنے، مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کی جواب دینے کے قابل ہو گئے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

اسلم مولی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذالحجہ ۶ نبوی میں بعمر ۲۶ سال مشرف باسلام ہوئے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

Marfat.com

اعلانیہ ہجرت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شخص کا بھی نہیں بتلا سکتے کہ کسی نے ظاہری طور پر ہجرت کی ہو ہاں البتہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے مونڈھے پر کمان لٹکائی ہاتھ میں ترکش سے چند تیر علیحدہ رکھے اور کعبۃ اللہ میں تشریف لائے وہاں اشراف قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سات مرتبہ طواف کیا دو رکعتیں مقام ابراہیم کے مقابل پڑھیں اشراف قریش کے حلقوں میں آ کر علیحدہ کہا تمہارے چہرے سیاہ ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند بیٹے کو یتیم۔ بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جنگل کے اس طرف آ کر مجھ سے مقابلہ کر لے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ آپ کا پیچھا کرتا۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ساتھ تشریف لائے ہم نے ان سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا آپ پیچھے تشریف لا رہے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور جنگ احد میں بھی آپ ثابت قدم رہے تھے۔

Marfat.com

فضائل ومناقب

جنت کا محل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بڑے محل کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر! میں نے تیری غیرت یاد کر کے اس محل میں قدم نہیں رکھا اور لوٹ آیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے غیرت کروں گا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

علم میں کامل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے یہاں تک کہ اس کی ترو تازگی اور خوشبو میرے ناخن تک سرایت کر گئی ہے پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا ہے صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی تعبیر کیا ہوئی آپ نے فرمایا علم۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

دین میں کامل:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو قمیص پہن رہے ہیں بعض کے سینہ تک ہے اور بعض کے اس سے زیادہ تک جس وقت عمر (رضی اللہ عنہ) پیش کیے گئے تو ان کی قمیص زمین میں گھسٹتی جاتی

Marfat.com

تھی۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ قمیص کیا تھی آپ نے فرمایا دین۔
﴿بخاری، مسلم﴾

شیطان راستہ چھوڑ دیتا ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس راستہ پر تم چلو گئے اس راستہ پر شیطان نہیں چلے گا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

محدث امت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام ہوتے رہے ہیں اگر میری امت میں کوئی محدث ہوسکتا ہے تو وہ عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ ہیں۔ ﴿بخاری﴾

زبان وقلب پر حق کا نزول:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عمر کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کردیا ہے۔ ﴿ترمذی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی لوگوں میں گڑبڑ ہوتی او حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہوتی تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ ﴿اس طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عصمہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمر کی حدیث سے بیان کیا ہے﴾ ﴿ترمذی، حاکم﴾

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن و انس کے شیاطین حضرت عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یوم قیامت مصافحہ:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ جس سے اول مصافحہ فرمائے گا اور سلام کرے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمر ہیں۔ ﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

نزول سکینہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ۔ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے کہ وہ حق بولتے ہیں۔ ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں بالکل شک و شبہ نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔ ﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

اہل جنت کے چراغ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ اہل جنت کے چراغ ہیں۔ ﴿مسند بزار﴾

فتنوں کا دروازہ بند:

قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے﴾ فرمایا یہ شخص جب تک تمہارے درمیان ہے اس وقت تک فتنوں کا

Marfat.com

دروازہ بندرہے گا بلکہ جب تک یہ زندہ ہے فتنوں کا دروازہ بہت سخت بندرہے گا۔

غصہ غلبہ اور رضا حکمت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سلام کہہ دیجئے اور انہیں اس کی خبر دے دیجئے کہ ان کا غصہ غلبہ ہے اور ان کی رضا حکمتیں ہے۔ ﴿طبرانی اوسط﴾

شیطان ڈرتا ہے:

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر سے شیطان ڈرتا ہے۔

امام احمد نے اس کو حضرت بریدہ کے طریقہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے تمام فرشتے عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ کی عزت کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان ان سے ڈرتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام اہل عرفہ پر عموماً اور عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ ایسی ہی ایک حدیث کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا:

حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا میرے بعد حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہو۔ ﴿طبرانی، دیلمی﴾

خلافت کی طرف اشارہ:

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنا خواب بیان فرمایا میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا۔ میں نے کچھ ڈول کھینچے میرے بعد ابوبکر نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھنچنے میں کچھ ضعف تھا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے پھر عمر ﴿رضی اللہ عنہ﴾ آئے اور انہوں نے ڈول پکڑا اور اس طرح کھینچا کہ کسی جوانمرد کو میں نے اس طرح کھنچتے نہیں دیکھا حتی کہ ہر چہار طرف سے پیاسے آئے اور خوب سیراب ہوئے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

امام نووی تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ اشارہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور ظہور اسلام بہت زیادہ ہوگا۔

طبرانی سے سدیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت سے عمر اسلام لائے ہیں جب کبھی ان سے شیطان ملا ہے الٹے منہ گر پڑا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام روئے گا:

طبرانی نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے تھے کہ عمر کی موت پر اسلام روئے گا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت و عداوت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے رکھا اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی، اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عموماً اور عمر (رضی اللہ عنہ) پر خصوصاً فخر کیا ہے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان سب کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں ﴿اس کے اسناد صحیح ہیں﴾

﴿طبرانی اوسط، تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابہ وسلف کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین پر مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرض موت میں کسی نے دریافت کیا کہ اگر آپ سے اللہ تعالیٰ دریافت کرے کہ تم نے عمر کو کیوں خلیفہ مقرر کیا تو آپ کیا جواب دیں گے آپ نے فرمایا میں جواب دوں گا کہ میں نے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ان پر خلیفہ مقرر کیا تھا۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نیک لوگوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ کچھ بعید نہیں کہ سکینہ آپ کی زبان پر بولتا ہو۔ ﴿طبرانی فی الاوسط﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے کسی آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ذکی ذہین اور سخی نہیں پایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلہ بھاری رہے گا کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے عطا کیے گئے ہیں۔ ﴿طبرانی اور حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو نہیں پہچانتا کہ جس نے جرات کے ساتھ خدا کی راہ میں سلامتی کی پرواہ نہ کی ہو۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت سبک فہم تیز خاطر اور معاملہ فہم تھے ہر کام کو اکیلے ہی کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔

دنیا سے بے نیاز:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انہوں نے اس کی خواہش کی البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا آئی مگر انہوں نے اسے دھکا دے کر نکال دیا اور ہم نے تو بالکل دنیا کو پیٹ میں بھر لیا۔ ﴿اس کو زبیر نے موقفیات میں بیان کیا ہے﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جبکہ انتقال کے بعد ان کو کپڑے سے ڈھانک دیا گیا تھا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کپڑا اوڑھے والے سے زیادہ کسی کے اعمال پسندیدہ نہیں ہیں۔ ﴿حاکم﴾

سب سے زیادہ عالم:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین کے فقیہہ تھے۔

خلفاء ثلاثہ شان میں بے مثال:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سراپا خیر تھے۔ پھر اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ان کی مثال اس ہوشیار چڑیا کی سی ہے کہ جس کو ہر جگہ یہ خیال رہتا ہے کہ یہاں جال لگا ہوا ہے میں پھنس جاؤں

Marfat.com

گی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ارادہ میں پختگی، ہوشمندی، علم، دلیری اور مردانگی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔

﴿طیوریات﴾

کتب سماویہ میں تذکرہ

عمیر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے پچھلے صحائف میں میرا ذکر کس طرح دیکھا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ ''قرنا من حدید'' ﴿فولاد کی تلوار یا لوہے کا پہاڑ﴾ ہوں گے آپ نے اچھا اس کا کیا مطلب انہوں نے کہا کہ ایک ایسے طاقتور حاکم کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا ہے انہوں نے کہا آپ کے بعد جو خلیفہ ہوں گے ان کو تمام جماعت شہید کر ڈالیگی آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا ہے۔ کہا کہ پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ ﴿طبرانی﴾

خاص فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت لوگوں پر ان چار باتوں سے معلوم ہوتی ہے:

(۱) جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا حکم دیا اور آیت "لولا کتب من الله سبق الخ" اسی کے موافق نازل ہوئی۔

(۲) آپ نے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق فرمایا جس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عمر بن خطاب تم ہم پر حکم نافذ کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے ہی گھر میں اترتی ہے چنانچہ ان کے پردہ کے متعلق آیت نازل "فاذا سالتموھن متاعا" الخ ہوئی۔

Marfat.com

(۳) حضور نبی کریم ﷺ کا آپ کے متعلق دعا کرنا کہ رب العلمین عمر (رضی اللہ عنہ) کو مسلمان کر کے اسلام کو قوی کر۔

(۴) آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سب سے اول بیعت کرنا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

شیطان قید:

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں ذکر کیا کرتے تھے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قید رہے اور آپ کے بعد آزاد ہو کر ہر طرف پھیل گئے۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوموسیٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خیریت بہت دنوں تک نہ معلوم ہوئی آپ ایک عورت کے پاس گئے جس کے پاس شیطان آتا تھا آپ نے اس عورت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا کہ جب مجھ پر شیطان آئے گا۔ تب دریافت کر لینا چنانچہ جس وقت وہ آیا تو دریافت کرنے پر اس شیطان نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ایک چادر کا تہبند باندھے ہوئے ایک صدقہ میں آئے ہوئے اونٹ کے ﴿جس کے خارش ہوگئی تھی﴾ قطران مل رہے ہیں وہ ایسے شخص ہیں کہ جب انہیں کوئی شیطان دیکھتا ہے ﴿تو خوف کے سبب﴾ ناک کے بل گر پڑتا ہے خدا ہر وقت ان کی آنکھ سامنے ہے اور روح القدس ان کی زبان سے کلام کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلکہ کل مہاجرین و انصار کو خطا

Marfat.com

کار ٹھہرایا۔

حضرت شریک کہتے ہیں کہ جس میں شمہ برابر بھی نیکی ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

حضرت ابو اسامہ فرماتے ہیں لوگو! تم جانتے ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کون تھے اسلام کے ماں باپ تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے میں اس سے بیزار ہوں۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقات قرآن

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کوئی رائے دیتے قرآن مجید اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔

ابن عساکر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ ہوتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے موافق نازل ہوتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق کیا۔ ﴿۱﴾ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس کے بعد آیت

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ نازل ہوئی۔

﴿۲﴾ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی ازواج مطہرات کے سامنے ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں آپ انہیں پردہ کا حکم دیں اس کے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔

﴿۳﴾ جب ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیرت دلانے میں سب شریک ہوگئیں میں نے عرض کیا۔

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ۔

Marfat.com

اس کے بعد بالکل ٹھیک یہی الفاظ قرآن مجید میں نازل ہوئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔

﴿۱﴾ پردے کے بارے میں۔

﴿۲﴾ اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں۔

﴿۳﴾ مقام ابراہیم میں۔ اسی حدیث سے چوتھی خصلت یعنی معاملہ قیدیان جنگ بھی معلوم ہوگیا

امام نووی تہذیب الاسماء میں نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق چار جگہ نازل ہوا۔ معاملہ قیدیان بدر، پردہ، مقام ابراہیم، تحریم شراب اور اس سے پانچویں بات تحریم شراب پائی گئی اور تحریم شراب کے متعلق سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ مولیٰ کریم! شراب کے بارے میں ہمارے لیے خاص حکم بیان فرما، اس کے بعد شراب کے حرام ہونے پر نازل ہوگئی۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت فرمائی جب آیت "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ" نازل ہوگئی اس حدیث سے چھٹی بات معلوم ہوگئی اس حدیث کے دوسرے طرق بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن کو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

کتاب ''فضائل الایام'' مصنفہ امام ابو عبداللہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے رب نے اکیس جگہ موافقت فرمائی ہے انہوں نے ان چھ مذکورہ علامہ جنازہ کے لیے لوگوں نے بلایا جب آپ چلنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا اور بالکل آپ کے سامنے جا کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابی ابن کعب بڑا سخت دشمن تھا اور ایک روز تو وہ ایسا ایسا کہہ رہا تھا واللہ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿اور نہ پڑھ نماز ان میں سے ایک پر جب کبھی مریں﴾

﴿۸﴾ ''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ''
﴿وہ تجھ سے شراب کے متعلق سوال کرتے ہیں﴾

﴿۹﴾ ''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ الَا تَقْرَبُوْا
﴿اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو نشہ میں نہ قریب ہو نماز کے﴾ مگر ﴿امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ﴾ کہتے ہیں کہ یہ دونوں آیتیں بلکہ حدیث سابق میں تیسری بات یہ سب ایک ہی خصلت ہیں۔

﴿۱۰﴾ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے حق میں دعا مغفرت زیادہ مانگنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ ''سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ'' تو بھی آیت ''سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ'' نازل ہوئی ﴿طبرانی نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے﴾۔

﴿۱۱﴾ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے جنگ بدر کیلئے نکلنے کا مشورہ لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکلنے کا مشورہ دیا تب ہی آیت ''کَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَیْتِكَ'' ﴿جس طرح نکالا تجھ کو رب نے

Marfat.com

تیرے گھر سے ﴾ نازل ہوئی۔

﴿۱۲﴾ قصہ تہمت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس نے کیا تھا آپ نے فرمایا اللہ نے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو عیب دار چیز دی ہوگی "سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ" بس اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

﴿۱۳﴾ شروع اسلام میں رمضان شریف کی رات کو بھی اپنی بیوی سے ہمبستری حرام تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق عرض کیا تو آیت "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ" ﴿ہمبستری حلال کی گئی واسطے تمہارے رات میں روزوں کی﴾ نازل ہوئی۔ ﴿اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بھی ذکر کیا ہے﴾۔

﴿۱۴﴾ قول خداوندی "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ" الخ اس کو ابن جریر نے چند طریقوں سے بیان کیا ہے مگر اقرب بموافقت طریقہ وہ ہے جس کو ابن ابو حاتم نے عبدالرحمٰن ابن ابو لیلیٰ سے روایت کیا ہے وہ ہمارا دشمن ہے اس پر آپ نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيلَ وَ مِيكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِينَ۔

پس ٹھیک یہی الفاظ قرآن مجید میں نازل ہوگئے۔

﴿۱۵﴾ قول خداوندی کا "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ" ﴿قسم ہے رب تیرے کی نہیں ایمان دار ہوں گے وہ﴾ ہے۔ اس کا قصہ ابن ابو حاتم اور ابن مردویہ نے ابو الاسود سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جھگڑا کر

Marfat.com

انصاف کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کا فیصلہ کر دیا جس کے خلاف آپ نے فیصلہ دیا تھا اس نے کہا چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں چنانچہ یہ گئے اور جس کے موافق حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارا فیصلہ اس طرح کیا آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو آتا ہوں۔ آپ اندر سے تلوار لائے اور اس شخص کو جس کے حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلہ سے انکار کیا تھا قتل کر ڈالا اور دوسرا بھاگا اور اس نے اس واقعہ کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو عمر سے ایسی امید نہیں تھی کہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کر سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْن" نازل فرمائی اس آدمی کا خون رائیگان گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بری کر دیا۔ اس کی اور بھی اسناد موجود ہیں۔

﴿۱۶﴾ گھر میں آنے کے لیے اجازت چاہنا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ آپ ایک روز سو رہے تھے اور آپ کا غلام بے دھڑک اندر آیا آپ نے دعا کی اے اللہ! بغیر اجازت کے آنا حرام فرما دے۔ فوراً آیت استیذان نازل ہوئی۔

﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ" امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا قصہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہی قصہ اس آیت کا شان نزول ہے۔

﴿۱۹﴾ آیت "اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا" کا منسوخ التلاوت ہو جانا۔

Marfat.com

﴿۲۰﴾ جنگ احد میں ابو سفیان کے جواب میں جبکہ اس نے "اَفِی الْقَوْمِ فُلَانٌ" کہا تھا فرمانا کہ "لَا تُجِیْبُنَّہ" اور رسول اللہ ﷺ کا اس پر موافقت فرمانا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی کے ساتھ اس قصہ کو کہ جس کو عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں سالم بن عبداللہ سے روایت کیا ہے مدد لینا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر اس بادشاہ پر نہیں جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اس کو سن کر حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! توریت میں یہی الفاظ موجود ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدہ شکر میں گر گئے۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

اس کے علاوہ کامل میں ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اول جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے تو "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے بعد "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کہا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا کرو۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی طرح کہو ﴿مگر یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح اس کے خلاف ہے۔﴾ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں لالکائی نے شرح السنۃ میں اور دارمی نے فوائد میں، ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنا کر جنگ کیلئے بھیجا تھا۔ ایک روز آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے ''یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل'' ﴿اے ساریہ! پہاڑ کی طرف﴾ تین دفعہ فرمایا۔ چند روز کے بعد اس لشکر کی طرف سے ایک ایلچی آیا۔ آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت فرمائے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین! ہم کو شکست ہو چکی تھی کہ اچانک ہم نے تین مرتبہ آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہم نے فوراً پہاڑ کی طرف رخ کیا ہمارا رخ کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے خطبہ میں ''یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل'' فرمایا تھا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ساریہ تو نہاوند واقع ملک عجم میں ہے اور آپ یہاں پکار رہے ہیں۔ ﴿ابن حجر نے اصابہ میں اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے﴾

ابن مردویہ نے میمون بن مہران کے طریقے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعۃ المبارک کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا جس شخص نے بھیڑیے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا ''یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ'' لوگ یہ سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا؟ آپ نے فرمایا اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہو گئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دیدی ہے اور اس وقت وہ پہاڑ کے قریب سے گزر رہے ہیں اگر وہ اس پہاڑ کی طرف پھیریں گے تو ایک ایک قتل ہو جائیں گے اور اگر تجاوز کر گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ لہٰذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ایک مہینہ کے بعد جب ایک شخص فتح کی خوشخبری لے کر آیا تو اس نے ذکر کیا کہ ہم نے لشکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور ہم پہاڑ کی طرف چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

ابو نعیم نے دلائل میں عمرو بن حارث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعۃ المبارک کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جا اور پھر خطبہ شروع فرما دیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ ان کو جنون ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ذرا آپ سے بے تکلف تھے انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا کہ لوگ آپ کی ذات پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک دم بلند آواز سے پکارنے لگے "یا ساریۃ الجبل" آخر یہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا واللہ! میں لاچار تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔ اس کے بعد ساریہ کا خط لے کر ایک ایلچی آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جمعۃ المبارک کے روز ہم اپنے دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست ہو جائے کہ عین جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا، چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف گئے اور ہم نے دشمنوں پر فتح پائی

Marfat.com

اور انہیں قتل کر دیا۔ عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کو طعنہ دیا تھا اس شہادت پر بھی یہی کہا کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

گھر جل گیا

ابو القاسم بن بشران نے فوائد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جمرہ ﴿چنگاری﴾ آپ نے پوچھا باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا شہاب ﴿شعلہ﴾ آپ نے قبیلہ کا نام دریافت کیا اس نے کہا حرقہ ﴿آگ﴾ آپ نے کہا کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا حرہ ﴿گرم پتھریلی زمین﴾ آپ نے پوچھا وہ کہاں واقع ہے؟ اس نے کہا لظی ﴿شعلہ والی آگ﴾ میں آپ نے فرمایا اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کر۔ وہ تو جل مرے وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہے اور سب جل گئے۔ ﴿امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے﴾۔

دریائے نیل کے نام خط

ابو الشیخ کتاب العظمت میں قیس ابن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقررہ دن اہل عجم کے یہاں تھا اس روز لوگوں نے آ کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے وہ پوچھا وہ پرانا طریقہ کیا ہے عرض کیا کہ چاند کی گیارہوں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کر لیتے ہیں اور اس کو کپڑے اور زیور جو سب سے افضل ہوتا ہے پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن

Marfat.com

عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسلام میں یہ لغو باتیں نہیں ہیں۔ اسلام تو ان بیکار اور وہمی باتوں کو جو، اسلام سے پہلے ہوتی تھیں، مٹانے آیا ہے چنانچہ یہ فعل نہ کیا گیا اور دریائے نیل بند ہوگیا۔ بعض اہل مصر نے ترک سکونت کا ارادہ کرلیا جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فوراً ایک خط امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں اس کی اطلاع کا روانہ کیا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا جواب دیا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔ اس خط کے ساتھ ایک اور رقعہ بھی ملفوف کرتا ہوں، اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو کھول کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا خدا کے بندہ! امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد وقہار سے ہی سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کردے۔ فقط

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس رقعہ کو صلیب ستارے کے طلوع ہونے سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈلوا دیا۔ جس وقت اہل مصر صبح کو سوئے ہوئے اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات میں اتنا جاری کردیا کہ سولہ ہاتھ پانی چڑھ آیا اور اسی روز سے اہل مصر کا یہ دستور بھی اللہ تعالیٰ نے بند کردیا۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

جھوٹ کی پہچان

ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ جھوٹی بات سچی میں ملا کر کہتا تھا تو آپ فرما دیا کرتے تھے اس کو رہنے دو، وہ پھر اور بات کہتا، تو آپ فرماتے اسے رہنے دو۔ وہ

Marfat.com

شخص عرض کرتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے کہا وہ سچ ہے مگر جس بات پر آپ نے مجھے چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

بیہقی ''دلائل'' میں ابو ہدبہ حمصی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو اہل عراق نے جوان پر امیر مقرر تھا، اس کو پتھر مارے، آپ غصہ میں بھرے ہوئے گھر سے نکلے تو نماز میں بھول گئے تو نماز پڑھ کر یہ دعا کی مولیٰ کریم! ان لوگوں نے نماز کو گڑبڑ کر دیا، آپ ان کے تمام کاموں کو گڑبڑ کر دے اور ان پر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک لونڈا مسلط کر دے جوان پر زمانہ جاہلیت کی ظالم سی حکومت کرے اور نہ ان کے نیک کو قبول کرے اور نہ بد سے خطا کو معاف کرے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لونڈے سے آپ کا مقصود حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ وہ لونڈا اب تک پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

Marfat.com

سیرتِ فاروقی

سرکاری وظیفہ

ابن سعد نے احنف بن قیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جاریہ (لونڈی) گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین کی باندیہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ امیر المومنین کی باندی نہیں ہے اور کیسی باندی جبکہ امیر المومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کے مال میں سے باندی رکھنی حلال بھی نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا تو پھر کیا حلال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عمر کیلئے سوائے ان چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے۔ دو کپڑے سردیوں کے، دو گرمیوں کے حج اور عمرے کا خرچ دینا اور اپنے اہل وعیال کا کھانا اور یہ بھی مثل ایک مرد قریش معمولی درجہ کے موافق کہ نہ امیر ہو نہ فقیر اس کے بعد میری بھی وہی حیثیت ہے جو ایک معمولی مسلمان کی۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

گورنروں کیلئے شرائط نامہ

حضرت خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کو حاکم بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو اچھا عمدہ کھانا نہ کھائے۔ باریک کپڑا نہ پہنے ضرورتمندوں کیلئے اپنے دروازہ کو بند نہ رکھے اور اگر ایسا کیا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

اولاد کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ آپ کی صاحبزادی اور صاحبزادے حضرت

Marfat.com

حفصہ اور عبداللہ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آنجناب اچھا کھانا کھایا کریں تو اللہ تعالیٰ کے کام پر اور زیادہ قوی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کیا سب کی یہی رائے ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ سب کی یہی رائے ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری خیر خواہی کا میں مشکور ہوں لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو اسی شاہراہ پر چھوڑا ہے اگر خوانخواستہ میں ان کی شاہراہ کو چھوڑ دوں تو ان دونوں کا مرتبہ میں نہیں پاسکتا۔ کہتے ہیں کہ ایک سال ذرا خشک سالی ہوئی تو آپ نے اس سال گھی اور روغن دار کھانا چھوڑ دیا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

ان ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن فرقد نے آپ سے اچھی غذا کھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی اپنی نیکیوں کا بدلہ کھالوں۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو عاصم کے پاس آئے اور انہیں گوشت کھاتے دیکھ کر فرمایا یہ کیا کھا رہے ہو؟ عرض کیا کہ میرا دل گوشت کو بہت چاہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا وہی کھانے لگو گے جو شخص ہمیشہ اپنی طبیعت کے موافق کھائے وہ آخرت میں چور سمجھا جائے گا۔

مچھلی کھانے سے انکار

اسلم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا دل تازہ مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ آپ کا غلام یرفا نامی اونٹ پر سوار ہو کر چار میل دور مچھلی لینے گیا اور ایک جھولا بھر کر مچھلی خریدی، راستے میں واپسی پر اپنے اونٹ کو بھی نہلالیا۔ آپ نے فرمایا مچھلی ابھی رکھو، میں اپنے اونٹ کو دیکھ لوں، چنانچہ آپ اونٹ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے اونٹ کے کان کے نیچے جو پسینہ لگا

Marfat.com

ہوا تھا اسے دیکھ کر فرمایا تو اسے دھونا بھول گیا اور میری خواہش کی وجہ سے تو نے اس جانور کو بے فائدہ تکلیف دی۔ واللہ! میں اس مچھلی کو چکھ بھی نہیں سکتا۔

پیوندار صوف کا لباس

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ صوف کا لباس پہنتے تھے حالانکہ آپ خلیفہ تھے، ان کا پھٹا ہوا کپڑا جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی طرح درہ لیے ہوئے بازار چلے جاتے تھے اور اہل بازار کو ادب اور تنبیہ کرتے تھے۔ اگر آپ کے سامنے ترکش کی پرانی رسی یا چھوارے کی گٹھلی آجاتی تھی تو اس کو اٹھا لیتے تھے اور لوگوں کے گھروں میں پھینک دیا کرتے تھے تاکہ لوگ پھر اس سے نفع اٹھائیں۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

سفر میں سادگی

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پانجامہ میں چمڑے کا پیوند لگا دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ اثنائے سفر میں آپ منزل پر پہنچ کر کوئی خیمہ نہ کھڑا کرتے تھے بلکہ یوں ہی کسی درخت پر کوئی کملی یا کپڑے وغیرہ کا سائبان ڈال لیا کرتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

خوف خداوندی

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر روتے روتے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں اور بعض دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی وظیفے کی آیت پڑھتے ایسے گرتے تھے کہ کئی دن تک لوگ بیمار پرسی کرنے آیا کرتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے تو اس کو گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں ہدیۃً

Marfat.com

دیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا، ابھی میں دیوار کے اس طرف تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسری طرف میں نے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ اے عمر! کہاں تو اور کہاں امیر المومنین کا رتبہ۔ ذرا خدا سے ڈرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ کو سخت عذاب دے گا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کاش! میں بھی تنکا ہوتا اور مجھے میری ماں نہ جنتی اور میں کچھ نہ ہوتا۔

عبداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشک کاندھے پر اٹھا کر لے چلے۔ لوگوں نے کہا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری طبیعت میں تکبر وغرور پیدا ہوگیا تھا اس کو میں نے ذلیل کیا ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کے خسر آپ کے پاس آئے اور انہوں نے چاہا کہ مجھے کچھ بیت المال میں سے دیدیں۔ آپ نے جھڑک دیا اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں خیانت کرنے والے بادشاہوں میں شمار ہو جاؤں۔ پھر آپ نے ان کو اپنے مال سے دس ہزار درہم عطا کیے۔

زمانہ خلافت میں تجارت

امام نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ خلافت میں بھی تجارت کیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عالم الرمادہ ﴿قحط کا سال﴾ میں آپ نے گھی کھانا چھوڑ دیا تھا، روغن زیتوں کھانے سے ایک روز آپ کے شکم مبارک

Marfat.com

میں قرار قرار ہوا، تو آپ نے انگلی مار کر فرمایا ہمارے پاس اس کے سوا اس وقت تک کچھ نہیں ہے، جب تک قحط سالی موجود ہے۔

حلیہ مبارک

ابن سعد اور حاکم نے حضرت زر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ عید کے روز نکلا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیدل جاتے دیکھا۔ بوڑھے تھے اور بائیں ہاتھ سے زیادہ کام لیا کرتے تھے، آپ کا رنگ گندم گوں تھا، آپ کے سر کے بال خود کی وجہ سے جھڑے ہوئے تھے، قد کے لمبے تھے، تمام آدمیوں سے آپ کا سر اونچا معلوم ہوتا تھا، بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گندم گوں بتلاتے ہیں شاید انہوں نے آپ کو قحط سالی میں دیکھا ہوگا کیونکہ آپ کا رنگ روغن زیتون کھا کر متغیر ہوگیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ کا حلیہ شریف یہ بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی تھا، لمبا قد، بال جھڑے ہوئے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ آپ تمام آدمیوں میں اونچے معلوم ہوتے تھے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ تمام کام بائیں ہاتھ سے برابر کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر نے ابو رجاء عطاردی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمبے قد کے اور موٹے تازے شخص تھے، آپ کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے، گورے چٹے تھے جس میں سرخی کی بہت زیادہ دمک تھی، کلے (گال) پچکے ہوئے اور مونچھیں بہت بڑی تھیں اور ان کے اطراف میں سرخی موجود تھی۔

Marfat.com

ابن عساکر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کی والد ماجدہ ختمہ بنت ہشام بن مغیرہ یعنی ابوجہل بن ہشام کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے ابوجہل آپ کا ماموں تھا۔

فتوحات فاروقی

حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں ولی عہد خلافت جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری میں نامزد ہو گئے تھے۔

زہری کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، آپ اسی روز خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور منگل کا دن ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری تھا۔ ﴿حاکم﴾

جس وقت آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئیں چنانچہ ۱۴ ہجری میں دمشق صلح اور غلبہ سے اور حمص اور بعلبک صلح سے اور بصرہ اور ایلہ غلبہ سے فتح ہوئے۔ ۱۴ ہجری میں آپ نے لوگوں کو تراویح کی نماز کیلئے جمع کیا۔ ﴿عسکری﴾

۱۵ ہجری میں اردن غلبہ سے طبریہ صلح سے فتح ہوا۔ اسی سال واقعہ یرموک اور قادسیہ پیش آیا۔ ﴿ابن جریر﴾ اسی سال حضرت سعد نے کوفہ آباد کیا۔ اسی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنخواہیں مقرر کیں۔ جاگیریں عطا کیں اور دفتر پکے ہی طریقہ پر جاری کیے۔ ۱۶ ہجری میں اہواز اور مدائن فتح ہوئے۔ حضرت سعد نے ایوان کسریٰ میں جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ ہے جو عراق میں ادا کیا گیا۔ (یہ صفر کا مہینہ تھا) اسی سال واقعہ جلولاء پیش آیا۔ یزدجرد بن کسریٰ نے ہزیمت کھائی اور رے کی طرف بھاگ گیا۔ اسی سال تکریت فتح ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو بیت المقدس فتح ہوا اور آپ نے جابیہ میں جو آپ کا خطبہ مشہور ہے

Marfat.com

پڑھا۔ اسی سال قنسرین غلبہ سے اور حلب اور انطاکیہ اور منج صلح سے اور سروج غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال قرقیساء صلح سے فتح ہوا، اور ماہ ربیع الاول میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے تاریخ وصال ہجرت کے حساب سے مقرر ہوا۔

مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع

۱۷ ہجری میں آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسعت دی اور حجاز میں قحط پڑا، جس کا نام عام الرمادہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز استسقاء ادا فرمائی۔

ابن سعد نے نیاز الاسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وقت نماز استسقاء کیلئے تشریف لے گئے تو آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اونچا کر کے دعا کی:

یارب کریم! ہم عاجز بندے آپ کے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں کہ خشک سالی اور قحط کو اٹھالے اور ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔

آپ یہ دعا کر کے واپس بھی نہیں آئے تھے کہ بارش شروع ہوئی اور کئی روز تک متواتر رہی۔ اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا۔ ۱۸ ہجری میں چند نبشاپور بطور صلح سے اور جلولان لڑائی سے فتح ہوئے اور انہی ایام میں طاعون پھیلا ہوا تھا ﴿جس کا نام اسلام میں طاعون عمواس ہے﴾ اور اسی سال رہی، سمساط، اور لڑائی سے اور حران اور نصیبین اور اکثر ملک جزیرہ غلبہ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلح سے اور موصل اور اس کے اطرافِ غلبہ سے فتح ہوئے۔ ۱۹ ہجری میں قیساریہ غلبہ

Marfat.com

سے فتح ہوا۔ ۲۰ ہجری میں مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بقول بعض اسکندریہ کے علاوہ تمام ملک صلح سے حاصل ہوا۔

علی بن رباح کہتے ہیں تمام مغربی ممالک جنگ سے فتح ہوئے اور اسی سال تستر فتح ہوا اور قیصر روم مرو، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر اور نجران سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادی القریٰ کو تقسیم فرمایا۔ ۲۱ ہجری میں اسکندریہ اور نہاوند غلبہ سے حاصل ہوئے اور اس کے بعد ملک عجم میں کوئی سرکش جماعت باقی نہیں رہی۔ ۲۲ ہجری میں آذربائیجان غلبہ سے یا صلح سے اور دینور، ماسبدان، ہمدان غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال طرابلس الغرب رے، عسکر، قومس ہاتھ آئے۔ ۲۳ ہجری میں کرمان سجستان، مکران پہاڑی علاقے، اصبہان اور اس کے اطراف فتح ہوئے اور اسی سال کے آخر میں حج سے تشریف آوری کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

دعا شہادت

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے ابطح میں واپس آتے ہوئے اونٹ بٹھلایا تو آپ نے چت لیٹ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

”مولیٰ کریم! میں بوڑھا ہوگیا ہوں، قوتوں میں ضعیف آگیا ہے۔ رغبت منتشر ہوگئی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہوجاؤں اور عقل میں فتور آجائے اپنے پاس بلالے“۔

چنانچہ ابھی ذی الحجہ بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہوگئے۔ ﴿حاکم﴾

کتب سماوی میں شہادت کی خبر

ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ کعب بن احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا

Marfat.com

کہ میں توریت میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ شہید ہوں گے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ عرب میں رہتے ہوئے میں شہید ہو جاؤں؟

اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی

''مولیٰ کریم! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب کے شہر مدینہ میں موت عطا فرما''۔ ﴿بخاری شریف﴾

قبل شہادت خواب

معدان بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں۔ اسکی تعبیر سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ میری موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے، مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کیلئے ولی عہد کا تقرر کر دوں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ میرے بعد خلیفہ ان چھ شخصوں کے مشورہ سے ہونا چاہیے کہ جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش جنت کو تشریف لے گئے۔ ﴿حاکم﴾

اسباب شہادت

امام زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کسی نابالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے ﴿جو حاکم کوفہ تھے﴾ لکھا کہ یہاں ایک بہت ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے۔ آپ اگر اس کو مدینہ کے داخلہ کی اجازت بخشیں تو میں اس کو روانہ کر دوں تا کہ وہاں لوگوں کو بہت زیادہ کام آئے۔ آپ نے اجازت دیدی کہ بھیج دیا جائے۔ یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی شکایت کی کہ مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب میں اس

Marfat.com

کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا چلا گیا۔ دو تین روز ایک ایسی چکی تیار کروں جو ہوا سے چلے، اس نے ترشروئی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لیے ایسی چکی تیار کروں گا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ابولولو مجوسی تھا، ایک دو دھار خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا، آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آبیٹھا، ابھی اندھیرا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کیلئے جگاتے پھرتے تھے، جس وقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اس نے آپ کے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر گھونپ دیا۔

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں کہ ابولولو مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دو دہار خنجر سے شہید کیا اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا جن میں سے چھ کا انتقال ہوگیا۔ اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈال دیا جب وہ اس میں پھنس اور لپٹ گیا تو اس نے خودکشی کرلی۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ ابولولو مغیرہ کا غلام چکیاں بنایا کرتا تھا اور حضرت مغیرہ اس سے چار درہم روزانہ وصول کیا کرتے تھے، جس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے شکایت کی کہ یا امیر المومنین! مغیرہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ آپ ان کو تنبیہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تجھے اپنے مولا کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنا چاہیے۔ آپ کا منشا تھا کہ اس کے متعلق مغیرہ سے سفارش کروں گا مگر آپ کا یہ کہنا اس کو سخت ناگوار گزرا اور غصہ میں بھر کر یہ کہا کہ امیر المومنین! میرے سوا ہر ایک کا انصاف کرتے ہیں۔ اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کرلیا اور ایک خنجر پر آب رکھی اور زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ تکبیر سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کرلو، یہ لا

Marfat.com

لولوء صف میں آپ کے عین مقابل آ کھڑا ہوا۔ اور آپ کے مونڈھے اور کوکھ پر دو زخم لگائے، جس سے آپ گر پڑے۔ اس کے بعد اس نے اوروں پر حملہ کیا اور تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سے چھ آدمیوں کا نتقال ہوگیا، آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز ختم کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے گھر پر لائے اور نبیذ پلائی لیکن وہ زخموں کے راستے سے نکل گئی پھر آپ کو دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں سے نکل گیا۔ لوگوں نے بطور تسلی کے آپ سے کہا کچھ حرج نہیں آپ فکر نہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اگر قتل میں حرج بھی ہے تو میں بھی قتل ہو چکا۔

خلافت کے بارے میں صلاح ومشورہ

لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے آپ نے فرمایا واللہ! میں چاہتا تھا کہ جس وقت میں دنیا سے رخصت ہوں، برابر چھوٹوں نہ مجھ پر عذاب ہو، اور نہ مجھے ثواب ملے ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میرا ساتھ دے اور اس کا پورا ثواب ملے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پھر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے پاس دنیا بھر کا بھی سونا ہوتا تو میں قیامت کی دہشت اور آنے والے معاملات کے ہول کی وجہ تے تمام فدا کر دیتا، پھر آپ نے فرمایا حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد (رضی اللہ عنہم) میں سے جن کے متعلق کثرت آراء ہو، اس کو خلیفہ مقرر کر لینا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا پھر ان چھ نے تین کے سپرد کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو لولوء مجوسی تھا۔ حضرت عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں بھیجی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، پھر آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا کہ عبداللہ حساب کرو، مجھ پر قرض کتنا ہے۔ انہوں نے حساب لگا کر آپ کو چھیاسی ہزار یا اس کے قریب بتلا دیا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کرو، ورنہ بنی عدی سے مانگو اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لے لو اور دیکھو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا انہوں نے آپ کو اجازت دیدی ہے، اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کو جو وصیتیں کرنا ہو کرو اور کسی کو خلافت کے لئے بھی منتخب فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا اس کام کیلئے سوائے ان چھ شخصوں کے کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش، خوش، دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ آپ نے ان چھ کا نام بتلایا اور کہا کہ عبداللہ میرے بیٹے اس معاملہ میں ان کے ساتھ رہیں گے اور خلافت سے انہیں کوئی تعلق نہ ہوگا اور خلافت کو پہنچے تو وہ اس کے حقدار ہیں ورنہ جس کو تم چاہا منتخب کر لو۔ میں نے حضرت سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا، پھر آپ نے فرمایا میں اپنے بعد کے خلیفہ کو جو بھی مقرر ہو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور مہاجرین و انصار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھے اور اسی قسم کی بہت سی وصیتیں فرمائیں اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین

جس وقت جنازہ تیار ہوگیا تو ہم آپ کا جنازہ لے کر چلے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو سلام کیا اور کہا کہ دفن کی اجازت دیجئے۔ آپ نے اجازت دیدی اور ہم نے آپ کو ان کے دونوں دوستوں کے پاس سپرد خاک کردیا۔

خلیفہ کا تقرر

آپ کے دفن سے فراغت پاکر لوگ انتخاب خلیفہ کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشورہ کیلئے اپنی طرف سے اول تین شخص منتخب کرلینے چاہئیں چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور تینوں حضرات علیحدہ چلے گئے وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو خلیفہ ہونا نہیں چاہتا لہٰذا جو تم لوگوں میں سے خلافت سے بری ہو، وہ مجھ سے کہہ دے۔ امر خلافت اسی کے سپرد کیا جائے گا۔ اور جو کوئی بھی ہو یہ ضروری ہے کہ افضل امت ہو اور اصلاح امت کی حرص رکھتا ہو۔ یہ سن کر دونوں حضرات خاموش رہے اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا کہ اچھا یہ انتخاب کا کام تم میرے ہی سپرد کردو تاکہ میں افضل آدمی کو منتخب کرلوں۔ دونوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قریبی عزیز داری بھی ہے۔ اس لیے آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ مقرر کردوں تو آپ عدل کریں اور اگر میں

Marfat.com

آپ پر کسی دوسرے کو خلیفہ بنادوں تو آپ اس کی اطاعت کریں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ علیحدہ لے گئے اور آپ سے بھی یہی قرار لیا، جب آپ دونوں سے پختہ عہد لے چکے تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی اور آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کرلی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انتقال کروں تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرے امین حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد میری موت پہنچی تو میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کروں گا، اگر مجھ سے میرے رب نے ان کے متعلق یہ سوال کیا کہ ان کو کس وجہ سے خلیفہ مقرر کیا تھا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یوم قیامت گروہ علماء کے سامنے بڑی عزت سے تشریف فرما ہونگے مگر یہ دونوں حضرات آپ کے زمانہ خلافت میں ہی انتقال فرما چکے تھے۔

مسند امام احمد میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ کی موت کے وقت خلافت کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے ساتھیوں کی بہت بری حرص دیکھ رہا ہوں ہاں البتہ اگر سالم مولیٰ ابو حذیفہ یا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہوتے تو ان کے متعلق کہہ سکتا تھا۔

تاریخ شہادت اور تدفین:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ شنبہ کو زخمی ہوئے یک شنبہ کے روز محرم کے چاند رات کو دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ بعض کہتے ہیں

Marfat.com

کہ اکسٹھ سال کی تھی۔ بعض نے ساٹھ ہی کہا اور اس کو واقدی نے ترجیح دی ہے۔ بعض قول انسٹھ اور چوون اور پچپن بھی آیا ہے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تہذیب مزنی میں لکھا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا

"کفی بالموت واعظاً"

ترجمہ: موت آدمی کیلئے کافی وعظ ہے۔

طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسلام کمزور پڑ گیا۔

عبدالرحمٰن بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت موجود تھا، اس دن سورج گرہن ہوا تھا۔

اولیات فاروقی:

عسکری کہتے ہیں کہ آپ نے سب سے پہلے سنہ ہجری جاری فرمایا۔ آپ نے ہی بیت المال کی بنیاد ڈالی، آپ ہی نے تراویح کی سنت شروع کی۔ آپ ہی نے رات کو گشت خود کیا، ہجو پر سزائیں دیں، شراب پینے پر اسی درے مقرر فرمائے، متعہ کو حرام کیا۔ امہات الاولاد ﴿جن باندیوں سے اولاد پیدا ہو جائیں﴾ کی تجارت منع کی، جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا، دفاتر قائم کیے۔ سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحرایلہ کے ذریعہ ملک مصر سے مدینہ شریف میں اناج منگوایا، صدقہ کے روپے کو اسلام میں خرچ کرنے سے روکا۔ علم فرائض میں عول مقرر کیا، گھوڑوں پر زکوٰۃ لی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق "اطال اللہ بقاءک اور ایدک اللہ" فرمایا۔ یہ اولیات عسکری نے

Marfat.com

بیان کی ہیں۔

مگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ آپ نے سب سے پہلے درّہ ایجاد کیا۔ ابن سعد نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا ہے درّہ تمہاری تلواروں سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شہروں میں قاضی آپ نے ہی مقرر کیے۔ سب سے پہلے آپ ہی کوفہ، بصرہ، شام، مصر، موصل میں شہر آباد کیے۔

ابن عساکر نے اسمٰعیل بن زیاد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ایک مسجد سے گزرے تو آپ نے وہاں قندیل روشن دیکھے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن کرے کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آٹے کا گودام قائم کیا تھا، اور اس میں آٹا، ستو، کھجور، منقی وغیرہ رکھوا دی تھیں تا کہ مسافر وغیرہ وہاں سے لے لیں اور مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایسے وسائل بہم پہنچا دیئے تھے کہ جس سے مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہے، آپ نے مسجد نبوی کو شہید کرا کر اس کو وسیع کرایا اور اس میں کنکریوں کا فرش کرایا، آپ نے یہودیوں کو حجاز سے شام کی طرف بھیج دیا اور نجران کے یہودیوں کو کوفہ منتقل کر دیا۔ آپ ہی نے "مقام ابراہیم" کو اس جگہ قائم کیا جہاں اب موجود ہے، ورنہ پہلے وہ کعبہ شریف سے ملا ہوا تھا۔

لقب امیر المومنین کی ابتداء

عسکری نے "اوائل" میں طبرانی نے "کبیر" میں اور حاکم نے "ابن

Marfat.com

شہاب'' کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حشمہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ازطرف خلیفہ رسول اللہ لکھا جاتا تھا، پھر شروع خلافت حضرت عمر نے ازطرف خلیفہ ابوبکر لکھا جانے لگا، پھر کیا وجہ ہوئی اور وہ کون شخص تھا جس نے سب سے اول از امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے جو مہاجرات میں سے ایک خاتون ہیں، اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ازطرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حاکم عراق کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لائق اور ہوشیار آدمیوں کو بھیج دو، تاکہ ہم ان سے عراق اور اہل عراق کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ حاکم عراق نے آپ کے پاس لبید بن ربیعہ اور حضرت عدی بن حاتم کو بھیج دیا، جس وقت یہ دونوں مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد میں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے یہ کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں ہمیں باریاب کرا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تم نے ان کو بہت اچھا لقب دیا۔ یہ کہہ کر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اسلام علیک یا امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا اور کہا کہ واقعی آپ امیر ہیں اور ہم مومنین۔ پس اس روز سے یہ کاغذات سرکاری میں بھی لکھا جائے گا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نام حضرت عدی ابن حاتم، لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا جب وہ عراق سے آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب حضرت مغیرہ بن شعبہ نے رکھا تھا اور یہ بھی

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں، اسی روز سے آپ امیر المومنین مشہور ہو گئے اور اس سے پہلے آپ خلیفہ رسول اللہ لکھے جاتے تھے، وہ بوجہ طوالت کے چھوڑا گیا۔

ابن عساکر نے معاویہ بن قرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جاتے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ جاہلیت آیا تو لوگوں نے خلیفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ارادہ کیا مگر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ لوگوں نے آپ کو امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا۔

تاریخ اسلام لکھنے کی ابتداء

امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں حضرت سعید ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اڑھائی سال کے بعد تاریخ لکھوانا شروع کی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۱۶ ہجری میں بنیاد ڈالی۔

سلفی نے طیوریات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھوانے کا ارادہ کیا۔ ایک مہینہ آپ نے اس کے متعلق استخارہ کیا پھر پختہ ارادے کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی کتابیں لکھیں تھیں، لوگ ان کی طرف جھک پڑے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ ﴿اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا﴾۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا

ابن سعد نے شداد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپ نے یہی دعا کی۔

Marfat.com

''مولیٰ کریم! میں سخت ہوں، مجھے نرم کر فرما دے۔ اے پروردگار! میں ضعیف ہوں، مجھے قوی کر دے، میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے''۔

ابن سعد اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اللہ کے مال کا ذمہ دار ہوں میں مفلس ہوں اگر میرے پاس ہوگا تو اس سے بچوں گا اور محتاج ہوں گا تو قرض لوں گا اور جب میرے پاس مال آئے تو ادا کر دوں۔

ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب احتیاج ہوتی تو داروغہ بیت المال سے قرض لے لیتے تھے۔ بعض دفعہ داروغہ بیت المال آپ پر تقاضا کرتا اور آپ تنگدستی کی وجہ سے ادا نہ کر سکتے تھے تو داروغہ لپٹ جاتا تھا اور آپ حیلہ حوالہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کے پاس مال آجاتا تھا تب ادا کر دیا کرتے تھے۔

ابن سعد حضرت براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ کو کچھ شکایت تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اس کیلئے شہد بہت عمدہ چیز ہے اور شہد کا ایک کپا بھرا ہوا بیت المال میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت دو گے تو لے لوں گا ورنہ مجھ پر حرام ہے چنانچہ لوگوں نے آپ کو اجازت دیدی۔

حضرت سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم کو جو اس کی پشت پر تھا دھوتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے اس کی پرسش نہ ہو۔

مخلوق کی خبر گیری

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز

Marfat.com

سے روکنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے گھر پر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کی میں ممانعت کروں گا اور وہ پھر بھی کی جائے تو اس کو دوگنی سزا دوں گا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے، اور یہ آپ کا اکثر معمول تھا۔ ایک رات آپ نے ایک عورت کو دیکھا کہ دروازہ بند کیے ہوئے اشعار پڑھ رہی ہے۔

ترجمہ اشعار ''یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چل رہے ہیں، مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ میں لیٹوں اور کھیلوں۔ واللہ! اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو البتہ اس چارپائی کی پولیں ہلتی ہوتیں لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈراتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا۔ مجھے خوف اور شرم منع کرتی ہے اور میرا خاوند ایسا بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونے کا کوئی قصد نہ کرے''۔

آپ نے فوراً دوسرے ہی روز غزوات میں اپنے حاکموں کو لکھ بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہنے پائے۔ ﴿یعنی چار ماہ بعد اس کو گھر جانے کی اجازت دی جائے﴾۔

خلیفہ اور بادشاہ میں فرق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں، یا خلیفہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے ایک درہم بھی وصول کر کے بے جا خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ آپ خلیفہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے نصیحت پکڑی۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

سفیان بن ابی العرجاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ واللہ! میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں اگر میں بادشاہ ہوں

Marfat.com

تو بہت بڑا بوجھ ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ امیر المومنین! خلیفہ اور بادشاہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا خلیفہ وہ ہے کہ نہ کسی سے بلاوجہ وصول کرے اور نہ بلاوجہ کسی کو دے اور الحمد اللہ! آپ ایسے ہی ہیں اور بادشاہ وہ ہے کہ جو ظلم سے وصول کرے جس سے چاہے لے لے جسے چاہے دیدے۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

خاص علامت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتفاق سے آپ کی ران کھل گئی، اہل نجران یعنی یہود نے آپ کی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ دیکھ کر کہا کہ یہ ہماری کتابوں میں لکھا کہ یہ شخص ہم کو ہمارے ملکوں سے نکال دے گا۔

سعد بن جاریہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں دیکھا کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اس میں جانے سے منع کریں گے، جب آپ کا انتقال ہو جائے گا تو قیامت تک لوگ اس میں گرتے ہی رہیں گے۔

ابو معاشر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اسلاف سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر خلافت جب تک اصلاح پذیر نہیں ہوتا حتی کہ اتنی شدت کی جائے کہ جس میں ظلم نہ ہو، اور نہ اتنی نرمی کی جائے جس میں سستی شامل ہو۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حاکموں کو لکھا کہ کسی کو سرحد میں اس طرح کوڑے نہ لگائے جائیں کہ اس کو پھر شیطان بہکا کہ حلقہ کفار میں داخل کر دے۔

Marfat.com

قیصر روم کا خط

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے ایلچی جو آپ کے پاس گئے تھے انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ کے پاس ایک درخت ہے کہ وہ کسی دوسرے درخت سے پیدا نہیں ہوا اس کی صورت گدھے کے کان کے مشابہ ہے جس وقت وہ پھٹتا ہے تو اس میں سے موتی کے سے دانے نکل پڑتے ہیں پھر وہ سبز ہوتا ہے تو زمرد سبز بن جاتا ہے۔ پھر سرخ ہوتا ہے تو یاقوت سرخ ہو جاتا ہے اور اگر پختگی پر پہنچتا ہے تو پک کر عمدہ فالودہ ہو جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے تو مقیم کی غذا اور مسافر کی زادراہ کا کام دیتا ہے اگر میرا قاصد سچ بولتا ہے تو میرے نزدیک یہ جنت کا ایک درخت ہے۔

خط کا جواب

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ خط عبداللہ ﴿یعنی اللہ کے بندے﴾ عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر ملک روم کی طرف ہے۔ تمہارے قاصد نے سچ کہا وہ درخت ہمارے یہاں موجود ہے یہ وہی درخت ہے کہ جس کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کیلئے پیدا کیا تھا تجھے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود نہ بنائے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا۔

عمال کے اثاثوں کی فہرست

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے

Marfat.com

ماتحت حاکموں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مال کی ایک ایک فہرست بھیج دیں انہیں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب انہوں نے فہرستیں بھیج دیں تو ان کو دو حصے کر کے ایک حصہ بیت المال میں جمع کر دیا اور ایک حصہ انہیں کیلئے چھوڑ دیا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حاکم مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف لکھتے ہیں کہ آپ نے مدتوں بیت المال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا حتی کہ آپ تنگدستی غالب آ گئی آپ نے صحابہ کرام سے اس کے متعلق مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں تو اس کام میں منہمک ہوں اپنے خرچہ کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح و شام کا کھانا آپ بیت المال س لیے لیا کریں اسی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے اس میں آپ کے سولہ دینار خرچ ہوئے آپ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ ہم نے بہت زیادہ خرچ کر دیا۔

عبدالرزاق اپنے مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو شب بھر نماز پڑھتا رہتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر تو قابل تعریف ہے کعب بن سوار نے کہا کہ یہ تعریف کرنا نہیں چاہتی بلکہ شکایت کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں انہوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شوہر پر عورت کا بھی کچھ حق روجیت ادا نہیں کرتا آپ نے فرمایا اچھا اب میں سمجھ گیا۔ ان میں انصاف کرنا چاہیے انہوں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے چار عورتوں تک

Marfat.com

حلال رکھی ہیں اس حساب سے چوتھا دن اور چوتھی رات عورت کے لیے مخصوص ہونی چاہیے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے میرے سچے دوست نے خبر دی ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی۔ ﴿وہی اشعار جن کا ترجمہ ہم پہلے کر چکے ہیں﴾۔

آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے بُرے کام کا تو ارادہ نہیں کر لیا اس نے کہا کہ معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے دل پر قابو رکھ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا اور اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آ پڑی ہے تم اسے حل کر دو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک سخت ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کر لیا اور شرما کے چپ ہو گئیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتا۔ حضرت حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے چار ماہ۔ آپ نے حکم دیا کہ چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں کسی کو لشکر کو نہ روکا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی بیویوں کے طعنہ طنز کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا شکایت کرتے ہو؟ میں خود اس میں مبتلا ہوں حتیٰ کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی جوان عورتوں کی دیدہ بازی کے لیے جاتے ہو کام کاج کچھ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ

Marfat.com

نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے یہاں حضرت سارہ کی بد خلقی کی شکایت کی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب ملا تھا کہ عورتیں بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جہاں تک ہو سکے حتی الامکان ان کو نباہنا چاہیے تاوقتیکہ ان کے دین میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

بیٹے کو سزا

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے بالوں میں کنگھا کیے ہوئے اور ایک اچھی پوشاک پہنے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے اتنے کوڑے مارے کہ وہ رونے لگے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا۔ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ اس میں تکبر آ گیا ہے لہٰذا میں نے اس تکبر کو توڑ دیا۔

معمر، لیث بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کسی کا نام حکم یا ابوالحکم مت رکھو کیونکہ حکم خود اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کسی راستہ کا نام سکہ مت رکھو۔

عاجزی وانکساری اور خوف

ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش میں اپنے گھر والوں کا دنبہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا جاتا کہ لوگ مجھے دیکھنے کیلئے آتے پھر ان کے دوست مہمان ہوتے تو مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کر لیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔ ﴿بیہقی شعب الایمان﴾

Marfat.com

اہل بیت سے محبت

ابن عساکر نے ابوالبختری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے ابا کے منبر کے اوپر سے نیچے اتریئے۔ آپ نے فرمایا بیشک منبر تمہارے ہی ابا کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھلایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور آپ نے کہا واللہ! میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا او بے وفا تجھے خوب ہی ماروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ سچ بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے۔ ﴿اس روایت کے اسناد صحیح ہیں﴾

خطیب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وسعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان بن عفان ﴿رضی اللہ عنہم﴾ میں کسی مسئلہ کے متعلق اس قدر جھگڑا ہوا کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب ان دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی مگر جب دونوں حضرات رخصت ہوئے تو معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ سب سے اول خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا وہ یہ تھا حمد وصلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیے کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا ہوگیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا ہوگئے ہو۔ میں نے اپنے دوستوں کے بعد خلیفہ مقرر ہوا ہوں جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ہم خود ان کے پاس ہیں اور جو لوگ غائب ہیں ان پر ہم اہل قوت و امانت کو مقرر کریں گے جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے اور جو بدی کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے۔

Marfat.com

دفاتر کا قیام اور مشاورت

جبیر بن حویرث سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دفتر قائم کرنے کے لیے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہر سال جو کچھ آپ کے پاس مال جمع ہو اس کو تقسیم کردیا کریں اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مال اس قدر زیادہ ہے کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کسے پہنچا اور کون رہ گیا لہٰذا خوف ہے کہ کہیں گڑبڑ نہ ہوجائے۔

ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین میں ملک شام میں گیا ہوں اور وہاں بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفاتر قائم کرر کھے ہیں اور فوجوں کو بھی خوب جمع کر رکھا ہے۔ یہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور عقیل بن ابو طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم جو قریش نسب نامہ خوب جانتے تھے بلا کر فرمایا تم لوگوں کے نام علی قدر مراتب لکھ کر لاؤ۔ چنانچہ وہ اس طرح لکھ لائے کہ بنی ہاشم سے لکھنا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو لکھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو آپ نے فرمایا اس طرح لکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے شروع کرو۔ پھر جو ان کے قریب ہیں ان کو لکھو علیٰ ہذا القیاس۔ حتیٰ کہ میرا نام آخر میں لکھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دفاتر ۲۰ ھ میں قائم کیے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو تنخواہیں اور عطیات تقسیم کردو انہوں نے لکھا کہ یہ مال غنیمت ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے انہیں پر تقسیم کردو یہ عمر یا اس کی اولاد

Marfat.com

کا نہیں ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوہ عرفہ میں کھڑے تھے ایک شخص کو چیختے ہوئے سنا وہ کہتا ہے یا خلیفہ یا خلیفہ کسی دوسرے شخص نے سن کر کہا تجھے کیا ہوا اللہ تیرے حلق کو بند کرے تو میں نے آگے بڑھ کر پوچھا کون ہے اس کو کیوں ل ڈانٹتا ہے پھر صبح کو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے پاس کنکریاں مار رہا تھا کہ ایک کنکری دور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر لگی جس سے کچھ رگڑ سی آگئی میں اس طرف کو بڑھا تو پہاڑ کی طرف سے آواز آئی کیا تو جانتا بھی ہے قسم ہے رب کعبہ کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آیندہ سال سے اس مقام پر قیامت تک کھڑے نہ ہونگے۔ مجھے یہ سخت ناگوار گزرا۔ اور یہ وہی شخص تھا جو کل شام چیخ رہا تھا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

جنات کا شان عمر میں قصیدہ پڑھنا

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آخری حج امہات المومنین کے ساتھ کیا تو عرفات سے واپسی میں ہم جس وقت محصب میں پہنچے تو میں نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی شخص اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا دوسرے سے دریافت کرتا ہو کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں دوسرے آدمی کو جواب دیتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے امیر المومنین یہیں تھے پھر ایسا معلوم ہوا کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔

ترجمہ شعر: تیرے اور اوپر سلام ہو اے امام، برکت دے اللہ تعالیٰ اس چمڑے میں جو پارہ پارہ ہوگا۔

نہ پڑھنے والا جہاں سے چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون تھا مگر ہم نے آپس میں کہا کہ یہ جن ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو شہید

Marfat.com

کر دیئے گئے۔

خلافت اہل بدر و اُحد کا حق ہے

عبدالرحمٰن بن ابزٰی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خلافت سب سے پہلے بدر والے مسلمانوں کا حق ہے جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے پھر احد والے اسی طرح درجہ بدرجہ۔ مگر مکہ میں مسلمان ہونے والوں اور ان لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے جو فتح مکہ میں آزاد کیے گئے تھے۔

اولاد کو خلیفہ بنانے سے انکار

امام نخعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کیا آپ عبداللہ ابن عمر کو خلیفہ نہ بنائیں گے آپ نے فرمایا خدا تجھے غارت کرے واللہ میں نے کبھی خدا سے استدعا نہیں کی کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ بنا دوں جس میں ابھی اپنی بیوی کو احسن طریقے پر طلاق دینے کی قابلیت بھی نہ ہو۔

ایک بادشاہ کے ملتے جلتے فضائل

شداد ابن اوس، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گزرا ہے حضرت عمر سے اس کے خصائل بہت ملتے جلتے تھے جب کبھی ہم اس کا ذکر کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرور یاد آجاتے تھے اور جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تھا تو خواہ مخواہ وہ اسرائیلی بادشاہ یاد آجاتا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے، اس کے زمانہ بادشاہت میں ایک پیغمبر تھے ان کو ایک مرتبہ وحی ہوئی کہ تم اس بادشاہ سے کہہ دو کہ تیری عمر کے تین دن باقی ہیں ولی عہد بنا دے اور اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کر دے۔ جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے زمین پر سجدہ میں گر کر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ مولیٰ کریم! مجھے اتنی مہلت دیدیجئے

Marfat.com

کہ میرا لڑکا جوان ہو جائے تو بہتر جانتا ہے کہ میں نے تیرے حکم کی کہاں تک تعمیل کی ہے اور اپنی رعایا سے حتی الامکان کتنا عدل کیا ہے اور جب کبھی اختلاف واقع ہوا تو تیرے حکم کے خلاف ہرگز نہیں چلا اسی طرح کچھ اور باتیں بیان کیں۔ اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس پھر وحی آئی کہ اس نے ہم سے ایسی ایسی دعا کی ہے اور اس نے دعا میں جو کچھ واسطہ دیکر کہا ہے سچ کہا ہے ہم اس کی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کرتے ہیں تا کہ اس مدت میں اس کا لڑکا جوان ہو جائے اور پرورش پائے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا اور آپ زخمی ہو گئے تو کعب احبار نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ابھی اور باقی رکھے گا۔ جس وقت اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے دعا کی مولیٰ کریم! مجھے بغیر عاجز کیے اور بغیر ملامت کے اٹھا لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر جنوں نے نوحہ کیا

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ آپ کی موت پر جنوں نے بھی نوحہ کیا تھا۔ چنانچہ حاکم حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیئے گئے۔

ترجمہ اشعار ''جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ رولے۔ کیونکہ زمانہ عنقریب ہوگا کہ بہت لوگ گریں گے حالانکہ زمانہ رسالت دور نہیں ہے۔ دنیا ہی الٹ گئی اور اس میں سب سے اچھا آدمی چل بسا وہ شخص رنجیدہ ہوگا جو وعدوں پر یقین کیے ہوئے بیٹھا تھا۔

Marfat.com

کفن دفن کے متعلق وصیت

ابن ابی الدنیا، یحیٰی بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادے کو وصیت کی کہ میرے کفن میں بیجا صرف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہوں تو وہ اور اس سے بہتر بدلہ دے گا اور اگر بہتر نہیں ہوں تو یہ بھی چھن جائے گا لہٰذا اس چھن جانے میں جلدی ہی کیوں نہ کی جائے میری قبر بھی لمبی چوڑی نہ کھدوانا اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مستحق ہوں تو وہ خود حد نگاہ تک وسیع کر دے گا ورنہ وسیع بھی اسقدر تنگ کی جائے گی کہ میری تمام پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے اور جو صفات مجھ میں نہ ہوں ان کے ساتھ مجھے یاد نہ کیا جائے کیونکہ خدائے عالم الغیب مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ جب جنازہ تیار ہو کر گھر سے نکلے تو چلنے میں جلدی کرنا۔ کیونکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوں تو اس تک پہنچانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرنی چاہیے اور اگر بُرا ہوں تو تم ایک برے آدمی کا بوجھ اپنے کندوں سے جلدی اتار پھینکو۔

ابن عساکر، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولیٰ کریم مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دکھلا دے چنانچہ میں نے آپ کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کا پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے امیر المومنین! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے حساب دیکر ابھی فراغت پائی ہے اگر اللہ تعالیٰ روف و رحیم نہ ہوتا تو قریب تھا کہ عمر بے عزت ہو جاتا۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ آپ نے فرمایا میں تم سے کب جدا ہوا تھا انہوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا میں حساب دیکر اب فارغ ہوا ہوں۔

ابن سعد، سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سنا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھنے کی دعا کی چنانچہ اس نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کر رہے ہیں اس نے کہا یا امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا میں حساب دیکر ابھی فارغ ہوا ہوں اگر رحمت الٰہی میرا ساتھ نہ دیتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

Marfat.com

عمر مرادِ رسول

عمر جری و عمر جرأت و عمر جانباز
عمر قوی و عمر قوت و عمر ممتاز

عمر حدیثِ شجاعت ، حکایتِ شمشیر
عمر فسانۂ غزوات ، قصۂ توقیر

عمر وقارِ قیادت ، عمر شکوہِ جہاد
عمر مجاہدِ بے باک و بندۂ آزاد

عمر رفیع و عظیم و عمر عروج و فراز
عمر بلند عزائم ، عمر فلک پرواز

عمر میان سے نکلی ہوئی نئی تلوار
عمر کی ذات سراپا اشداء علی الکفار

عمر کا نام شکوہ و جلال کا مظہر
عمر کی شان سزاوار عظمت منبر

عمر کے نام سے طاغوت لرزہ بر اندام
عمر کی سطوت و ہیبت سے سرنگوں اصنام

عمر بشارتِ شوکت ، عمر نوید ظفر
عمر کے پاؤں تلے تخت کسریٰ و قیصر

عمر قبول ، عمر قابل و عمر مقبول
عمر دعائے پیمبر ، عمر مرادِ رسول

عمر ضیائے حقیقت ، عمر رسول صفات
عمر اذانِ محبت ، عمر نشان حیات

عمر ادائے سلیمان ، عمر عصائے کلیم
عمر نوائے مسیح و ندائے ابراہیم!

عمر سیادتِ اعلیٰ امامتِ کبریٰ
عمر صداقت اولیٰ ، شہادت عظمیٰ!

عمر ہے خاصۂ خاصانِ مومنین کرام
عمر خلیفہ برحق ، عمر امید و امام

عمر مشیر پیمبر ، عمر سفیرِ نبی
عمر رفیق غنی ہے ، عمر شفیق علی

عمر کے نام پہ لاکھوں شہادتیں قربان
عمر کی ذات پہ صدہا ولائتیں قربان

Marfat.com

شہادت دے رہی ہیں آج تک آیاتِ قرآنی

سلام اے فخر و محبوب پیمبر شانِ رحمانی
سلام اے صہر احمد آشنائے رمزِ سبحانی
نبی نے اپنا دست خاص تیرا ہاتھ فرمایا
تری عظمت کے جلووں کی فراواں ہے درخشانی
کیا بیر معونہ وقف تُو نے ساری امت پر
یہ تھی اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانی
خطاب خاص ذی النورین کا بخشا گیا تجھ کو
کہ تیری زینت دامن تھیں دو درہائے نورانی
سخاوت بھی ہوئی مشہور تیری ساری دنیا میں
بفضل حق ہوئی جب تیری دولت میں فراوانی
ہوئی جب فوج اعداء حملہ آور تیرے مسکن پر
دکھائی اس گھڑی حسنین نے شانِ نگہبانی
پیا جام شہادت تُو نے کس انداز سے آقا
شہادت دے رہی ہیں آج تک آیاتِ قرآنی
ثنائے حضرت عثمان کر لے آج اے انور
کہ مشہور میں ترے کام آئے گی یہ منقبت خوانی

(حافظ نور محمد انور)

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام ونسب

عثمان بن عفان ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی الاموی۔ حضرت عثمان کی کنیت ابو عمر تھی بعض کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ، اور ابو یعلی تھی۔

والادت:

آپ سال فیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے۔ آپ ان لوگوں میں ہیں، جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی، آپ نے دو ہجرتیں کیں، ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ منورہ طرف۔

شادی

آپ کا نکاح قبل از نبوت حضرت رقیہ صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا، جنہوں نے غزوۂ بدر کے دنوں میں انتقال کیا اور تیمار داری کی وجہ سے آپ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے، کیونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی تھی، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حصہ عطا فرمایا تھا اور اجر دیا تھا، لہٰذا آپ اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں، جس وقت قاصد جنگ بدر کی فتح کی خبر لایا تھا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے

Marfat.com

فوراً بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کردیا تھا جن کا انتقال نو (۹) ہجری میں ہوا۔

خاص فضیلت

علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ذوالنورین ہے۔ آپ سابقین اولین اور اوّل مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان چھ لوگوں میں بھی آپ کا شمار ہے کہ جن سے حضور نبی کریم ﷺ وفات شریف کے وقت تک خوش تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہے، بلکہ ابن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مامون رشید کے کسی نے قرآن پاک کو حفظ نہیں کیا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ غزوہ ذات الرقاع اور عطفان میں تشریف لے گئے تھے تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ہی مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔

مروی احادیث

آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ایک سو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں، اور آپ سے حضرت زید بن خالد جہنی، حضرت ابن زبیر، حضرت سائب بن یزید، حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ثابت، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابو امامہ باہلی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہت سے تابعین نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ میں نے کسی شخص کو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ احادیث کو نہایت پورا بیان کرتا ہو۔ آپ احادیث کے بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

ذوالنورین لقب کی وجہ

بیہقی نے اپنے سنن میں عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نامی ذوالنورین کیوں تھا؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں، اسی لیے آپ کا نام ذوالنورین ہے۔ ﴿یعنی دونور والا﴾

ابونعیم حسن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام اسی لیے ذوالنورین رکھا گیا کہ سوائے آپ کے کسی کے نکاح میں نبی کی بیٹیاں نہیں آئیں۔

خثیمہ، فضائل الصحابہ، میں اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایسا شخص ہے کہ فرشتوں میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے اور اس کے نکاح میں حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔۔

ایک اور سہل بن سعد کی ضعیف روایت میں ہے کہ آپ کو "ذوالنورین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل

Marfat.com

ہوں گے، تو دو مرتبہ آپ تجلی نور ہو گی۔

روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت اور عمر تھی اور اسلام میں جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ آپ کے صاحبزادے پیدا ہوئے، تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی۔

قرابت نبوی ﷺ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس تھا اور آپ کی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی کا نام ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں، اس رشتہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لائے۔

حلیہ اور حسن و جمال

ابن عساکر چند طرق سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میانہ قد خوبصورت شخص تھے۔ رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی، جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں،

شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا، پنڈلیاں بھری بھری تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اگے ہوئے تھے، سر کے بال گھنگریالے تھے مگر چند یا کھلی تھی، دانت خوبصورت تھے، سر کے بال کانوں سے نیچے تک آئے ہوئے تھے زرد خضاب کرتے تھے، دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھ رکھا تھا۔

Marfat.com

ابن عساکر، عبداللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔ ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ گوشت کا دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

میں کبھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتا، جب میں پلٹ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اندر گئے تھے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے پوچھا بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی دیکھے تھے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

اسلام قبول کرنے پر تکلیف کا سامنا

محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو آپ کو آپ کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ پکڑ کر لے گئے اور بہت مضبوطی سے باندھ دیا اور کہا کہ تو نے اپنا پرانا آبائی مذہب ترک کر دیا اور ایک نیا دین اختیار کر لیا۔ واللہ! میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تو اسی مذہب پر نہ آجائے۔ آپ نے فرمایا واللہ! میں اس کو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کے چچا نے آپ کا یہ استقلال دیکھ کر فوراً چھوڑ دیا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

بمعہ اہل کے ہجرت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اول جس شخص نے معہ اہل و عیال کے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی ہجرت

Marfat.com

کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عثمان ﴿رضی اللہ عنہ﴾ کے ساتھ ہے۔
حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے مع گھر والوں کے اول اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی ہے۔ ﴿ابو یعلی﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے خاوند تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد ﴿نبی کریم ﷺ﴾ سے بہت مشابہ ہیں۔ ﴿ابن عدی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں عثمان کو اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ جانتا ہوں۔ ﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

فضائل ومناقب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف لاتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سمیٹ لیتے اور فرمایا کہ میں ایسے شخص سے کیوں نہ شرم کروں کہ جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

بیر رومہ خریدنا

ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان جب محصور ہوتے تھے تو آپ نے اوپر جھانک کر ان لوگوں سے جو محاصرہ کیے ہوئے تھے فرمایا میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ جو جیش عسرہ سامان فرہم گا تو اس کو جنت ملے گی تو میں نے لشکر عسرہ کیلئے سامان جنگ فرہم کیا، کیا تم نہیں جانتے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو خریدے گا اس کو جنت ملے گی تو میں نے رومہ کے کنوئیں کو خریدا، اس پر سب صحابہ نے تصدیق کی۔

﴿بخاری﴾

جیش عسرہ میں مالی قربانی

عبدالرحمٰن بن خباب سے روایت ہے کہ میں ایک دان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے ذمہ سو اونٹ مع پالان اور سامان لے لیتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کو ترغیب دی۔ آپ نے پھر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں

Marfat.com

اپنے ذمہ سو اونٹ مع اسباب وغیرہ پیش کرتا ہوں، پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ترغیب پر آپ نے فرمایا میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر سے اترتے ہوئے فرمایا کہ عثمان ﴿رضی اللہ عنہ﴾ کے جرم و گناہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ﴿ترمذی﴾

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت لشکر عسرہ حضور نبی کریم ﷺ نے تیار فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار لا کر حضور نبی کریم ﷺ کے دامن میں ڈال دیئے۔ آپ دیناروں کو لوٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ آج کے بعد عثمان ﴿رضی اللہ عنہ﴾ کا کوئی عمل ان کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ ﴿ترمذی﴾

بیعت رضوان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بیعت الرضوان ہوئی ہے تو حضرت عثمان حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں ایلچی بن کر گئے تھے یہاں لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عثمان ﴿رضی اللہ عنہ﴾ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے کام سے گئے ہوئے ہیں، ان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی بیعت کرتا ہوں، چنانچہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر بیعت کی۔ ﴿ترمذی﴾

فائدہ

آپ اس سے خوب جان سکتے ہیں کہ آپ کا دست مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے باعتبار دیگر صحابہ کے کہیں بہتر تھا اور آپ کی کتنی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

Marfat.com

شہادت کی خبر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی خبر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ بھی مظلوم شہید ہوگا۔ ﴿ترمذی﴾

حضرت مرہ بن کعب سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریبی فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا اڈالے ہوئے گزرا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا، میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ آپ کی طرف متوجہ کر کے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ﴿ترمذی، ابن ماجہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ﴿رضی اللہ عنہ﴾! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص ﴿خلافت﴾ عنایت فرمائے گا جب منافق اسے اتار دینے کی کوشش کریں تو مت اتارنا حتی کہ تو مجھ سے آملے۔ اسی بنا پر آپ نے جس روز گھرے ہوئے تھے یہ فرمایا تھا کہ اس کے متعلق مجھ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا، اس پر میں قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی ہے۔ ایک مرتبہ رومہ کے کنوئیں خریدنے میں اور دوسری مرتبہ لشکر عسرہ تیار کرتے میں۔ ﴿مستدرک حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب میں مجھ سے عادت میں بہت مشابہ عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

حضرت عصمۃ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نکاح کسی سے کردو، اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے اس کا بھی نکاح کر دیتا۔ میں نے ان کے نکاح پہلے بھی وحی کے ذریعے کیے تھے۔ ﴿طبرانی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمارہے تھے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ پاس سے جس وقت عثمان (رضی اللہ عنہ) گزرے تو میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا یہ شہید ہیں، انہیں قوم قتل کر دے گی، مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ ﴿ابن عساکر﴾

فرشتوں کا حیاء کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے اس طرح شرم کرتے ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر آپ کبھی نہانے کا ارادہ کرتے ہیں تو گھر میں کواڑ بند کر کے کپڑے اتارنے میں اس قدر شرماتے ہیں کہ پشت سیدھی نہیں کر سکتے۔ ﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

بیعت خلافت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے تیسرے روز ہوئی۔ کہتے ہیں کہ لوگ ان دنوں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مشورے اور سرگوشیاں کررہے تھے جو شخص عقلمند حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں بات کرتا تھا وہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے دیتا تھا، آخر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیعت کیلئے اُٹھے اور حمد ونعت کے بعد فرمایا کہ تم لوگ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی کی بیعت کیلئے راضی نہیں ہوئے۔ ﴿ابن عساکر﴾

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علی! میں نے تمام آدمیوں کا ارادہ معلوم کرلیا ہے سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ آپ اپنے متعلق کوئی کاروائی نہ کیجئے۔ آپ نے یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ہر دو خلیفہ پر بیعت کرتا ہوں، آپ نے بیعت کی اور آپ کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کرلی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے ایک گھنٹہ پہلے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی کسی مکان میں جس میں یہ جمع ہوں کھڑے ہو جاؤ اندر کسی غیر کو نہ جانے دینا اور تیسرا دن گزرنے سے پہلے وہ کسی خلیفہ کو منتخب کرلیں، تب تک برابر کھڑے رہنا۔ ﴿ابن سعد﴾

امام احمد مسند میں ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیوں بیعت

Marfat.com

کرلی؟ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیوں چھوڑ دیا، ان سے کیوں بیعت نہ کی؟ آپ نے فرمایا اس میں میرا کچھ قصور نہیں، میں نے اول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہا تھا کہ میں آپ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرۃ حضرت ابوبکر، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا، پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی یہی عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا۔

روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلوت میں کہا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو پھر مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا حضرت علی یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کا ارادہ نہیں رکھتے، مگر آپ مشورہ کس کے متعلق دیں گے؟ آپ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ پھر اس کے بعد تمام صحابہ اور خاص خاص لوگوں سے مشورہ کیا گیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پائی گئی۔

ابن سعد، حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آپ نے کہا کہ پسماندگان میں آپ سے اچھا کوئی شخص نہیں۔ ہم آپ کے اتباع میں کوئی نقصان نہ کریں گے۔

Marfat.com

آپ کے زمانہ خلافت کے اہم واقعات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری ملک ''رے'' فتح ہوا۔ یہ علاقہ اگرچہ اس سے پہلے بھی فتح ہو چکا تھا مگر قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے دوبارہ فتح ہوا، اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا اور خوف مرض سے وصیتیں بھی کر دیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے سنۃ الرعاف (نکسیر کا سال) رکھ دیا، اسی سال ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی سال حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے علیحدہ کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ بھیج دیا۔

۲۵ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ ایک صحابی ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوتے تھے بھیج دیا۔ یہ آپ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ولید شرابی شخص تھا، ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اور مقتدیوں سے کہنے لگا کہ کہو تو اور زیادہ پڑھا دوں۔

۲۶ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا اور اسی سال ''سابور'' ہوا۔

۲۷ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاز پر لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا، اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے شامل تھے، آپ کی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں، جن کو وہیں دفن کر دیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس میں حضرت عبادہ کی بیوی بھی ہوں گی اور قبر میں ہی ان کے قبر

Marfat.com

بنے گی۔ اسی سال جرجان اور دار بجرد فتح ہوا، اور اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر سے علیحدہ کر کے ان کی بجائے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے تمام پہاڑی وغیرہ پہاڑی ملک کو اپنے قبضہ میں کیا۔ یہاں مسلمانوں کو مال غنیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقول بعض تین ہزار دینار ہاتھ لگے۔ اس کے بعد اسی سال ''اندلس'' فتح ہوا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ التجا کرتے رہے کہ قبرص پر سمندر کے راستے سے فوج کشی کی جائے۔ زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم سمندر اور اس کی سواری کی مفصل کیفیت لکھو، انہوں نے لکھا کہ میں نے اس سواری کو دیکھا، وہ ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے اگر وہ سواری کھڑی ہو تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور اگر چلتی ہے تو عقلیں بے چین ہو جاتی ہیں، اس میں عمدگی اور خوبیاں کم ہیں اور برائیاں زیادہ ہیں، اس پر بیٹھنے والے ایسے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑا کہ اگر ٹیڑھا ہو جائے تو غرق ہو جائے اور اگر بچ جائے تو چمک اٹھے جس وقت آپ نے اس کی یہ تعریف پڑھی تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ واللہ! میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کروں گا۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ آخر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبرص پر فوج کشی اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

۲۹ ہجری میں اصطخر اور فساء اور ان کے علاوہ دیگر ممالک لڑائی سے فتح ہوئے اور اسی ۲۹ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اس میں منقوش پتھر لگوائے اور ستون بھی پتھر ہی کے رکھے اور اس کی چھت میں ساگوان کی لکڑی لگوائی، اس کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ڈیڑھ سو گز کر دی۔

Marfat.com

۳۰ ہجری میں جور اور اکثر شہر خراسان اور نیشاپور صلح سے فتح ہوئے اور بعض لڑائی سے بھی۔ کہتے ہیں کہ طوس اور سرخس اور ایسے ہی مرو اور بیہق صلح سے فتح ہوئے، جب یہ فتوحات ہوئیں اور مال چاروں طرف سے زیادہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خزانے بنوانے کی ضرورت ہوئی اور آپ نے دل کھول کر لوگوں کو روزینہ تقسیم کیے، حتی کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے (توڑے) ملے جن میں چار چار ہزار وقیہ تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

۳۵ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ ساہ خلافت کی۔ شروع چھ سال میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ محبوب سمجھے گئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ چھ برس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت ہی نرم ہو گئے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو حاکم بنانا شروع کر دیا اور مروان حاکم افریقہ کو اس ملک کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال کا حق تھا) معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بیت المال سے مال دیدیا اور اس میں آپ نے یہ تاویل کی کہ گو حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی یہ جائز تھا مگر انہوں نے نہیں کیا اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں، اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہوگئیں۔ ﴿ابن سعد﴾

اسباب شہادت

ابن عساکر، زہری سے دوسرے طریقے پر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیوں شہید کر دیئے گئے اور لوگوں کی کیا حالت تھی اور آپ کا رویہ کیا

Marfat.com

تھا اور صحابہ نے آپ کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے اور جس نے آپ کو قتل کیا وہ ظالم تھا اور جنہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ معذور تھے۔ میں نے کہا یہ کس طرح ہوسکتا ہے آپ نے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو بعض صحابہ کو ناگوار گزرا تھا کیونکہ آپ اپنے اعزہ اور اقرباء کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ مدت خلافت بارہ سال ہے، شروع ہی سے بنی امیہ میں سے غیر صحابہ کو حاکم بناتے تھے تو وہ اکثر ایسے کام کرتے جن کو صحابہ بہت بُرا کہتے تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو علیحدہ تو نہ کرتے بلکہ کچھ معذرت کر دیتے۔ چھ برس کے بعد اپنے چچا کی اولاد کو ترجیح دی اور انہی کو حاکم بنانا شروع کر دیا اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ترغیب دی۔ عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حکم بنا کر بھیجا وہاں اس کو دو ہی سال گزرے تھے کہ اہل مصر اس کی شکایت کرنے لگے اور اس سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر اور حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے بنو ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو غفار اور ان کے حلیفوں، بنو مخزوم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بدظنی ہو چکی تھی۔ اب اہل مصر نے ابن ابی سرح کی شکایتیں کیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط عبداللہ بن ابی سرح کو لکھا مگر اس نے اس خط کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع کیا تھا انہیں کرنے لگا اور جو اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے کر آئے تھے انہیں اس نے قتل کرا دیا۔ یہ حالت دیکھ کر سات سو آدمی دارالخلافہ میں آئے اور مسجد میں نمازوں کے وقت صحابہ سے ان باتوں کی شکایتیں کیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سختی کے ساتھ گفتگو کی۔ ادھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی، آپ نے کہلا بھیجا کہ اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ایسے شخص کے متعلق جس پر

Marfat.com

قتل کا الزام ہے علیحدگی کے متعلق کہتے ہیں مگر آپ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اس کے علیحدہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اس کو سزا دیں، تھوڑی دیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ نے بھی کہا کہ یہ لوگ ایک حاکم کی علیحدگی اور وہ بھی قتل کے عوض میں چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر نہیں کر دیتے اور اس معاملہ میں انصاف کیوں نہیں برتتے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ اپنے لیے خود ہی تجویز کرلیں میں عبداللہ بن ابی سرح کو علیحدہ کر کے اس کا تقرر کردوں گا۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا اور یہ کہا کہ آپ انہیں حاکم بنا دیجئے۔ آپ نے ان کی تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کی علیحدگی کا حکم لکھ دیا۔ یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار بھی تشریف لے گئے تا کہ اہل مصر اور عبداللہ بن ابی سرح کی کیفیت بچشم خود ملاحظہ کریں۔

یہ تمام قافلہ محمد بن ابوبکر کے ہمراہ تیسری ہی منزل میں تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام جو اپنی سانڈنی کو اڑائے ہوئے تیزی کے ساتھ لیے جارہا تھا ملا اور اس کی چال اور ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ یا تو کسی کا قاصد ہے اور یا بھاگا ہوا ہے۔ صحابہ کرام نے اس کو پکڑلیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ کیا مطلب ہے تجھے کسی کی تلاش ہے یا کسی سے بھاگا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور حاکم مصر کے پاس جارہا ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص نے محمد بن ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حاکم مصر یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں اور یہ کہہ کر چل دیا۔ محمد بن ابوبکر نے دو شخص اس کے پکڑنے کیلئے بھیجے جب وہ پکڑ کر لائے تو محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا تو کون ہے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ کبھی اپنے آپ کو امیر المومنین کا غلام کہتا تھا اور کبھی مروان کا غلام بتلاتا تھا۔ آخر ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیر المومنین کا غلام ہے۔

Marfat.com

محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا کہ امیر المومنین نے تجھے کس کے پاس اور کس غرض سے بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ حاکم مصر کے پاس ایک خط دے کر بھیجا ہے۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس خط ہے، اس نے کہا کہ نہیں۔ آخر اس کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ اس کے پاس ایک سوکھا منکیزہ تھا جب اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسے حرکت دی کہ وہ چیز نکل پڑے مگر جب نہ نکلی تو اس کو چیر دیا اس میں ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام کا نکلا۔ محمد بن ابوبکر نے تمام ہمراہیوں کو جمع کر کے اس کی مہر توڑی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جس وقت تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں اشخاص آئیں تو، تو کسی حیلہ سے انہیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لے کر آئے تھے، ان کو قید کر لینا اور تا حکم ثانی اپنے عہدہ پر قائم رہنا۔ اس کو پڑھ کر تمام آدمی دنگ رہ گئے اور مدینہ منورہ میں لوٹنے کا مصمم ارادہ کر کے اس خط پر مہریں لگا دیں اور مدینہ منورہ کو چل دیئے۔

یہ لوگ مدینہ شریف آئے اور انہوں نے یہاں آ کر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت سعد اور دیگر صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو جمع کیا اور ملا خطہ کرا کر تمام قصہ بیان کیا اس پر سب کو سخت غصہ آیا اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ذر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے حالات یاد کر کے یہ غصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ ہر شخص کو غصہ تھا اور آخر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ادھر محمد بن ابوبکر کی ہمدردی کو بنی تمیم کا قبیلہ آ چڑھا۔ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عمار رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور آپ وہ خط اور غلام اور اونٹ لے کر تشریف لائے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ غلام آپ کا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی سامنے کر کے کہا کہ یہ اونٹنی آپ کی ہے آپ نے فرمایا میری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے آپ نے فرمایا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا نہ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سخت تعجب ہے غلام آپ کا اونٹنی آپ کی خط پر مہر بھی آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں آپ نے پھر قسم کھائی کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ میں نے اس غلام کو دیکر مصر کی طرف بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں نے پہچانا کہ یہ مروان کا خط ہے۔

مروان کو ہمارے حوالے کرو لوگوں کا مطالبہ

اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس معاملہ میں شک ہوا۔ مروان چونکہ آپ کے مکان میں تھا لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے آئے اکثر نے تو یہ کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر بعض نے یہ کہا کہ اس شک سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بری بھی نہیں ہو سکتے حتی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالے نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور نہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں علیحدہ کر دیں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھ دیا تھا تو ہم مروان کو اس کی سزا دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار اور گھر کا محاصرہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مروان کے متعلق یہ شبہ ہو گیا کے اسے قتل کر دیں گے۔ اس لیے آپ نے اس کے دینے سے انکار کر دیا اس پر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا حتی کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر

Marfat.com

سے جھانک کر کر فرمایا کیا تم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں نے کہا وہ بھی نہیں ہے آپ خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر فرمایا تم میں کوئی شخص ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلادیں یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ آپ نے تین مشکیز سے فوراً پانی کے آپ کے یہاں بھیج دیئے یہ پانی بھی آپ کو اتنی مشکل سے پہنچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام زخمی ہو گئے۔

حسنین کریمین اور فرزندان طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کا حفاظت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اگر مروان سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خبر سن کر آپ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر ننگی تلواریں لیے کھڑے رہو کوئی شخص اندر نہ داخل ہونے پائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا اور کہہ دیا کہ کوئی شخص اندر داخل ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہ جاسکے یہ تمام برابر حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دینا۔

محمد بن ابوبکر کا اندر داخل ہونا اور ایک بلوائی کا قتل کرنا

یہ دیکھ کر محمد بن ابوبکر نے تیر چلانے شروع کر دیئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو آپ کے دروازہ پر کھڑے تھے ان کو جالگا اور آپ کا خون بہنے لگا ایک تیر مروان تک جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا پہنچا محمد بن طلحہ کے آکر لگا قنبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کا سر زخمی ہو گیا محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہو کہ کہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ وحضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خون آلودہ دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے یہ سوچ کر دو آدمیوں کا

Marfat.com

ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر بنو ہاشم آگئے اور انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بھول جائیں گے اور الٹے ہمارے ذمہ پڑ جائیں گے اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں مل جائے گا اس لیے یہ ترکیب ہے کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر میں کود کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں کود پڑیں اور ان کو قتل کر دیں کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی یہ مشورہ کر کے محمد بن ابوبکر مع اپنے دونوں ساتھیوں کے ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی کیونکہ آپ کے مکان میں جتنے اشخاص تھے وہ تمام مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معہ اپنی حرم محترمہ کے نیچے کے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ پہلے میں مکان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس میں جاتا ہوں جب میں ان پر قبضہ کرلوں تو تم ایک دم حملہ کر کے قتل کر دینا چنانچہ محمد بن ابوبکر نے اندر جا کر آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی آپ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا یہ سن کر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آگئے اور آپ کی طرف جھپٹے اور قتل کر کے جس راستہ سے آئے تھے اسی سے بھاگ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برہمی

آپ کی حرم محترمہ چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور وغوغا بہت ہو رہا تھا آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی آخر آپ مکان کی چھت پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین شہید ہوگئے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذبح کیے ہوئے پڑے تھے۔ یہ خبر حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ کو پہنچی، اس وحشت ناک خبر کو سن کر لوگوں کے ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگتے دوڑتے یہاں پہنچے تو آپ کو فی الواقع مقتول پایا اور سب نے "انا اللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے

Marfat.com

صاجزادوں سے پوچھا کہ جب تم دروازے پر موجود تھے تو پھر امیر المومنین کس طرح قتل ہوگئے یہ کہہ کر آپ نے ایک طمانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مارا اور ایک مکا امام حسین رضی اللہ عنہ کی چھاتی پر دیا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی بہت برا بھلا کہا اور غصہ میں بھرے ہوئے اپنے گھر پر تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے لوگوں کا اصرار

اتنے میں لوگ دوڑے ہوئے آپ کے گھر پر آئے اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ ہاتھ پھیلائے کیونکہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔آپ نے فرمایا خلیفہ کا انتخاب اہل بدر کر سکتے ہیں۔جس سے اہل بدر راضی ہیں وہی خلیفہ ہے۔چنانچہ تمام اہل بدر آئے اور یہ کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے آپ ہاتھ لائیے تاکہ ہم بیعت کریں چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

مروان کا فرار ہونا اور قتل کی تفتیش

مروان اور اس کے بیٹے پہلے ہی بھاگ چکے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتی ہوں اور البتہ دو آدمی جنہیں میں نہیں پہچانتی اندر داخل ہوئے تھے جن کے ساتھ محمد بن ابوبکر بھی تھے اور محمد بن ابوبکر نے آپ کی ڈاڑھی بھی پکڑ لی تھی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً محمد بن ابوبکر کر دریافت کیا۔محمد بن ابوبکر نے کہا کہ واقعی وہ سچ کہتی ہیں میں اندر گھسا تھا اور قتل کا ارادہ بھی تھا مگر جب انہوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس وقت میں بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں واللہ نہ میں نے ان کو قتل کیا نہ میں نے ان کو پکڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حرم محترم نے فرمایا واقعی یہ سچ

Marfat.com

کہتا ہے لیکن ان دونوں کو اسی نے داخل کیا تھا۔

ابن عساکر، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ﴿زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ﴾ کے غلام کنانہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور جس کا نام حمار تھا نے قتل کیا تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے گفتگو

امام احمد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھیرے گئے تو میں ﴿مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے عرض کیا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ پر یہ افتاد پڑی ہے میں آپ کو تین رائیں دیتا ہوں ان میں سے جسے آپ چاہیں قبول کر لیجئے۔ ﴿۱﴾ یہ کہ آپ نکل کر لڑیئے خدا کے فضل سے آپ کے بھی حمایتی بہت ہیں اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل کی طرف ہیں۔

﴿۲﴾ یا آپ کسی دوسری طرف سے نکل کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جایئے اور مکہ پہنچ جایئے وہاں حرم بیت اللہ کی وجہ سے لوگ آپ سے تعرض نہ کریں گے اور وہاں خونریزی پسند نہ کریں گے۔

﴿۳﴾ یہ کہ آپ ملک شام کا ارادہ کریں، وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہ آپکی مدد کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں باہر نکل کر کبھی جنگ نہیں کر سکتا کیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ نہ میں مکہ معظمہ جا سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قریش میں کا کوئی آدمی حرم محترم میں فتنہ و فساد کرائے گا اس پر تمام دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور میں اس وعید کا مورد کبھی نہیں بن سکتا۔ باقی رہا شام میں چلا جانا سو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی ہجرت کی

Marfat.com

جگہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی کو ترک کر دوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

ابن عساکر، ابو ثور الفہی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب کہ آپ محبوس تھے حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔

(۱) میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔

(۲) حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔

(۳) جس وقت ان کا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی سے نکاح کر دیا۔

(۴) میں نے کبھی نہیں گایا۔

(۵) میں نے کبھی بدی کو خواہش نہیں کی۔

(۶) جس وقت سے میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

(۷) میں نے ہر جمعہ کو جب سے مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا اگر کبھی میرے پاس نہیں ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔

(۸) میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

(۹) میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔

(۱۰) میں نے قرآن مجید کو حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہی حفظ کیا۔

تاریخ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۵ھ میں واقع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ کو ہوئی اور شب شنبہ مغرب اور عشا کے درمیان حش کوکب واقع مقام بقیع میں مدفون ہوئے سب سے اول آپ

Marfat.com

ہی بقیع میں مدفون ہوئے۔ بعض کے قول کے موافق آپ پروز شنبہ اور بقول بعض دوشنبہ جو بیس ذی الحجہ شہید کیے گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

آپ کی عمر شریف کے متعلق بہت زیادہ اختلاف سے بعض کہتے ہیں کہ بیاسی سال کی عمر تھی اور بعض اکیاسی سال اور بعض چوراسی سال اور بعض چھیاسی سال اور بعض اسی سال اور بعض نواسی سال اور بعض نوے سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ ہی نے ان کو دفن کیا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کی آپ کو وصیت فرمائی تھی۔

تلوار خداوندی

ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے خدا کی تلوار میان میں رہی اور آپ شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی کہ قیامت تک کھلی ہی رہے گی۔ ﴿اس روایت میں عمر بن قائد اکیلا راوی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں﴾

قاتلوں کا بُرا انجام

ابن عساکر، یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی تھی ان میں سے اکثر دیوانے (پاگل) ہوگئے تھے۔

پہلا اور آخری فتنہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور سب سے آخری فتنہ ظہور دجال ہوگا واللہ باللہ جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہات پر ایک ذرہ برابر خوش ہوگا تو وہ اگر دجال کا زمانہ پائے گا تو

Marfat.com

اس پر ضرور ایمان لے آئے گا اور اگر دجال کا زمانہ نہیں ملے گا تو اپنی قبر میں اس کا تابعدار ہوگا۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے۔ ﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شہادت کا اظہار

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں موجود نہیں تھے جب آپ کو اس واقعہ بائلہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا مولیٰ کریم! نہ میں اس واقعہ پر راضی ہوا اور نہ میں نے کسی طرح کی مدد دی۔ ﴿ابن عساکر﴾

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مولیٰ کریم تو خوب جانتا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے بالکل علیحدہ ہوں بلکہ جس روز آپ شہید ہوئے تو میری عقل زائل ہوگئی تھی جب لوگ بیعت کے لیے میرے پاس آئے تو میں نے اس کو بُرا سمجھا اور میں نے کہا واللہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم سے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا بیعت لوں اور پھر ایسی صورت میں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی مدفون بھی نہیں کیے گئے ہوں یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے لیکن جب پھر آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کیا تو میں نے کہا مولیٰ کریم! اس سے میں ڈرتا ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پڑی ہے آخر میرا دل قابو میں ہوا اور میں نے بیعت کر لی مگر جب انہوں نے مجھے یا امیر المومنین کہہ کر پکارا تو اس سے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی یا اللہ میری دعا قبول کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جا۔ ﴿حاکم﴾

Marfat.com

ابن عساکر، ابوخلدۃ حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کرایا واللہ نہ میں نے قتل کرایا نہ میں نے مدد دی بلکہ میں نے لوگوں کو منع کیا مگر کسی نے میرے ایک نہ سنی۔

اسلاف کا شہادت پر اظہار

سمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک بہت بڑے مضبوط قلعہ میں تھا مگر قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا اور اہل مدینہ میں خلافت بھی قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسی نکالی کہ پھر قیامت تک مدینہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنگ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مدد کرنی چھوڑ دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک چاند دیکھنے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد آسمان پر شفق نظر آنے لگی۔

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں حمید ابن ہلال روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس محاصرہ میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کر رکھا تھا تشریف لائے اور فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی قتل نہ کرے واللہ جو کوئی آپ کو قتل کرے گا وہ کوڑھی ہو کر مرے گا خدا کی تلوار اب تک میان میں ہے واللہ اگر تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے رخنہ ڈال دیا تو پھر ایسی میان سے نکلے گی کہ قیامت تک کبھی میان میں نہ جائے گی یاد رکھو کہ ایک نبی کی عوض میں ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے بدلے میں پینتیس ہزار جانیں لی جایا کرتی ہیں تب کہیں اس قوم میں پھر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

ابن عساکر، عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر

Marfat.com

فاروق رضی اللہ عنہ میں نہیں تھیں، اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔

دوم ایک قرآن مجید کی ایک قرات پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔

حاکم، شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے جو مرثیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا تھا اس سے بہتر دوسرا مرثیہ سننے میں نہیں آیا چنانچہ اس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

فكف يديه ثمه العلق بابه واليقن ان الله يسس بغافل وقال لا هل الدار لا تقتلو هم عفا الله عن كل امر الم يقاتل فكيف رايت الله صب عليهم العداوة والبغضاء بعد التواصل و كيف رايت الخيو ادبر بعده عن الناس او بار يا سرا ياح الجواقل۔

ترجمہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور دروازہ بند کرلیا اور یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمنوں کے ساتھ لڑائی مت رکھو۔ جو شخص لڑائی نہ کرے گا وہ خدا کے امن میں رہے گا پھر اے ناظر تو نے دیکھا کہ آپس میں میل و محبت کے بعد خدا نے ان پر عداوت اور بعض ڈال دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سے بھلائی ایسی نکل گئی جیسے لوگوں پر سے تیز آندھیاں۔

حسن سیرت

ابن سعد، موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ زرد کپڑے پہنے ہوئے منبر پر تشریف لائے آپ کا موذن اذان دیتا تھا۔ اور آپ لوگوں سے ان کی خیر و عافیت اور نرخ وغیرہ دریافت کرتے رہتے تھے۔

عبداللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر وضو کا سامان خود کرلیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا اگر آپ کسی خادم کو جگالیا کریں

Marfat.com

کیا حرج ہے آپ نے فرمایا آخران کے لیے بھی تو رات آرام کے لئے ہے۔

ابن عساکر، حضرت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ ''امنت بالذی خلق فسوی''

عصاء توڑنے والے کا بُرا انجام

ابو نعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ فرمارہے تھے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپ کی لاٹھی کو چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا۔ ایک سال بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مرض آکلہ مسلط کر دیا ﴿گوشت کو یہ مرض لگ جاتا ہے اوراس کو اردو میں گوشت خوردہ کہتے ہیں﴾۔

اولیات عثمانی

عسکری اوائل میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے جاگیریں مقرر کیں آپ ہی نے جانورں کیلئے چراگاہیں چھوڑیں، آپ ہی نے تکبیر میں آواز دھیمی کرائی۔ آپ ہی نے مسجد میں خوشبو لگوائیں۔ جمعہ میں پہلی اذان کا حکم دیا۔ موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، جب آپ بعد از بیعت خطبہ فرمانے لگے تو کانپنے لگے اورآپ سے تقریر نہ ہوسکی۔ مجبوراً آپ نے فرمایا لوگو! تم جانتے ہو کہ اول اول گھوڑے پر سوار ہونا بہت مشکل ہے، اس دن کے بعد بہت سے دن آئیں گے اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ضرور خطبہ سناؤں گا۔ ہمارے خاندان میں کبھی کوئی خطیب نہیں رہا میں جیسا کچھ ہوں اللہ تعالیٰ تم پر ظاہر کردے گا۔

﴿ابن سعد﴾

آپ ہی نے سب سے پہلے لوگوں کو خود زکوۃ نکالنے کا حکم فرمایا۔ اپنی والدہ کی حیات میں سب سے پہلے آپ ہی خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی نے کوتوال

Marfat.com

پولیس مقرر کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت دیکھ کر مسجد میں اپنے لیے محراب بنوایا۔ ﴿اس اولیت کو عسکری نے بیان کیا ہے﴾ سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت کے زمانہ میں اختلاف ایسا ہوا۔ اور بعض نے بعض کو غلطی پر سمجھا ورنہ پہلے اختلاف مسائل فقہ میں ہوتا تھا اور بعض کو غلطی پر نہ سمجھتے تھے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض اوائل اور بھی ہیں سب سے پہلے مع اہل وعیال کے راہ خدا میں آپ ہی نے ہجرت کی۔ تمام مسلمانوں کو قرآن پاک کی ایک ہی قرات پر جمع کیا۔

ابن عساکر، حکیم بن عبادہ ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہی کے زمانہ میں سب سے پہلے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ بے فکروں اور پیٹ بھروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کر دی اور آپ کو ان کے روکنے میں ایک شخص بنی لیث کے قبیلہ کا اپنی خلافت کے ۸ ہجری میں مقرر کرنا پڑا، جس نے کبوتروں کو پر قینچ کیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

Marfat.com

حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

علی بن ابی طالب المعروف عبد مناف بن عبدالمطلب المعروف شیبہ بن ہاشم المعروف عمر بن عبد مناف المعروف مغیرہ بن قصی المعروف زید بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن مہر بن مالک بن نظر بن کنانہ۔

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کی کنیت ابو تراب رکھی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جو اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اسلامی بھائی چارہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے بھائی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے داماد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے خاوند اور سب سے پہلے نیک لوگوں میں سے تھے۔ آپ عالم ربانی اور مشہور بہادر اور بے بدل زاہد اور معروف خطیب تھے، آپ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے قرآن پاک جمع اور حفظ کر کے رسالت پناہی میں پیش کیا پھر ابو الاسود، ابو عبدالرحمٰن سلمی اور عبدالرحمٰن بن ابو یعلیٰ نے آپ ہی سے قرآن پاک سکھا، آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت سلمان فارسی اور بہت سے صحابہ اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض نے اس پر اجماع بھی لکھا ہے۔

Marfat.com

ابو یعلیٰ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز نبوت پر سرفراز ہوئے اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا جس وقت آپ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی بلکہ بعض تو بعض آٹھ اور بعض اس سے بھی کم بتاتے ہیں۔ حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی چھوٹی عمر میں بھی بت پرستی نہیں کی۔ ﴿ابن سعد﴾

جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تم ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں اور جو ودیعتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں وہ پہنچا دینا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ تمام غزوات میں سوائے غزوۂ تبوک کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر مدینہ منورہ میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ لڑائیوں میں آپ کو جھنڈا عطا فرمایا اور سپہ سالار بنایا ہے۔

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد میں آپ کو سولہ زخم آئے تھے۔ بخاری اور مسلم نے ثابت کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا عطا کیا تھا اور پیشنگوئی کی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ آپ کی بہادری کے کارنامے اور قوت بازو کی مثالیں مشہور معروف ہیں۔ آپ خوب موٹے تھے، خود کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ میانہ قد مائل بہ پست قوی، پیٹ کسی قدر بھاری بہت لمبی سفید ڈاڑھی، مونڈھوں کے درمیان بھری ہوئی پیٹھ سے نیچے بھاری رنگ زیادہ گندم گونی تھا، تمام جسم پر بہت بال اُگے ہوئے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور مسلمان اس پر سوار ہو کر اندر داخل ہو گئے اور

Marfat.com

خیبر کو فتح کرلیا اور آپ نے پھر اس کو پھینک دیا، جب اس کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنے لگے تو چالیس آدمیوں نے کھینچا۔ ﴿ابن عساکر﴾

ابن اسحٰق نے مغازی میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ خیبر میں قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بہت دیر تک ہاتھ میں رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا اور جس وقت قلعہ فتح ہوگیا تو اسے پھینک دیا، لڑائی کے بعد ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اسے اٹھانا چاہا مگر ہم سے نہیں ملا۔

ابوتراب لقب کی وجہ

بخاری ''ادب'' میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا اور جب آپ کو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقائے دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ لقب عنایت فرمایا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے، آپ کے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپکے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی آپ اسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے، ابوتراب (اے مٹی کے باپ) اٹھو۔

مروی احادیث کی تعداد

آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو چھیاسی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپ کے تینوں صاحبزادوں حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت محمد بن حنیفہ، حضرت مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس حضرت ابن زبیر حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابوسعید، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

فضائل و مناقب

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا تو آپ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہا ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے، فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (احمد، بخاری، مسلم، بزار وغیرہ نے اس کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں (جبکہ کئی دن تک فتح نہ ہوسکی)۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ اس سے محبت کرتے ہیں، رات کو جس وقت صحابہ سوئے تو غور وخوض کرتے تھے کہ دیکھئے کس کو عنایت ہوتا ہے، جب صبح ہوئی تو ہر شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہر ایک کے دل میں خواہش تھی کہ شاید مجھے یہ فخر حاصل ہو الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں اس غرض سے تشریف نہیں لائے آپ نے فرمایا انہیں فوراً بلالو، جس وقت آپ تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً آنکھیں اچھی ہوگئیں اور پھر کبھی آپ کی آنکھیں نہیں

Marfat.com

دکھیں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے جھنڈا آپ ہی کو عطا فرمایا ہم غور و خوض اور باتیں ہی کرتے رہ گئے۔ (اس حدیث کو طبرانی نے متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی "ندع ابناء نا و ابناء کم" تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت امام سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر دعا کی "الٰہی! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں"۔ ﴿صحیح مسلم﴾

ترمذی نے ابو سریحہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا میں محبوب ہوں، اس کے علی بھی محبوب ہیں۔ (اس کو احمد نے بھی چند راویوں سے اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)۔

بعض راوی اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم! جو علی سے محبت رکھے، اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے، اس سے تو بھی بغض رکھ۔

علی مولیٰ

امام احمد، ابو الطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع میدان میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غدیر خم میں میری نسبت کیا فرمایا تھا۔ تیس شخص ان میں کھڑے ہوئے انہوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ مولیٰ کریم! جو علی المرتضیٰ

Marfat.com

(رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے، ان سے محبت رکھ اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے جو دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔

حضرت علی سے محبت رکھنے کا حکم

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان کا نام بتادیجئے، آپ نے فرمایا ان میں سے ایک علی ہیں اور تین آدمی ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ﴿ترمذی، حاکم﴾

علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں علی (رضی اللہ عنہ) سے ہوں۔

رشتہ مواخات

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے تمام صحابہ کے درمیان مواخات کرائی مگر میں یوں ہی رہ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ ﴿ترمذی﴾

منافق کون؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے دانہ اگایا اور جان پیدا کی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد کیا ہے کہ مومن تجھ سے

Marfat.com

(علی رضی اللہ عنہ) محبت رکھے گا اور منافق رکھے گا۔ ﴿مسلم﴾

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے تھے۔ ﴿ترمذی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابن جوزی، امام نووی وغیرہ نے جو اس کو موضوع کہا غلط ہے ہم اس کو تحقیقات سے تعصبات علی الموضعات میں کر چکے ہیں۔ ﴿ترمذی، حاکم﴾

دل روشن

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور میں ایک جوان شخص ہوں، نا تجربہ کار، معاملات طے کرنے نہیں جانتا، آپ نے یہ سن کر میرے سینہ میں ایک ہاتھ مارا اور فرمایا مولیٰ کریم! اس کے دل کو روشن فرما دے اور اس کی زبان کو استقلال عطا فرما۔ واللہ! اس روز سے مجھے معاملات طے کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔ ﴿حاکم﴾

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے لوگوں نے کہا اس کی وجہ کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں میں نے ﴿علی رضی اللہ عنہ نے﴾، کہا جب کبھی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خوب سمجھایا کرتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو خود بتایا کرتے تھے۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اقوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہم میں سب بہتر فیصلہ کنندہ ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جب کوئی مسئلہ معتبرہ ذریعہ سے پہنچے تو اس کے بعد پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں ایسا معاملہ در پیش نہ ہو جس کا فیصلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی نہ کرسکیں۔ حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں سوائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ بھر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ فرائض جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص نہیں تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص سنت کا جاننے والا نہیں ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہم) پر ختم ہوگیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اندر علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی اور آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت تقدم، اسلام، دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ حدیث جرات، جنگ سخاوت مال کی وجہ سے افضل ہیں۔

طبرانی اوسط (بسند ضعیف) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس جگہ قرآن پاک میں "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے وہاں سمجھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے امیر وشریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چند جگہ قرآن پاک میں صحابہ پر غصہ فرمایا ہے مگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہر جگہ خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

﴿طبرانی، ابن ابی حاتم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن پاک میں جو کچھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔ ﴿ابن عساکر، تاریخ الخلفاء﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے تمہارے اور میرے کسی کیلئے جنبی ہونا حلال نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ

Marfat.com

میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے گفتگو کرے۔ ﴿طبرانی﴾

علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھنا عبادت ہے، اس کے اسناد حسن ہیں۔ ﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اندر اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی دوسرے صحابی میں نہیں ہیں۔ ﴿طبرانی اوسط﴾

Marfat.com

خاص خصائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین خصلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک تمام دنیا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت وہ کیا خصائل ہیں؟ آپ نے فرمایا:

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔

(۲) آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ وہاں ان کو حلال ہے مجھے نہیں۔

(۳) جنگ خیبر میں جھنڈا عطا کیا۔ ﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی تباہی ہے

حضرت سعید ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اذیت دی گویا اس نے مجھے اذیت دی۔

طبرانی بسند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھی، اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی۔

قرآن کی حفاظت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ ﴿مسند احمد﴾

حاکم بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن کی حفاظت پر اس طرح جھگڑتے رہو گے جیسے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اتارے جانے پر جھگڑتا ہوں۔ ﴿مسند احمد﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل

بزار، ابو یعلی، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بلا کر ارشاد فرمایا تیری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ یہود نے ان سے یہاں تک بغض کیا کہ ان کی ماں تک کو بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے اتنی محبت کی کہ جتنی عزت کے وہ لائق نہ تھے وہاں تک پہنچا دیا یاد رکھو، انسان کو دو چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو اس میں نہ ہوں۔ دوسرے اس درجہ کا بغض کہ برا کہتے کہتے تہمت لگا دے۔

قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے

طبرانی اوسط، صغیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) قرآن پاک کے ساتھ ہیں اور قرآن حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آملیں گے۔

بد بخت شخص

حاکم نے بسند صحیح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا دو شخص سب سے زیادہ بد بخت ہیں، ایک تو احمیر (احمر) ثمود جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور داڑھی خون میں تر بتر ہو جائے گی۔ ﴿مسند احمد﴾

Marfat.com

حاکم، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کچھ شکایت کی۔ آپ نے فوراً خطبہ فرمایا اور کہا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ اللہ کے معاملات اور اس کے راستے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

بیعت خلافت

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دوسرے تمام صحابہ نے بخوشی سوائے حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے مدینہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی، ان دونوں نے صرف ظاہراً بادل ناخواستہ بیعت تو کرلی مگر فوراً ہی مکہ شریف کو روانہ ہوگئے وہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے کر بصرہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا۔ جس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی عراق سے تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے اور طرفین کے تیرہ ہزار شخص شہید ہوئے۔ یہ واقعہ الآخر ۳۲ ہجری میں واقع ہوا۔ بصرہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

جنگ صفین

کوفہ میں آپ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کردیا، جس وقت حضرت علی المرتضیٰ کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی اس طرح بڑھے اور طرفین میں صفر ۳۷ ہجری میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور کئی روز تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ آخر حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کے غور وفکر سے اہل شام نے قرآن شریف کو بلند کر کے اعلان کیا کہ اس کے موافق فیصلہ کرلو، لوگوں نے اس صورت میں لڑائی کو بُرا سمجھا اور صلح کیلئے اپنی اپنی طرف سے دونوں نے حکم مقرر کردیئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے

Marfat.com

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے، انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا کہ آئندہ سال مقام ارزح آ کر اصلاح امت کے متعلق گفتگو کی جائے۔اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کو اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کو واپس چلے گئے۔

خوارج کا ظہور اور ان سے جنگ

کوفہ آ کر آپ کے ساتھ سے خارجی لوگ علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکار کر کے "لَا حُکْمَ اِلَّا اللہ" ﴿سوائے حکم اللہ تعالیٰ کے کسی کا حکم نہیں﴾ کا نعرہ بلند کیا اور بحروراء مقام میں ایک جمیعت قائم کر کے معرکہ آراء ہونے کا ارادہ کیا۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آملے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آملے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے، وہاں پہنچ کر مسافروں کو لوٹنا اور مارنا شروع کر دیا۔آخر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جا کر وہیں قتل کر ڈالا اور انہی میں ذالثد یہ بھی مارا گیا۔ یہ تمام وقوعہ ۳۸ ہجری میں ہوا۔

ماہ شعبان ۳۸ ہجری میں بموجب قرار داد سال گزشتہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ ازرح میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اپنی طرف گفتگو اور چرب زبانی سے حاوی ہو گئے اور انہیں کو پہلے کھڑا کر دیا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اقرار کر کے ان سے خلافت پر بیعت کر لی چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ لے کر لوگ گئے، اس پر آپ کو بڑا سخت غصہ آیا اور فرمایا میرے خلاف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی جائے گی۔

Marfat.com

خوارج کی ناپاک سازش

ادھر تین آدمی خوارج کے یعنی عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی نے مکہ شریف میں جمع ہوکر آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ان تینوں آدمیوں یعنی حضرت علی ابن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کر کے قصہ ہی پاک کردینا چاہیے تاکہ مسلمانوں کو ان تمام فضول اور جھگڑوں سے چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور بررک نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن بکیر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے متعلق عہد کیا کہ ہم ان کو ایک ہی رات میں ۱۱ یا ۱۷ رمضان المبارک میں شہید کردیں گے۔ یہ معاہدہ کر کے تینوں بدبخت انہی شہروں کی طرف روانہ ہوئے، جہاں ان کے مقتولین موجود تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

سب سے پہلے اپنی منزل یعنی کوفہ میں ابن ملجم پہنچا اور اس نے وہاں پہنچ کر اپنے دیگر خوارج سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے یہ کہا کہ میں نے ۱۷ رمضان المبارک چالیس ہجری کی رات کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حسب معمول صبح کو اٹھے اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے آپ سے شکایت کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور مجھ سے آپ کی امت نے سخت جھگڑا کیا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا تم اللہ سے ان کیلئے بددعا کرو، میں نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی مولیٰ کریم! مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دے اور انہیں اس سے سابقہ ڈال، جو مجھ سے بدتر ہو۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح موذن نے آکر کہا الصلوٰۃ (یعنی نماز کو چلئے) آپ گھر سے لوگوں کو نماز کیلئے

Marfat.com

آواز دیتے ہوئے چلے راستہ میں ابن ملجم ملا اور اس نے آپ کو اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کٹتا ہوا چلا گیا اور دماغ پر جا کر تلوار کی، اس بد بخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور آخر گرفتار کر لیا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز زندہ رہے اور شب یک شنبہ کو انتقال فرما گئے۔

حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دارالامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کر دیا۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“۔

قاتل ملجم کا بُرا انجام

اس سے فارغ ہو کر ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک پلڑے میں ڈال دیا اور اس میں آگ دیدی، جس سے وہ وہیں جل گیا۔ یہ تمام واقعات ابن سعد نے جو اپنی تلخیص میں لکھے ہیں مختصر نقل کر دیئے ہیں، نہ اس سے زیادہ کی اس مختصر کتاب میں گنجائش تھی۔

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ۔ اس لئے مجال دم زدنی نہیں ہے اور فرمایا میرے اصحاب کو قتل کرنا جہنم میں لے جانے کو کافی ہے۔

مستدرک میں سدی سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خوارج کی ایک عورت پر جس کا نام قطام تھا، عاشق ہو گیا تھا جب اس عورت نے اس سے نکاح کیا تو مہر میں تین ہزار درہم اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا قتل معین کیا تھا، اس واقعہ کو فرزدق شاعر نے نظم کیا ہے۔

ترجمہ اشعار ”ایسا مہر کسی جوانمردی نے نہ سنا ہوگا جیسا کہ مہر قطام

Marfat.com

مجمل تھا۔

یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام لونڈی گانے والی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قتل شمشیر براں سے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی مہر گراں قدر نہیں ہوسکتا اور نہ ابن ملجم کے قتل سے بڑھ کر قتل ہوسکتا ہے‘‘۔

مزار مقدس

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو دار الامارۃ میں اس لیے پوشیدہ کر دیا گیا کہ کہیں خارجی اس کی توہین نہ کریں۔ شریک کہتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو دار الامارۃ سے منتقل کر کے مدینہ منورہ پہنچا دیا چنانچہ مبرد، محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ اول وہ شخص جو ایک قبر سے دوسری میں منتقل ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عساکر، سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو مدینہ منورہ میں لے جانے لگے تاکہ وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں، مگر راستہ میں رات کو وہ اونٹ جس پر نعش مبارک رکھی ہوئی تھی، کہیں بھاگ گیا اور اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اسی لیے اہل عراق کا قول ہے کہ آپ بادلوں میں تشریف فرما ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ اونٹ طے کے کسی شہر میں ملا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا۔

آپ کی عمر مبارک میں اختلاف ہے کوئی تریسٹھ برس، کوئی چونسٹھ برس، کوئی پینسٹھ برس، کوئی ستاون اور کوئی اٹھاون برس کی بتاتا ہے۔ آپ کی انیس کنیزیں تھیں۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمنوں کو ہم سے مسئلہ دریافت

Marfat.com

کرنے کی توفیق بخشی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے دریافت کر کے بھیجا کہ خنثیٰ مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے میں نے لکھ بھیجا ہے کہ اس کی پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا۔ (یعنی اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کے مشابہ ہے تو اس کا حکم مردوں جیسا ہے ورنہ عورت جیسا) ہیثم نے شعبی سے بھی اس طرح روایت کی ہے۔

خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمان

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواع اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ آپ ہمیں یہ بتلادیں گے کہ آپ کا یہ سفر جس میں آپ امت محمدیہ کے حاکم ہو کر لوگوں کو قتل کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا تھا میرے بعد تم خلیفہ ہو گے۔ کیونکہ آپ سے زیادہ اور کون اس معاملہ میں ثقہ اور امانتدار ہوگا اور یہ بات یہاں تک سچ ہے۔

آپ نے فرمایا یہ تو غلط ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب میں آپ پر کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں منبر حضور پر کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہوا ہوتا یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک انتقال ہوا بلکہ آپ مرض الموت میں چند دنوں تک زندہ رہے جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور موذن نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز پڑھائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔ جب دوسری

Marfat.com

نماز کا وقت ہوا اور موذن نے آپ کو بلایا تو آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔

اس درمیان میں ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ سے روکنا چاہا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو ابوبکر ہی کو کہو نماز پڑھائیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کیا جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے انتخاب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل جڑ ہے اور آپ دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہٰذا ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس کے اہل تھے اور اسی لیے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔

میں نے بھی اس بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور اطاعت کی اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کی جو کچھ آپ نے دیا میں نے لے لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے لڑنے کا حکم دیا میں دل کھول کر لڑا ان کے حکم سے حد شرع لگائی۔ جب آپ کا وصال ہوگیا تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا گئے ہم نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا جب آپ کا انتقال ہونے لگا میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسلام میں اپنی سبقت اور اعمال اور دیگر فضیلتوں کو دیکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہ فرمائیں گے مگر انہیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے خلیفہ کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو یہ سوچ کر آپ نے اپنے نفس اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے محروم

Marfat.com

کر دیا اگر آپ بخشش میں اصول کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آپ کے بیٹے سے بڑھ کر کون مستحق خلافت ہو سکتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں رائے

آپ کے انتقال کے بعد انتخاب اب قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں آیا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لیے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کریں گے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم تمام آدمیوں سے عہد لیا کہ ہم سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بیعت کر لی تب میں نے سوچا کہ میری بیعت میری اطاعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا وہ دوسرے کی اطاعت کے لیے لیا گیا تھا چنانچہ میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن کی خلافت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نماز پڑھوا کر ہم سے عہد لیا تھا گذر گئے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی اس معاملہ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (حضرت معاویہ) مقابل بنا ہے کہ جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں کسی میں بھی نہیں اور میں ہر حالت میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔

توکل علی اللہ

ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا اور آپ اس کے سننے کے لیے ایک دیوار کے نیچے بیٹھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ دیوار گرا چاہتی ہے کہ آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو۔ میری حفاظت کرنے والا میرا خدا ہے۔ جس وقت آپ مقدمہ کا فیصلہ

Marfat.com

دیکر وہاں سے اٹھے تب دیوار گر پڑی۔

خلفاء راشدین کون تھے

طیوریات میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں مولیٰ کریم! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی اپنے خلفاء راشدین کو ہدایت عطا کی تھی وہ خلفاء راشدین کون تھے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا میرے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور وہ دونوں امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے۔ جس شخص نے ان کی اقتدار کی نجات پائی اور جس نے ان کی اتباع کی ہدایت پائی جو لوگ ان کے راستہ پر چلے وہ اللہ کے لشکر میں داخل ہیں۔

عبدالرزاق نے حجر المدری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا اگر کوئی شخص تجھے یہ حکم دے کہ مجھ پر لعنت کر تو کیا تو ایسا کریگا۔ میں نے پوچھا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں ایسی صورت میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تو لعنت بھیجو۔ (یعنی اس کام پر لعنت بھیجنا جیسے کہ اگلی عبارت سے مستقید ہوتا ہے)۔ اور مجھ سے جدا نہ ہو جانا۔ چند ہی سال گذرے تھے کہ محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف امیر یمن نے حکم دیا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) پر لعنت بھیجی جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر یمن حکم دیتا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں لہٰذا تم اس پر لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے میری اس بات کو سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ سمجھا۔

ایک شخص اندھا ہو گیا

طبرانی اوسط میں اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں زاذان سے روایت کی

Marfat.com

ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کر دوں۔ اس نے کہا کر دیجئے آپ نے اس کے لیے بددعا کر دی چنانچہ یہ شخص ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔ ﴿طبرانی، دلائل النبوۃ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے

زر بن جیش کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں اتنے میں ایک تیسرا شخص آ گیا اور ان دونوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا ان تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص جانے لگا تو اس نے آٹھ درہم ان کو دے کر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کا عوض ہے۔ ان دونوں میں ان درہموں کی تقسیم کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تجھے حصہ رسد تین دوں گا اور تین روٹی والے نے کہا کہ برابر حصہ لوں گا یہ قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تو وہی لے لے جو یہ دوسرا شخص دیتا ہے کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تیری کم تھیں اس نے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہوں گا حتی کہ میرا حق مجھے پورا نہ دلوا دیا جائے آپ نے فرمایا، اگر پوچھتا ہے تو تیرا محض ایک درہم ہی بنتا ہے اور دوسرے کے سات بنتے ہیں اس نے کہا ''سبحان اللہ'' یہ کس طرح، ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے تاکہ میں اس وجہ کو قبول کرلوں۔ آپ نے فرمایا کل آٹھ روٹیاں تھیں اور آدمی تم تین تھے چونکہ یہ مساوی طور پر حصہ تقسیم نہیں ہوتا اس لیے آٹھ کو تین سے ضرب دے دو جس سے ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے اور چونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور کس نے زیادہ اس لیے لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ برابر کھائیں اس لحاظ سے تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ایک ٹکڑا باقی بچا اور

Marfat.com

پانچ روٹیوں والے نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور سات بچے۔ اب اس شخص درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا اور اس کے سات ٹکڑے کھائے، لہٰذا ظاہر ہے کہ تجھے ایک درہم ملنا چاہیے اور تیرے ساتھی کو سات درہم اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

جھوٹے کو سخت سزا

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عطا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر دو آدمیوں نے چوری کی گواہی دی آپ نے اس کی تفتیش کی اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو سخت سزائیں دوں گا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں نے سزائیں دی ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی بھاگ چکے ہیں لہٰذا چور کو چھوڑ دیا۔

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں سے جماع کیا ہے آپ نے فرمایا اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو درے لگائے جائیں۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

ابن عساکر، جعفر بن محمد کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ "نعم القادر الله" اور حضرت عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی مہر یہ تھی "الملک اللہ"

بیت المال میں جھاڑو دے کر نماز پڑھنا

مدائنی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تشریف لائے تو حکمائے عرب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین واللہ آپ نے منصب خلافت کو بلند کر دیا حالانکہ منصب خلافت نے آپ کے رتبہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ منصب خلافت آپ ہی جیسوں کا محتاج تھا۔

Marfat.com

مدائنی، مجمع سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بیت المال میں جھاڑو دیکر نماز پڑھتے تھے تاکہ بیت المال بھی خدا کے ہاں گواہی دے کہ انہوں نے مسلمانوں کے مال کو بند کر کے نہیں رکھا۔

قواعد عربی

ابو القاسم زجاجی امالیہ میں روایت کرتے ہیں کہ ابو اسود کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو نیچی گردن اور متفکر دیکھ کر عرض کیا کہ آج آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغت کے اندر تبدیلی شروع ہوگئی ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہے کہ عربی کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کردوں تاکہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے میں نے عرض کیا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا اور آپ ہم کو دائمی زندگی عطا فرمائیں گے کیونکہ آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہیں گے تین روز کے بعد جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا اس میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسم ہیں۔ اسم، فعل، حرف، اسم وہ ہے جو اپنے مسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمی کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیت نہ پائی جائیں۔ جب میں یہ دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا اگر تمہارے ذہن میں بھی کچھ ہو تو اس میں زیادہ کردو۔ پھر آپ نے فرمایا اشیا تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر، مضمر اور ایک ظاہر نہ پوشیدہ اس تیسری ہی قسم میں علماء کو آپس میں فضیلت ہوتی ہے۔

ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں پھر چلا آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا منجملہ ان کے حروف ناصبہ بھی میں نے لکھے تھے۔ جو یہ تھے "ان، ان، لیت، لعل، کان" آپ نے فرمایا "لکن" بھی تو حرف ناصبہ ہے اس کو

Marfat.com

کیوں نہیں ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسے حرف ناصبہ نہیں سمجھتا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے۔ ان میں زیادہ کر دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال

ابن عساکر، ربیعہ بن ناجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ اگرچہ پرندوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور دوسرے پرندے اس کو ایک بے حقیقت شے تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں لوگو! تم اور لوگوں سے اپنی زبان اور جسم کے ساتھ خلا ملا رکھو اور اپنے اعمال اور دلوں کے ساتھ جدائی پیدا کرو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو اس نے کیا ہے اور وہ قیامت کے دن اسی شخص کے ساتھ ہو گا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو۔ کوئی عمل بغیر تقویٰ کے قبول نہیں ہوتا واقعی خلوص کے بغیر کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حاملان قرآن، قرآن مجید پر عمل بھی کرو اس لیے کہ عالم وہی ہے جو پڑھ کر اس پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق بنائے۔ عنقریب ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر ان کا علم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا ان کا باطن ان کے ظاہر کے مخالف ہو گا ان کا عمل ان کے علم کے بالکل متضاد ہو گا وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کریں گے کہ ایک آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے پر غصہ ہو گا کہ وہ میرے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ کیوں بیٹھے اور اسی بنا پر چھوڑ دے گا ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا کی طرف نہیں پہنچیں گے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا بھلے کام پر توفیق بہتر کوشش ہے اور اچھی عادت اچھا دوست ہے اور عقل عمدہ ساتھی ہے اور ادب اچھی میراث ہے اور وحشت، عجب و غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔

حارث کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مسئلہ تقدیر کو مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا یہ ایک بہت گہرا سمندر ہے اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفتیش مت کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق آسمان و زمین نے تجھے اپنی مرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے مطابق۔ اس نے کہا کہ جس طرح اللہ نے چاہا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا تو جس طرح وہ چاہے گا اسی طرح تیرا استعمال بھی کرے گا۔

آپ نے فرمایا ہر رنج اور مصیبت کے لیے انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے منتہا تک ضرور پہنچ کر رہتی ہے لہٰذا عاقل کو لازم ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے حتیٰ کہ اس کی مدت گذرے کیونکہ اس کے دفع کی تدابیر میں اس کی مدت کے ختم سے پہلے اور بھی زیادہ زحمت ہے۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا جو بغیر مانگے دیتا ہے وہ سخاوت ہے اور جو سوال کے بعد میں دے تو بخشش اور داد و دہش ہے۔

آپ کے پاس ایک شخص نے آ کر آپ کی بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ تعریف کی اور وہ ایک دفعہ آپ کی مذمت کہیں کر چکا تھا جس کی خبر آپ کو پہنچ چکی

Marfat.com

تھی آپ نے فرمایا میں ایسا تو نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو البتہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ بُرا ہوں آپ نے فرمایا معصیت کی سزا عبادت میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں کمی ہے اور حلال کی خواہش اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کمائی چھوڑ دینے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اس وقت آپ غصہ کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا آپ کو بہت ثابت رکھے حالانکہ آپ سے عداوت رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا تیری چھاتی پر۔ (یعنی یہ تیری آرزو اب پوری نہیں ہوگی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شاعری

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اشعار کہا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شاعر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تینوں سے زیادہ بڑھ کر شاعر تھے چنانچہ نبیط الاشجعی سے آپ کے مندرجہ ذیل اشعار مروی ہیں۔

اذا شتمب علی الیاس القلوب   وضاق مابه الصدر الرجیب
و او طنت المکاره و الهمات   وارست فی اما کنها الکروب
اتاك علی قنوط منك غوث   یمن فیه الطیف المستجیب

ترجمہ جس وقت دلوں پر مایوسی چھا جائے اور باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو جائیں اور زمانہ کے مکروہات اقامت پذیر ہو جائیں اور اس کے اماکن میں حوادثات ٹھہر جائیں اور کوئی صورت اس سے چھٹکارے کی کسی عاقل کو نہ ملے تو ایسی نا امیدی میں خود بخود تیرے پاس فریاد رس اور مستجیب آئے گا کیونکہ تمام حوادثات جس وقت منتہی ہوتے ہیں کہ اس کے بعد وسعت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

Marfat.com

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا آپ کو اپنے پاس بٹھلانا ناگوار تھا اس وقت آپ نے یہ اشعار فرمائے

تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو اور ان سے دور رہ اور ان کو دور رکھ۔ کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا جب ان سے بھائی چارہ کیا آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ قیاس کیا جاتا ہے جب اس ہمراہ ہو کیونکہ ہر چیز ے دوسری چیز کے ساتھ اندازے اور مشابہتیں ہیں۔ ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب ان کو مقابل کیا جائے اور دل کو دل سے جب ہی راہ ہوتی ہے جب وہ ملاقات کریں۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر آپ کے یہ اشعار کندہ تھے۔

آدمی کے لیے دنیا کی حرص اسراف کے ساتھ ہے حالانکہ اس کی صفائی تیرے لیے کدورت سے ملی ہوئی ہے۔ دنیا سے بہت جھگڑنے والے ہیں جن کی دنیا موافقت نہیں کرتی اور بہت سے ایسے عاجز ہیں کہ دنیا ان کو بغیر کوتاہی کے پہنچتی ہے۔ رزق عقل کے سبب نہیں ملتا جب تک رزق نہ دیئے جائیں لیکن وہ لوگ بمقدار مقدر روزی دیئے جاتے ہیں۔ اگر روزی بزور بازو یا غلبہ کے ہوتی تو باز چڑیوں کے رزق بھی لے اڑتے۔

نیز یہ بھی آپ کے اشعار ہیں۔

اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر نہ ظاہر کر۔ کیونکہ ہر نیک خواہ کے لیے نیک خواہ ہے میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے کہ کسی کھال کو درست نہیں چھوڑتے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کو آٹھ باتوں کی وصیت

عقبہ بن ابی صہباء روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا بیٹا! آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا

Marfat.com

﴿۱﴾ سب سے بڑی تونگری عقل ہے۔

﴿۲﴾ سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے۔

﴿۳﴾ سب سے سخت وحشت غرور ہے۔

﴿۴﴾ سب سے بڑی عزت اچھی عادت ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور چار دوسری باتیں کیا ہیں۔

آپ نے فرمایا۔

﴿۵﴾ احمق کی صحبت سے بچو کیونکہ ارادہ تو وہ تمہیں نفع پہنچانے کا کرتا ہے لیکن ضرر پہنچا دیتا ہے۔

﴿۶﴾ جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ دور کو قریب اور قریب کو دور کر دیتا ہے۔

﴿۷﴾ بخیل سے بھی گریز کرو کیونکہ وہ تم سے ایسے وقت منہ پھیرے گا جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگئی۔

﴿۸﴾ بدکار سے بھی علیحدہ رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ دے گا۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارا رب کب سے ہے یہ سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ نہیں تھا اور پھر ہوگیا وہ ہمیشہ سے ہے اور بلا کیوں نہ اور بلا کیف ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا تمام انتہائیں اس سے پہلے ہی ختم ہوجاتی ہیں وہ ہر انتہا ہے۔ یہ سن کر یہودی فوراً مسلمان ہوگیا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

زرہ کا گم ہونا اور یہودی کا مسلمان ہونا

قاضی شریح سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں جانے لگے تو آپ کی زرہ گم ہوگئی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور آپ کوفہ واپس تشریف

Marfat.com

لائے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس زرہ کو دیکھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا یہ زرہ میری ہے نہ میں نے بیچی نہ ہبہ کی پھر تیرے پاس کیسی، اس نے کہا کہ میری زرہ ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا میں قاضی کے یہاں دعویٰ کرتا ہوں چنانچہ آپ قاضی شریح کے پاس گئے اور ان کے قریب جا بیٹھے اور فرمایا اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی حقیر سمجھو۔ قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے نہ میں نے اس کو فروخت کی نہ ہبہ کی۔

قاضی شریح نے یہودی سے کہا کہ تمہارا کیا جواب ہے اس نے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ قاضی شریح نے کہا یا امیر المومنین آپ کا کوئی گواہ ہے آپ نے اپنے ایک غلام قنبر اور اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا اہل جنت کی گواہی ناجائز ہے حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ نوجوانان جنت کے سردار ہیں اتنے میں یہودی چلا اٹھا کہ یا امیر المومنین، حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں مگر آپ مجھے قاضی کے پاس لائے اور وہ قاضی آپ سے عام آدمیوں کی طرح جرح وقدح کر رہا ہے۔ اور یہی آپ کے دین کی صداقت ہے بیشک یہ زرہ آپ کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ ''اشهدان لا اله الا الله و اشهدان محمد رسول الله'' ﴿تاریخ الخلفاء﴾

تفسیر قرآن مجید اور نزول وحی کا علم

تفسیر قرآن میں آپ کا بہت زیادہ کلام ہے جس کو ہم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے چند ایک بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔

Marfat.com

ابن سعد نے روایت کی ہے آپ نے فرمایا واللہ مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول کہ کہاں نازل ہوا اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے دل عقلمند اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس کسی کو قرآن مجید کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی یا رات کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن ابی داؤد، امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے میں دیر کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے ملے اور آپ نے کہا کیا تم کو میری بیعت میں کچھ تامل ہے آپ نے کہا کہ نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک اپنی چادر سوائے نماز کے نہیں اوڑھوں گا جب تک میں قرآن مجید کو جمع نہ کرلوں چنانچہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن مجید اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح سے نازل ہوا تھا۔

محمد سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن مجید ہمارے پاس تک پہنچتا تو علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حکمت آموز اقوال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیادہ ہوشیاری برا گمان ہے۔

﴿ابوالشیخ ابن حبان﴾

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کردیتی ہے اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کردیتی ہے۔ دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے زیادہ قریب ہے مگر

Marfat.com

جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے تو کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر جھلسایا جاتا ہے۔ ﴿ابو نعیم﴾

پانچ باتیں

آپ نے فرمایا میری پانچ باتیں یاد رکھو۔

﴿۱﴾ کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔

﴿۲﴾ اور سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہیے۔

﴿۳﴾ جو چیز آدمی نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہیے۔

﴿۴﴾ اور عالم کو اس وقت شرم نہ کرنی چاہیے جبکہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

﴿۵﴾ صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی جب صبر جاتا رہا تو سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیونکہ جب سر ہی جاتا رہا تو جسم کہاں بچ گیا۔

﴿ابن منصور﴾

آپ نے فرمایا فقیہ کامل وہ عالم ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے نا امید نہ کرے اور لوگوں کو گناہوں کو رخصت نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے اور قرآن مجید کی طرف سے لوگوں کو اعراض نہ کرائے جس عبادت کی آدمی کو خبر نہ ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی جو آدمی علم کو اچھی طرح نہ سمجھے وہ علم نہیں کہلاتا جس میں غور و فکر نہ ہو وہ پڑھنا نہیں کہلاتا۔

مجھے سب سے زیادہ عزیز وہ ہے کہ جب تجھ سے وہ بات دریافت کی جائے جس کا تجھے علم نہیں تو صاف کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جو بات اپنے

Marfat.com

لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔ ﴿ابن عساکر﴾

سات باتیں شیطان کی طرف سے ہیں

آپ نے فرمایا سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

﴿۱﴾ بہت زیادہ غصب

﴿۲﴾ زیادہ چھینک

﴿۳﴾ جلدی جلدی جمائی کا آنا

﴿۴﴾ قے

﴿۵﴾ نکسیر

﴿۶﴾ پیشاب و پاخانہ اور

﴿۷﴾ یادالٰہی کے وقت نیند کا آنا۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

انار کو اس کی جھلی کے ساتھ جو دانوں پر لپٹی رہتی ہے کھانا چاہیے کیونکہ وہ مقوی معدہ ہے۔ ﴿عبداللہ بن احمد﴾

آپ نے فرمایا تیرا عالم کو سنانا یا عالم کا تجھے سنانا دونوں برابر ہیں۔

﴿حاکم فی التاریخ﴾

آپ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن آدمی ایک ادنیٰ غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ ﴿سعد بن منصور﴾

وفات پر مرثیہ

آپ کی وفات پر جو ابو الاسود نے مرثیہ لکھا ہے اس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

خبردار اے آنکھ تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کیوں نہیں کرتی اور حضرت امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی۔ ان کے اوپر کلثوم روتی ہیں اور

Marfat.com

ان پر آنسو بہاتی ہین انہوں نے یقین کو دیکھ لیا۔ خوارج جہاں کہیں ہوں ان سے کہہ دو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ کیا رمضان المبارک کے ہی مہینے میں ہمیں غم دینا تھا۔ ایسے آدمی کی جدائی کی وجہ سے جو سرتا پا خیر تھا تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو تیرا اونٹنی پر سوار ہونے والوں اور اس کو ذلیل کرنے والوں اور کشتی پر سوار ہونے والوں اور جو جوتے پہننے اور چھوٹی بڑی سورتیں پڑھنے والوں سے بہتر تھا تمام مناقب اس میں موجود تھے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اس سے محبت رکھتے تھے قریش جہاں کہیں ہوں وہ یاد رکھیں کہ وہ دین ونسب میں ان کے بہترین آدمی تھے۔ جس وقت ابوالحسن کا چہرہ سامنے آجاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدر (چاند) نکل آیا۔ ہم ان کی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر حضور نبی کریم ﷺ کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔ حق قائم رکھنے میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوست و دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ متکبر پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے تھے جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ حضرت معاویہ بن صخر ہرگز خوش نہ ہو کیونکہ خلفاء کا بقیہ اب بھی ہم میں موجود ہے۔

Marfat.com

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام ونسب

حضرت زبیر نام، ابو عبداللہ کنیت، حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقب، والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہ تھا، پورا سلسلہ نسب یہ ہے، زبیر بن العوام بن خویلد بن اسدی بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ابن مرہ کعب بن لوی القرشی الاسدی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ قصی بن کلاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے، اور چونکہ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات کی پھوپھی تھیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھی حقیقی بھتیجے تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد ہونے کے سبب سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی تھے، اور اس طرح ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔

بے مثال تربیت

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے۔ بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ لیکن اس قدر یقینی ہے کہ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ابتداہی سے ان کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ جوان ہو کر ایک عالی حوصلہ، بہادر الوالعزم مرد ثابت ہوں، چنانچہ وہ بچپن میں عموماً انہیں مارا پیٹا کرتیں، اور سخت سے سخت محنت ومشقت کے کام کا عادی بناتی تھیں۔ ایک دفعہ

Marfat.com

نوفل بن خویلد جو اپنے بھائی عوام کے مرنے کے بعد ان کے ولی تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر نہایت خفا ہوئے کہ کیا تم اس بچے کو اس طرح مارتے مارتے مار ڈالو گی، اور بنو ہاشم سے کہا کہ تم لوگ حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو سمجھاتے کیوں نہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حسب ذیل رجز میں اس خفگی کا جواب دیا۔

﴿ابن سعد، اصابہ﴾

من قال انی ابغضه فقد کذب   انما اضربه لکی یلب

ترجمہ: جس نے یہ کہا کہ میں اس سے بغض رکھتی ہوں، اس نے جھوٹ کہا، میں اس کو اس لئے مارتی ہوں کہ عقل مند ہو"۔

ویهزم الجیش و یاتی باسلب ......

ترجمہ: اور فوج کو شکست دے اور مالِ غنیمت حاصل کرے۔

اس تربیت کا یہ اثر تھا کہ وہ بچپن ہی میں بڑے بڑے مردوں کا مقابلہ کرنے لگے تھے، ایک دفعہ مکہ میں ایک جوان آدمی سے مقابلہ پیش آیا، انہوں نے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا، لوگ اسے لاد کر شکایۃً حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے تو انہوں نے معذرت وعفوخواہی کے بجائے سب سے پہلے یہ پوچھا کہ تم نے حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) کو کیسا پایا، بہادر یا بزدل۔ ﴿اصابہ جلد ۱﴾

قبول اسلام

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صرف سولہ برس کے تھے کہ نورِ ایمان نے ان کے خانہ دل کو منور کر دیا۔ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پانچویں یا چھٹے مسلمان تھے، لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا، تاہم سابقین اسلام میں وہ ممتاز اور نمایاں تقدم کا شرف رکھتے ہیں۔ ﴿مستدرک حاکم جلد ۳﴾

Marfat.com

جان نثاری

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اگرچہ کمسن تھے، لیکن استقامت اور جان نثاری میں کسی سے پیچھے نہ تھے قبولِ اسلام کے بعد ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیا ہے، یہ سن کر جذبہ جانثاری سے اس قدر بے خود ہوئے کہ اسی وقت ننگی تلوار کھینچ کر مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا زبیر! یہ کیا ہے؟ عرض کی "مجھے معلوم ہوا تھا کہ (خدانخواستہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کرلیے دعائے خیر فرمائی، اہل سیر کا بیان ہے، کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ فدویت و جان نثاری میں ایک بچے کے ہاتھ سے برہنہ ہوئی۔ ﴿اسد الغابہ﴾

ہجرت

عام بلاکشانِ اسلام کی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کے پنجہ ظلم و ستم سے محفوظ نہ تھے ان کے چچا نے ہر ممکن طریقہ سے ان کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا، لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا جو اتر جاتا، بالآخر اس نے برہم ہو کر اور بھی سختی شروع کی، یہاں کہے جاتے "کچھ کرداب میں کافر نہیں ہوسکتا"۔ ﴿اصابہ جلد ۱﴾

غرض مظالم و شدائد سے اس قدر تنگ آئے کہ وطن چھوڑ کر حبش کی راہ لی، پھر کچھ دنوں کے بعد وہاں سے واپس آئے، تو خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا قصد کیا، اس لیے انہوں نے بھی مدینہ منورہ کی مبارک سرزمین کو وطن بنایا۔

مواخات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اسلامی بھائی قرار دیا تھا، لیکن جب مدینہ پہنچے کے بعد انصار و مہاجرین میں تعلقات پیدا کرنے کے لیے ایک دوسری مواخات منعقد ہوئی، تو اس دفعہ حضرت

Marfat.com

سلمہ بن سلامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے رشتہ اخوت قائم کیا گیا، جو مدینہ کے ایک معزز بزرگ اور بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

غزوات میں شرکت

غزوات میں ممتاز حیثیت سے شریک رہے، سب سے پہلے غزوہ بدر پیش آیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں نہایت جانبازی و دلیری کے ساتھ حصہ لیا، جس طرف نکل جاتے تھے غنیم کی صفیں تہ و بالا کردیتے تھے، ایک مشرک نے ایک بلند ٹیلے پر کھڑے ہوکر مبارزت چاہی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑھ کر اس سے لپٹ گئے اور دونوں قلا بازیاں کھاتے ہوئے نیچے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں میں جو سب سے پہلے زمین پر رکے گا، وہ مقتول ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ مشرک پہلے زمین پر گر کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ ﴿کنز العمال جلد ٦﴾

یادگار نیزہ

اسی طرح عبیدہ بن سعید سے مقابلہ پیش آیا، جو سر سے پاؤں تک زرہ پہنے ہوئے تھا، صرف دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تاک کر اس زور سے آنکھ میں نیزہ مارا کہ اس پار نکل گیا، اس کی لاش پر بیٹھ کر بمشکل نیزہ کو نکالا، پھل ٹیڑھا ہوگیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اس نیزہ کو لے لیا، اس کے بعد پھر خلفاء میں تبرکاً منتقل ہوتا رہا، یہاں تک خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے وارث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اور ان کی شہادت تک ان کے پاس موجود تھا۔

غزوہ بدر میں شجاعت

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جس بے جگری کے ساتھ بدر میں لڑے اس کا اندازہ

Marfat.com

صرف اس سے ہوسکتا ہے کہ ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے، تمام جسم زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا، خصوصاً ایک زخم اس قدر کاری تھا کہ وہاں پر ہمیشہ کے لئے گڑھا پڑ گیا تھا، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ان میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔ ﴿بخاری باب غزوۂ بدر﴾

معرکہ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ملائکہ بھی اس وضع میں آئے ہیں۔ ﴿کنز العمال جلد ۶﴾

غرض مسلمانوں کی شجاعت و ثابت قدمی نے میدان مار لیا، حق غالب رہا، اور باطل کو شکست ہوئی۔

غزوۂ اُحد

۳ھ میں معرکہ اُحد کا واقعہ ہوا، اثنائے جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار کھینچ کر فرمایا، کون اس کا حق ادا کرے گا؟ تمام جان نثاروں نے بیتابی کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلائے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ اپنے آپ کو پیش کیا، لیکن یہ فخر حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ انصاری کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔

﴿زرقانی جلد ۶﴾

جنگ اُحد میں جب تیر اندازوں کی بے احتیاطی سے فتح شکست سے تبدیل ہوگئی، اور مشرکین کے اچانک حملے سے غازیانِ دین کے پاؤں متزلزل ہوگئے، یہاں تک کہ شمع نبوت کے گرد صرف چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم پروانہ وار ثابت قدم رہ گئے تھے، تو اس وقت بھی یہ جان نثار حواری جان نثاری کا فرض ادا کر رہا تھا۔ ﴿ایضاً﴾

غزوۂ خندق

۵ھ میں یہودیوں کی مفسدہ پردازی سے تمام عرب مسلمانوں کے

Marfat.com

خلاف امنڈ آیا، سرورِ کائنات ﷺ نے مدینہ کے قریب خندق کھود کر اس طوفان کا مقابلہ کیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس حصہ پر معمور تھے جہاں عورتیں تھیں۔

﴿مسند جلد ۱ ص ۱۶۴﴾

حواری رسول ﷺ

بنو قریظہ اور مسلمانوں میں باہم معاہدہ تھا، لیکن عام سیلاب میں وہ بھی اپنے عہد پر قائم نہ رہے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کے لئے کسی کو بھیجنا چاہا اور تین بار فرمایا: ''کون اس قوم کی خبر لائے گا''؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہر مرتبہ بڑھ کر عرض کی کہ ''میں'' رسول اللہ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: ''ہر نبی کے لیے حواری ہوتے ہیں، میرا حواری زبیر ہے''۔ ﴿بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خندق﴾

اس نازک وقت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اس طرح بے خطر تنہا آمد و رفت سے رسول اللہ ﷺ ان کی اس جانبازی سے اس قدر متاثر تھے کہ فرمایا فداک ابی وامی یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

﴿مسند جلد ۱ ص ۱۴۶ و بخاری کتاب المناقب زبیر رضی اللہ عنہ﴾

کفار بہت دنوں تک خندق کا محاصرہ کیے رہے، لیکن پھر کچھ تو ارضی و سماوی مصائب اور کچھ مسلمانوں کے غیر معمولی ثبات و استقلال سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوہ خیبر

غزوہ خندق کے بعد غزوہ بنو قریظہ اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے، پھر خیبر کی مہم میں غیر معمولی شجاعت دکھائی، مرحب یہودی خیبر کا رئیس تھا وہ مقتول ہوا تو اس کا بھائی یاسر غضبناک ہو کر ''ھل من مبارز'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے میدان میں آیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا، وہ اس قدر تنومند

Marfat.com

اور قوی ہیکل تھا کہ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا لخت جگر شہید ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کو مارے گا، چنانچہ درحقیقت تھوڑی دیر ردو بدل کے بعد وہ واصل جہنم ہوا۔

﴿سیرت ابن ہشام جلد ۲﴾

غرض خیبر فتح ہوا اور اس کے بعد فتح مکہ کی تیاریاں شروع ہوئیں، مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے تمام کیفیت لکھ کر ایک عورت کے ہاتھ قریش مکہ کے پاس روانہ کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوگئی اور ایک جماعت اس عورت کو گرفتاری پر مامور ہوئی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس میں شریک تھے، وہ گرفتار ہو کر آئی اور خط پڑھا گیا تو ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا سر ندامت سے جھک گیا، رحمۃ للعالمین رضی اللہ عنہ نے ان کی عفو خواہی پر جرم معاف فرما دیا، اور یہ آیت نازل ہوئی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمنو الا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّی وَ عَدُوَّكُم اَولياءَ تُلْقُوْنَ اِلَيهِم بِالْمَوَدَّةِ○ (سورۃ ممتحنہ) ﴿سیرت ابن ہشام جلد ۲﴾

فتح مکہ:

ماہ رمضان ۸ ھ میں دس ہزار مجاہدین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کا قصد کیا اور شاہانہ جاہ وجلال کے ساتھ اس سرزمین میں داخل ہوئے جہاں سے آٹھ سال قبل طرح طرح کے مصائب وشدائد برداشت کرنے کے بعد بے بسی کی حالت میں نکلنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اس عظیم الشان فوج کے متعدد دستے بنائے گئے تھے، سب سے چھوٹا اور آخری دستہ وہ تھا جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے علمبردار تھے۔ ﴿بخاری باب غزوۃ الفتح﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے اور ہر طرف سکون واطمینان

Marfat.com

ہوگیا، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑوں پر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے گردو غبار صاف کیا اور فرمایا میں نے گھوڑے کے لیے دو حصے اور سوار کے لیے ایک حصہ مقرر کیا ہے، جو ان حصوں میں کمی کرے گا خدا اس کو نقصان پہنچائے گا۔

﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث﴾

مختلف غزوات

فتح مکہ کے بعد واپسی کے وقت غزوۂ حنین پیش آیا، کفار کمین گاہوں میں چھپے ہوئے مسلمانوں کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا ''لات و عزیٰ کی قسم یہ طویل القامت سوار یقیناً حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے، تیار ہو جاؤ، اس کا حملہ نہایت خطرناک ہوتا ہے''۔ یہ جملہ ختم ہی ہوا تھا کہ ایک زبردست جمعیت نے اچانک حملہ کر دیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نہایت پھرتی اور تیز دستی کے سات اس آفتِ ناگہانی کو روکا اور اس قدر شجاعت و جانبازی سے لڑے کہ یہ گھاٹی کفار سے بالکل صاف ہوگئی۔

اس کے بعد جنگ طائف اور تبوک کی فوج کشی میں شریک ہوئے، پھر ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا قصد کیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس سفر میں بھی ہمرکاب تھے۔

حج سے واپس آنے کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے، بعض روایات کے مطابق حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ اول کی بیعت میں پس و پیش تھا، تاہم وہ زیادہ دنوں تک اس پر قائم نہیں رہے۔

Marfat.com

جنگ یرموک کا حیرت انگیز کارنامہ:

سوا دو برس کی خلافت کے بعد خلیفہ اول رہ گزین عالم جاودانی ہوئے، اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسند حکومت پر قدم رکھا خلیفہ اول کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام عرب میں جوش پھیلا کر اس کو اور بھی زیادہ وسیع کر دیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا دل گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے افسردہ ہو چکا تھا تاہم ایک مرد میدان و جانباز بہادر کے لیے اس جوش و ولولہ کے وقت عزت نشین رہنا سخت ننگ تھا خلیفہ وقت سے اجازت لے کر شامی رزم گاہ میں شریک ہوئے۔ اس وقت یرموک کے میدان میں ملک شام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو رہا تھا، اثنائے جنگ میں لوگوں نے کہا اگر آپ حملہ کر کے غنیم کے قلب میں گھس جائیں تو ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ میرا ساتھ نہیں دے سکتے، لوگوں نے عہد کیا تو اس زور سے حملہ آور ہوئے کہ رومی فوج کا قلب چیرتے ہوئے تنہا اس پار سے اس پار نکل گئے اور کوئی رفاقت نہ کر سکا، پھر واپس لوٹے تو رومیوں نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور نرغہ کر کے سخت زخمی کیا گردن پر دو زخم اس قدر کاری تھے کہ اچھے ہونے کے بعد بھی گڑھے باقی رہ گئے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بدر کے زخم کے بعد یہ دوسرا زخم کا گڑھا تھا جس میں بچپن میں ہم انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔ ﴿بخاری کتاب المغازی﴾

غرض ان ہی حیرت انگیز جانبازیوں کا نتیجہ تھا کہ رومیوں کی ٹڈی دل فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور فرزندانِ توحید تمام ملک شام کے وارث بن گئے۔

فسطاط کی فتح

فتح شام کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مصر پر حملہ

Marfat.com

ہوا انہوں نے چھوٹے چھوٹے مقامات کو فتح کرتے ہوئے فسطاط کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ کی مضبوطی نیز فوج کی قلت دیکھ کر دربارِ خلافت سے اعانت طلب کی، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھیجے اور خط میں لکھا کہ ان افسروں میں ایک ایک ہزار، ہزار سوار کے برابر ہے افسروں میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کا جو رتبہ تھا اس کے لحاظ سے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو افسر بنایا اور محاصرہ وغیرہ کے انتظامات ان کے ہاتھ میں دیئے انہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر خندق کے چاروں طرف چکر لگایا اور جہاں جہاں مناسب تھا مناسب تعداد کے ساتھ سوار اور پیادے متعین کیے اس کے ساتھ منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کر دیئے، اس پر پورے سات مہینے گزر گئے اور فتح و شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن جوش و جذبہ میں آ کر کہا کہ آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں یہ کہہ کر ننگی تلوار ہاتھ میں لی اور سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے چند اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کا ساتھ دیا فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کیے ساتھ ہی تمام فوج نے نعرہ مارا کہ قلعہ کی زمین دہل اُٹھی عیسائی یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعہ کے اندر گھس آئے بدحواس ہو کر بھاگے ادھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور تمام فوج اندر گھس آئی مقوقس حاکم مصر نے یہ دیکھ کر صلح کی درخواست کی اور اس وقت سب کو امان دے دی گئی۔ ﴿فتوح البلدان﴾

اسکندریہ کی تسخیر:

فسطاط فتح کر کے اسلامی فوج نے اسکندریہ کا رخ کیا اور مدتوں قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا لیکن جس قدر زیادہ دن گزرتے جاتے تھے، اسی قدر دربار خلافت سے اس کے جلد فتح کرنے کا تقاضا بڑھتا جاتا تھا، غرض ایک روز عمرو بن

Marfat.com

العاص رضی اللہ عنہ نے آخری اور فیصلہ کن حملہ کا ارادہ کرلیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو فوج کا ہراول بنا کر اس زور سے یورش کی کہ ایک ہی حملہ میں شہر فتح ہوگیا۔

مفتوحہ ممالک کا تقسیم کا مطالبہ

مصر کامل طور پر مسخر ہوگیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سپہ سالار فوج سے اراضی مفتوحہ کی تقسیم کا مطالبہ کیا اور فرمایا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو مجاہدین پر تقسیم فرما دیا تھا، اسی طرح تمام ممالک مفتوحہ کو تقسیم کر دینا چاہیے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ اس کو اسی طرح رہنے دینا چاہیے تاکہ آئندہ نسلیں بھی اس سے مستفید ہوتی رہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں بھی اس کی مصلحت آگئی اور خاموش ہو رہے۔ ﴿مسند احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد ا﴾

۲۳ھ میں خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجوسی کے ہاتھ ناگہانی طور پر زخمی ہو کر سفر آخرت کی تیاری کی تو عہدہ خلافت کے لیے چھ آدمیوں کے نام پیش کیے اور فرمایا کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک ان سے راضی رہے تھے ان چھ بزرگوں میں ایک حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن تین دن کی مسلسل گفت وشنید اور بحث و مباحثہ کے بعد مجلس شوریٰ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو اس مسند گرامی پر بٹھا دیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بے چون وچرا اس انتخاب کو تسلیم کرلیا۔ ﴿بخاری کتاب المناقب﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نہایت سکون و خاموشی کی زندگی بسر کی اور کسی قسم کی ملکی مہم میں شریک نہیں ہوئے درحقیقت عمر

Marfat.com

بھی اس حد سے متجاوز ہو چکی تھی، لیکن ۳۵ھ میں مصری مفسدوں نے بارگاہِ خلافت کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اپنے بڑے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کی مساعدت وحفاظت پر مامور کر دیا۔

غرض اٹھارہویں ذی الحجہ جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مفسدین کے ہاتھ سے شہید ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حسب وصیت پوشیدہ طریقہ پر رات کے وقت نماز جنازہ ادا کی اور مضافاتِ مدینہ میں حش کوکب نامی ایک جگہ پر سپرد خاک کیا۔

خلیفہ وقت کے قتل سے تمام مدینہ میں مفسدین کا رعب طاری ہو گیا ہر شخص دم بخود تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرف دار اور تمام بنو امیہ مکہ اور دوسرے مقامات کی طرف چلے گئے چونکہ مصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے اس لئے انہوں نے اس کو خلافت کا بار گراں اٹھانے پر مجبور کیا، اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لوگوں کو بیعت کے لیے جمع کیا حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو برابر کے دعوے دار تھے تاہم آپ خاموش رہے اور بیعت کر لی۔ ﴿تاریخ طبری﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسند نشینی کے بعد بھی مدینہ میں امن وامان قائم نہ ہوسکا سبائی فرقہ جو اس نقلاب کا بانی تھا اور فتنہ وفساد کے نئے نئے کرشمے دکھاتا رہتا تھا جاہل بدوی جو ہمیشہ ایسے لوٹ مار کے موقعوں میں شریک ہو جاتے سبائیوں کے ساتھ ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوشش کی کہ یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف لوٹ جائیں اور بدویوں کو بھی شہر سے نکال دیا جائے لیکن سبائیوں کے ضد اور انکار سے کامیابی نہ ہوئی۔ ﴿تاریخ طبری﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو اساطین امت میں تھے کب تک خاموشی کے ساتھ اس شورش و ہنگامہ آرائی کا تماشا دیکھتے اصلاح حال اور رفع فساد کا انتظار

Marfat.com

کرتے کرتے کامل چار ماہ گزر گئے لیکن امن وسکون کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی آخر تھک کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اصلاح واقامت حدود کا مطالبہ کیا انہوں نے جواب دیا بھائی! میں اس سے غافل نہیں لیکن ایک ایسی قوم کے ساتھ کیا کرسکتا ہوں جس پر میرا کچھ اختیار نہیں بلکہ خود مجھ پر حکمران ہے۔

غرض جب اس طرف سے بھی مایوسی ہوئی تو یہ دونوں خود عملاً اس شورش کو رفع کرنے کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے خیال سے مکہ آئی تھیں اور اب تک مدینہ کی شورشوں کا حال سن کر یہیں مقیم تھیں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لفظوں میں مدینہ کی بدامنی کا نقشہ کھینچا۔

انا تحملنا بقتينا هر ابا من المدينة من غوغا اعراب و فارقنا قوما حيارى لا يعرفون حقا ولا ينكرون باطلا ولا يمنعون انفسهم

ترجمہ: ''ہم اعراب کے شوروشر کے خوف سے مدینہ سے چلے آئے ہیں اور ہم نے وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے اور نہ باطل سے احتراز کرتی ہے اور نہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے''۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''تو پھر کوئی رائے قائم کر کے اس شورش کو ختم کرنا چاہیے''۔ غرض تھوڑی دیر کی بحث ومباحثہ کے بعد علم اصلاح بلند کرنے پر سب کا اتفاق ہوا۔ بنوامیہ بھی جو مدینہ سے بھاگ کر یہاں مجتمع ہو گئے تھے، جوش انتقام میں ساتھ ہو گئے اور اس طرح داعیان اصلاح کی ایک ہزار جماعت بصرہ کی طرف روانہ ہوئی تاکہ وہاں سے اپنی قوت مضبوط کر کے مدینہ کا رُخ کرے راہ میں امویوں نے خلافت وامامت کی بحث چھیڑ کر

Marfat.com

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑانا چاہا۔ لیکن ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مداخلت سے معاملہ رفت و گذشت ہوگیا۔ بصرہ کے قریب پہنچے تو عثمان بن حنیف والی بصرہ نے مزاحمت کی لیکن وہاں داعیان اصلاح کے حامیوں کی ایک بڑی جماعت بھی موجود تھی وہ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے دست و گریبان ہوگئی یہاں تک کہ کشت و خون کی نوبت پہنچ گئی عثمان بن حنیف کا بیان تھا کہ جب حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں علم مخالفت بلند کرنے کا کیا استحقاق ہے؟ ان دونوں کا یہ جواب تھا کہ ہم قہراً و جبراً شریک بیعت ہوئے اور اگر فرض کرلو کہ یہ بیعت صحیح تھی تب بھی اس سے مطالبہ اصلاح کی نفی نہیں ہوتی غرض معاملہ زیادہ طول کھینچا تو مصالحت کی یہ صورت قرار پائی کہ ایک شخص تحقیقات کے لیے مدینہ روانہ کیا جائے اگر ثابت ہو کہ حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیعت پر مجبور کیے گئے تھے تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ مزاحمت سے باز آئیں گے ورنہ ان دونوں کو اس جماعت سے کنارہ کش ہونا پڑے گا چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اس تحقیقات پر مامور ہوئے انہوں نے جمعہ کے روز مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل ہو کر حاضرین سے بہ بانگِ بلند آواز سوال کیا:

یااھل المدینة انی رسول اھل البصرة الیکم اکرہ ھولاء القوم ھذین الرجلین علی بیعة علی ام اتیاھا طالعین۔

ترجمہ: ''اے اہل مدینہ! میں اہل بصرہ کا قاصد بن کر آیا ہوں کیا واقعی اس قوم نے ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پر مجبور کیا تھا یا وہ خوشی سے اس پر تیار ہوئے تھے''؟

مجمع میں تھوڑی دیر تک سناٹا رہا لیکن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا بول اٹھے'' خدا کی قسم دونوں نے سخت ناپسندیدگی کے ساتھ بیعت کی تھی''۔

Marfat.com

اس سے ایک ہلچل پڑ گئی حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے اُلجھ پڑے۔ حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ حضرت ابو ایوب اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالیں گے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا ''ہاں خدا کی قسم تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی جان بچ گئی اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ بصرہ واپس آئے دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اولاً تو یہی صحیح نہیں کہ وہ مجبور کیے گئے اور اگر مان بھی لو تو قوم و ملک کی بہتری کے لیے ایسا ہونا ضروری تھا اور اگر وہ مجھے معزول کرنا چاہتے ہیں تو ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں اور اگر کچھ اور مقصد ہے تو اس پر غور ہو سکتا ہے اس خط کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے بدل دی اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی تحقیقات کے باوجود داعیانِ اصلاح کی مزاحمت پر اڑے رہے۔

حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اب سہولت کے ساتھ یہ معاملہ طے نہ ہوگا تو ایک روز عشاء کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد پہنچے اور عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دیا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے حق میں مداخلت تصور کر کے ایرانی ''زط'' اور ''سابچہ'' سپاہیوں کو حملہ کا حکم دے دیا لیکن حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پامردی کے ساتھ مقابلہ کر کے ان کو بھگا دیا دوسری طرف چند آدمی دار الامارت میں گھس گئے اور حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر سامنے لائے ان لوگوں نے اس بے رحمی کے ساتھ ان کو مارا کہ تھا اور ڈاڑھیاں نوچی تھیں کہ چہرہ پر ایک بال بھی باقی نہ تھا، حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ سخت ناگوار گزرا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق دریافت کیا انہوں نے حکم دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو چھوڑ دو جہاں جی چاہے جائے غرض اس طرح بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ اور ایک بڑی جماعت اس مہم میں ساتھ دینے پر تیار ہو گئی۔

جنگ جمل اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حق پسندی:

حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو بھی خطوط لکھ کر شرکت کی ترغیب دی لیکن وہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر پہلے ہی ان کو اپنا طرف دار بنالیا اور تقریباً نو ہزار کی عظیم الشان جمعیت مقام ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے مل کر بصرہ کی طرف بڑھی حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی اپنی فوج کو مرتب و منظم کر کے آگے بڑھایا دسویں جمادی الآخر ۳۶ھ جمعرات کے دن دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی کیسا عبرت انگیز نظارہ تھا چند دن پیشتر جو لوگ بھائی بھائی تھے آج باہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر نگاہِ غیظ و غضب سے اپنے مقابل کو گھور رہے ہیں لیکن ذاتی مخاصمت و عداوت سے نہیں بلکہ حق و صداقت کے جوش میں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی قبیلہ کے کچھ آدمی اس طرف ہیں تو کچھ اس طرف چونکہ دونوں جماعتوں کے سربراہ کاروں کو اصلاح مدنظر تھی اس لیے پہلے مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ تنہا گھوڑا آگے بڑھا کر بیچ میدان میں آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا ''ابو عبداللہ! تمہیں وہ دن یاد ہے جب کہ ہم اور تم دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اس کو دوست رکھتے ہو تم نے عرض کی تھی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرو اس وقت تم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن تم اس سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں! اب مجھے بھی یاد آیا۔

﴿مستدرک حاکم جلد ۳﴾

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو صرف ایک بات یاد دلا کر پھر اپنی جگہ پر چلے گئے لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قلب حق پرست میں ایک خاص سخت تلاطم برپا ہو گیا تمام عزائم اور ارادے فسخ ہو گئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس آکر کہنے لگے "میں برسر غلط تھا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ یاد دلا دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا پھر اب کیا ارادہ ہے؟ بولے "اب میں اس جھگڑے سے کنارہ کش ہوتا ہوں"۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم لوگوں کو دو گروہوں کے درمیان پھنسا کر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خوف سے بھاگنا چاہتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں لڑوں گا"۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم کا کفارہ ممکن ہے اور اپنے غلام مکحول کو بلا کر آزاد کر دیا لیکن حواریِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اچاٹ ہو چکا تھا کہنے لگے: "جانِ پدر! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسی بات یاد دلائی کہ تمام جوش فرو ہو گیا بے شک ہم حق پر نہیں ہیں آؤ تم بھی میرا ساتھ دو"۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو تنہا بصرہ کی طرف چل کھڑے ہوئے تاکہ وہاں سے اپنا اسباب وسامان لے کر حجاز کی طرف نکل جائیں، احنف بن قیس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جاتے دیکھا تو کہا دیکھو یہ کس وجہ سے واپس جا رہے ہیں کوئی جا کر خبر لائے عمرو بن جرموز نے کہا میں جاتا ہوں اور ہتھیار سجا کر گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا وہ اس وقت اپنے غلاموں کو اسباب وسامان کے ساتھ روانگی کا حکم دے کر بصرہ کی آبادی سے دور نکل آئے تھے ابن جرموز نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

ابن جرموز: ابو عبداللہ! آپ نے قوم کو کس حال میں چھوڑا؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: سب باہم ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے تھے۔

Marfat.com

ابن جرموز: آپ کہاں جارہے ہیں؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: میں اپنی غلطی پر متنبہ ہوگیا اس لیے اس جھگڑے سے کنارہ کش ہوکر کسی طرف نکل جانے کا قصد ہے۔

ابن جرموز نے کہا: چلئے مجھے بھی اسی طرف کچھ دور تک جانا ہے غرض دونوں ساتھ چلے ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے ٹھہرے، ابن جرموز نے کہا میں بھی شریک ہوں گا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں امان دیتا ہوں کیا تم بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھو گے اس نے کہا: ہاں! اس عہد و پیمان کے بعد دونوں اپنے گھوڑے سے اترے اور معبود حقیقی کے سامنے سرِ نیاز جھکانے کو کھڑے ہوگئے۔

شہادت

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے ہی سجدہ میں گئے عمرو بن جرموز نے غداری کر کے تلوار کا وار کیا اور حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تن سے جدا ہوکر خاک وخون میں تڑپنے لگا افسوس! جس نے اعلاء کلمتہ اللہ کی راہ میں کبھی اپنی جان کی پروانہ کی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے بارہا مصائب وشدائد کے پہاڑ ہٹائے تھے وہ آج خود ایک کلمہ خوان اور تابعدار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شقاوت اور بے رحمی کا شکار ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ابن جرموز، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار اور زرہ وغیرہ لے کر بارگاہِ مرتضوی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوا اور فخر کے ساتھ اپنا کارنامہ بیان کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تلوار پر ایک حسرت کی نظر ڈال کر فرمایا: ''اس نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے مصائب کے بادل ہٹائے ہیں اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے بشارت ہو کہ جہنم تیری منتظر ہے''۔ ﴿مسند احمد، جلد ا﴾

Marfat.com

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے چونسٹھ برس کی عمر پائی اور ۳۶ھ میں شہید ہو کر وادی السباع میں سپرد خاک ہوئے۔

اخلاق و عادات:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا دامن اخلاق زر و جواہر سے مالا مال تھا تقوی پارسائی حق پسندی بے نیازی سخاوت اور ایثار آپ کا خاص شیوہ تھا رقت قلب اور عبرت پذیری کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے معمولی واقعہ پر دل کانپ اُٹھتا تھا۔

خشیت الٰہی:

جب یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ'' تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قیامت کے روز ہمارے جھگڑے پھر دہرائے جائیں گے''؟ ارشاد ہوا: ہاں! ایک ایک ذرہ کا حساب ہو کر حقدار کو اس کا حق دلایا جائے گا یہ سن کر ان کا دل کانپ اُٹھا۔ کہنے لگے: ''اللہ اکبر! کیسا سخت موقع ہوگا''۔ ﴿مسند احمد، جلد ۱﴾

تقوی و پرہیز گاری

تقوی و پرہیز گاری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی کتابِ اخلاق کا سب سے روشن باب ہے وہ خود اس کا خیال رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرتے تھے ایک دفعہ وہ اپنے غلام ابراہیم کی دادی ام عطاء کے پاس گئے دیکھا کہ یہاں ایام تشریق کے بعد بھی قربانی کا گوشت موجود ہے کہنے لگے: ''ام عطاء! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے انہوں نے عرض کی کہ'' میں کیا کروں لوگوں نے اس قدر ہدیئے بھیج دیئے کہ ختم ہی نہیں ہوتے''۔ ﴿مسند احمد، جلد ۱﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جب دعوتِ اصلاح کا علم بلند کیا تو ایک شخص

Marfat.com

نے آ کر کہا ''اگر حکم دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دوں''۔ آپ نے فرمایا تم تنہا اس قدر عظیم الشان فوج کا کیسے مقابلہ کرو گے؟ اس نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں جا کر مل جاؤں گا اور کسی وقت موقع پا کر دھوکے سے قتل کر ڈالوں گا''۔ فرمایا: نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ایمان قتل ناگہانی کی زنجیر ہے اس لیے کوئی مومن کسی کو اچانک نہ مارے''۔ ﴿مسند احمد، جلد ا ص ۱۶۶﴾

قلت روایت کا سبب

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ہر وقت کے حاضر رہنے والوں میں سے تھے لیکن کمالِ اتقاء کے باعث بہت کم حدیثیں روایت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پدر بزرگوار کیا سبب ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی باتیں بیان نہیں کرتے جتنی اور لوگ بیان کرتے ہیں فرمایا جانِ پدر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور معیت میں دوسروں سے میرا حصہ کم نہیں ہے میں جب سے اسلام لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اس تنبیہ نے مجھے محتاط بنا دیا ہے:

من كذب علی متعمد افليتبوا مقعده من النار

ترجمہ: جس نے قصداً میری طرف غلط بات منسوب کی اسے چاہئے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔ ﴿ابو داؤد کتاب العلم﴾

مساوات پسندی

مساواتِ اسلامی کا اس قدر خیال تھا کہ وہ مسلمان لاشوں میں بھی کسی تفریق یا امتیاز کو جائز نہیں سمجھتے تھے جنگ احد میں آپ کے ماموں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھائی کی تجہیز و تکفین کے لیے دو کپڑے لا کر دیئے لیکن ماموں کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور کفن

Marfat.com

پڑی تھی دل نے گوارا نہ کیا کہ ایک کے لیے دو کپڑے ہوں اور دوسرا بے کفن رہے غرض تقسیم کرنے کے لیے دونوں ٹکڑوں کو ناپا اتفاق سے چھوٹا بڑا نکلا قرعہ ڈال کر تقسیم کیا کہ اس میں بھی کسی طرح کی ترجیح نہ پائی جائے۔ ﴿مسند احمد، جلد ۱﴾

استقلال

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ خطرات کی مطلق پراونہ کرتے اور موت کا خوف کبھی ان کے عزم وارادہ میں حائل نہ ہوتا اسکندریہ کے محاصرہ نے طول کھینچا تو چاہا کہ سیڑھی لگا کر قلعہ پر چڑھ جائیں لوگوں نے کہا قلعہ میں سخت طاعون ہے فرمایا ''ہم طعن و طاعون ہی کے لیے آئے ہیں''۔ یعنی موت سے ڈرنا کیا غرض سیڑھیاں لگائی گئیں اور جان بازی کے ساتھ چڑھ گئے۔

امانت ودیانت

حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت دیانت اور انتظامی قابلیت کا عام شہرہ تھا یہاں تک کہ لوگ عموماً اپنی وفات کے وقت ان کو اپنے آل و اولاد اور مال متاع کے محافظ بنانے کی تمنا ظاہر کرتے تھے، مطیع بن الاسود رضی اللہ عنہ نے آپ وصی بنانا چاہا آپ نے انکار کیا تو لجاجت کے ساتھ کہنے لگے ''میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرابت داری کا واسطہ دلاتا ہوں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) دین کے ایک رکن ہیں''۔ حضرت عثمان، حضرت مقداد، عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ نے بھی ان کو اپنا وصی بنایا تھا چنانچہ یہ دیانتداری کے ساتھ ان کے مال و متاع کی حفاظت کر کے ان کے اہل وعیال پر صرف کرتے تھے۔ ﴿اصابہ جلد ۳﴾

سخاوت

فیاضی سخاوت اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں بھی پیش پیش رہتے

Marfat.com

تھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہزار غلام تھے روزانہ اجرت پر کام کر کے ایک بیش قرار رقم لاتے تھے لیکن انہوں نے اس میں سے ایک حبہ بھی کبھی ذات یا اپنے اہل وعیال پر صرف کرنا پسند نہ کیا بلکہ جو کچھ آیا اسی وقت صدقہ کر دیا۔ غرض ایک پیغمبر کے حواری میں جو خوبیاں ہو سکتی ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں ایک ایک کر کے وہ سب موجود تھیں۔ ﴿اصابہ، جلد۳﴾

ذریعہ معاش اور تمول

معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا اور عجیب بات ہے کہ آپ نے جس کام میں ہاتھ لگایا کبھی گھاٹا نہیں ہوا۔ ﴿استیعاب جلد ا﴾

تجارت کے علاوہ مالِ غنیمت سے بھی گراں قدر رقم حاصل کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے تمول کا صرف اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے تمام مال تخمینہ پانچ کروڑ دو لاکھ درہم (یا دینار) کیا گیا تھا لیکن یہ سب نقد نہیں بلکہ جائیداد غیر منقولہ کی صورت میں تھا اطرافِ مدینہ میں ایک جھاڑی تھی اس کے علاوہ مختلف مقامات میں مکانات تھے چنانچہ خاص مدینہ میں گیارہ بصرہ میں دو اور مصر اور کوفہ میں ایک ایک مکان تھا۔ ﴿بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ﴾

قرض اور اس کی ادائیگی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس قدر تمول کے باوجود بائیس لاکھ کے مقروض تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ عموماً اپنا مال ان کے پاس جمع کرتے تھے لیکن یہ احتیاط کے خیال سے سب سے کہہ دیتے تھے کہ امانت نہیں بلکہ قرض کی حیثیت سے لیتا ہوں ہوتے ہوتے اسی طرح بائیس لاکھ کے مقروض ہو گئے۔

﴿بخاری کتاب الجہاد﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب جنگ جمل کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے

Marfat.com

اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''جانِ پدر! مجھے سب سے زیادہ خیال اپنے قرض کا ہے اس لیے میرا مال و متاع بیچ کر سب سے پہلے قرض ادا کرنا اور جو کچھ بچ رہے اس میں سے ایک ثلث خاص تمہارے بچوں کے لیے وصیت کرتا ہوں ہاں! اگر مال کفایت نہ کرے تو میرے مولیٰ کی طرف رجوع کرنا''۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا'' آپ کا مولیٰ کون ہے؟ فرمایا ''میرا مولیٰ خدا ہے جس نے ہر مصیبت کے وقت میری دستگیری کی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حسب وصیت مختلف آدمیوں کے ہاتھ زمین بیچ کر قرض ادا کرنے کا سامان کیا اور چار برس تک موسم حج میں اعلان کرتے رہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر جس کا قرض ہو آکر لے لے غرض اس طرح سے قرض ادا کرنے کے بعد بھی اس قدر رقم بچ رہی کہ صرف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ حصہ ملا موصی لہ اور دوسرے ورثہ کے علاوہ تھے۔ ﴿بخاری کتاب الجهاد باب برکۃ الغازی فی مالہ﴾

جاگیر و زراعت

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زمین کو مجاہدین پر تقسیم فرما دیا تھا چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی اس میں سے ایک وسیع اور سرسبز قطعہ ملا تھا اس کے علاوہ مدینہ کے اطراف میں بھی ان کے کھیت تھے جن کو وہ خود آباد کرتے تھے کبھی کبھی آب پاشی وغیرہ کے متعلق دوسرے شرکاء سے جھگڑا بھی ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک انصاری سے جن کا کھیت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کھیت سے ملا ہوا نیچے کی طرف تھا آب پاشی کے متعلق جھگڑا ہو انصاری نے بارگاہِ نبوت میں شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا کھیت سینچ کر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دیا کرو، انصاری اس فیصلہ سے ناراض ہوئے اور

Marfat.com

کہنے لگے "یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے پھوپھی زادہ کی پاسداری فرمائی"۔ چونکہ انصاری کو اس آب پاشی سے متمتع ہونے کا کوئی حق نہ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے محض ان کی رعایت سے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا اس لیے چہرہ سرخ ہوگیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنے پورے حق سے فائدہ اٹھاؤ یعنی خود آب پاشی کر کے پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ نالیوں کے ذریعہ سے دوسری طرف بہہ جائے۔ ﴿بخاری کتاب المساقاۃ﴾

کھیت کی نگرانی اور فصل کی حفاظت کا فرض بسا اوقات خود ہی انجام دیتے تھے ایک دفعہ عہد فاروقی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے لئے خیبر تشریف لے گئے اور رات کے وقت تک تینوں علیحدہ اپنی اپنی جاگیر کے قریب سوئے رات کی تاریکی میں کسی یہودی نے شرارت سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کلائی اس زور سے موڑ دی کہ بے اختیار ہو کر چلا اٹھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ مدد کے لیے دوڑے اور واقعہ دریافت کر کے ان کو لیے ہوئے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئے اور یہودیوں کی شرارت کا حال بیان کیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی واقعہ کے بعد یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر دیا۔ ﴿ابن ہشام جلد۲﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مقام جرف میں آپ کو ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام عقیق کی زمین انہیں دے دی تھی۔ جو مدینہ کے اطراف میں ایک خوش فضا میدان ہے۔

﴿ابن سعد قسم اوّل جلد۳﴾

آل واولاد سے محبت:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بیوی بچوں سے نہایت محبت تھی خصوصاً حضرت

Marfat.com

عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بچوں سے بہت محبت کرتے تھے چنانچہ اپنے مال میں سے ایک ثلث کی خاص ان کے بچوں کے لیے وصیت کی تھی لڑکوں کی تربیت کو بھی خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے جنگ یرموک میں شریک ہوئے تو اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لے گئے اس وقت ان کی عمر صرف دس سال کی تھی لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑے پر سوار کر کے ایک آدمی کے سپرد کر دیا کہ جنگ کے ہولناک مناظر دکھا کر جرات و بہادری کا سبق دے۔

غذا ولباس

دولت وثروت کے باوجود طرزِ معاشرت سادہ تھا غذا بھی پرتکلف نہ تھی لباس عموماً معمولی اور سادہ زیب بدن فرماتے البتہ جنگ میں ریشمی کپڑے استعمال کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان کو اجازت دی تھی آلاتِ حرب کا نہایت شوق تھا اور اس میں تکلف جائز سمجھتے تھے چنانچہ ان کی تلوار کا قبضہ نقرئی تھا۔

حلیہ مبارک

بدن چھریرا قد بلند و بالا خصوصاً پاؤں اس قدر لمبے کہ گھوڑے پر چڑھتے تو پاؤں زمین سے چھو جاتا رنگ گندم گوں اور سر پر کندھوں تک زلفیں تھیں۔

اولاد وازواج

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں اور کثرت کے ساتھ اولاد پیدا ہوئی بعض بچے تو ان کی حیات ہی میں قضا کر گئے تاہم پھر بھی بہت سی اولاد یادگار رہ گئی ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، ان کے بطن سے چھ بچے ہوئے نام یہ ہیں۔

(۱) عبداللہ (۲) عروہ (۳) منذر (۴) خدیجۃ الکبریٰ (۵) ام الحسن عائشہ

Marfat.com

۲۔ ام خالد بنت خالد بن سعید انہوں نے (۶) خالد بنت خالد بن سعید انہوں نے (۷) خالد (۸) عمر (۹) حبیبہ (۱۰) سودہ (۱۱) ہند یادگار چھوڑی۔

۳۔ رباب بنت انیف۔ ان سے (۱۲) مصعب (۱۳) حمزہ اور (۱۴) رملہ پیدا ہوئیں۔

۴۔ زینب بنت بشر۔ ان کے بطن سے (۱۵) عبیدہ (۱۶) جعفر اور (۱۷) حفصہ پیدا ہوئیں۔

۵۔ ام کلثوم بنت عقبہ۔ ان سے صرف ایک لڑکی (۱۸) زینب پیدا ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب

حضرت طلحہ نام ابو محمد کنیت فیاض اور خیر لقب والد کا نام عبید اللہ اور والدہ کا نام صعبہ تھا پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی ابن غالب القرشی التیمی۔

چونکہ مرہ بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں اس لیے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا نسب چھٹی ساتویں پشت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے والد عبید اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا کم سے کم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے قبل وفات پائی البتہ ان کی والدہ حضرت صعبہ رضی اللہ عنہا نے نہایت طویل زندگی پائی مسلمان ہوئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کے وقت تک زندہ تھیں چنانچہ امام بخاری کی تاریخ الصغیر میں ایک روایت ہے کہ جب حضرت صعبہ رضی اللہ عنہا کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کی خبر ملی تو وہ گھر سے نکل آئیں اور اپنے صاحبزادہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے خواہش کی کہ وہ اپنے اثر سے مفسدین کو دور کر دیں اس وقت خود حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ تھی اس لیے اگر تاریخ الصغیر کی روایت صحیح ہے تو حضرت صعبہ رضی اللہ عنہا نے اسی برس سے زیادہ عمر پائی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چوبیس پچیس برس قبل پیدا ہوئے

Marfat.com

ابتدائی حالات نا معلوم ہیں لیکن اس قدر یقینی ہے کہ بچپن ہی سے تجارتی مشاغل میں مصروف ہونا پڑا اور عنفوانِ شباب ہی میں دور دراز ممالک کے سفر کا اتفاق ہوا۔

قبول اسلام:

ایک دفعہ جب کہ غالباً سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر تھی تجارتی اغراض سے بصریٰ تشریف لے گئے وہاں ایک راہب نے حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی لیکن یوم ولادت سے اس وقت تک جس قسم کی آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اور گرد و پیش جس قسم کے مذہبی چرچے تھے اس کا اثر صرف ایک راہب کی پیشین گوئی سے زائل نہیں ہوسکتا تھا بلکہ ابھی مزید تعلیم و تلقین کی ضرورت تھی مکہ واپس آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کے مخلصانہ وعظ و پند نے تمام شکوک رفع کر دیئے، چنانچہ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور دولت ایمان سے مشرف ہوکر واپس آئے اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام میں نجم صداقت کی پرتو ضیاء سے ہدایت یاب ہوئے اور آخر کار خود بھی آسمانِ اسلام کے روشن ستارے بن کر چمکے۔ ﴿ابن سعد قسم اول ۳﴾

اسلام لانے کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی عام مسلمانوں کی طرف کفار کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ رہے عثمان بن عبید اللہ نے جو نہایت سخت مزاج اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا حقیقی بھائی تھا ان کو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ہی رسی میں باندھ کر مارا کہ اس تشدد سے اپنے نئے مذہب کو ترک کر دیں لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا جو چڑھ کر اتر جاتا۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۳ ص ۵۹﴾

مواخات

مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا۔

Marfat.com

ہجرت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مکہ میں نہایت خاموش زندگی بسر کی اور اپنے تجارتی مشاغل میں مصروف رہے چنانچہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے جارہے تھے اس وقت وہ اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے راہ میں ملاقات ہوئی انہوں نے ان دونوں کی خدمت میں کچھ شامی کپڑے پیش کیے اور عرض کی کہ اہل مدینہ نہایت بے چینی اور اضطراب کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عجلت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچ کر اپنے تجارتی کاروبار سے فراغت حاصل کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کو لے کر مدینہ پہنچے۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا مہمان بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جز و ثالث﴾

غزوات میں شرکت

ہجرت مدینہ کے دوسرے سال سے غزوات کا سلسلہ شروع ہوا اور کفر و اسلام کی پہلی آویزش جنگ بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی لیکن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کسی خاص مہم پر مامور ہوکر ملک شام تشریف لے گئے تھے اس لیے اس میں شریک نہ ہوسکے وہاں سے واپس آئے تو دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے اپنے حصے کی درخواست کی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں حصہ دیا اور فرمایا کہ تم جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہیں رہو گے۔

بعض اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے تجارتی اغراض سے شام گئے تھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں مالِ غنیمت میں حصہ طلب

Marfat.com

کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی نیز ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف قریش کے قافلہ کی تحقیق حال کی خدمت پر مامور کر کے بھیجا تھا اس روایت سے بھی ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے بہر حال اگرچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ تھے تاہم وہ اپنی کار گذاریوں کے باعث اس کے اجر وثواب سے محروم نہیں رہے۔

﴿اسعد الغابہ جلد ۳﴾

غزوۂ اُحد میں جانثاری

۳ ھ میں غزوۂ اُحد پیش آیا اس جنگ میں پہلے مسلمانوں کی فتح ہوئی اور کفار بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مسلمان جیسے ہی اپنی اپنی جگہ سے ہٹ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہوئے کفار نے پھر پلٹ کر حملہ کر دیا اس ناگہانی حملہ نے مسلمانوں کو ایسا بدحواس کیا کہ ان کو سرورِ کائنات ﷺ کی حفاظت کا بھی خیال نہ رہا اور جو جس طرف تھا اس طرف سے بھاگ کھڑا ہوا۔ میدانِ جنگ میں صرف دس بارہ آدمی ثابت قدم رہ گئے تھے لیکن وہ سب بھی شمع ہدایت سے دور تھے اور اس وقت صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پروانہ وار فدویت و جان نثاری کے حیرت انگیز مناظر دکھا رہے تھے کفار کا ہر طرف سے نرغہ تھا تیروں کی بارش ہو رہی تھی خون آشام تلواریں چمک چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں اور صدہا کفار صرف ایک مقدس ہستی کو فنا کر دینے کے لیے ہر طرف سے شورش کر رہے تھے اس نازل وقت میں جمالِ نبوت کا یہ شدائی ہالہ بن کر خورشید نبوت کو آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف سے بچا رہا تھا تیروں کی بوچھاڑ کو ہتھیلی پر روکتا تلوار اور نیزہ کے سامنے اپنے سینہ کو سپر بناتا پھر اسی حال میں کفار کا نرغہ زیادہ ہو جاتا تو شیر کی طرح تڑپ کر حملہ کرتا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیتا۔

Marfat.com

ایک دفعہ کسی نابکار نے ذاتِ قدسی ﷺ پر تلوار کا وار کیا خادمِ جاں نثار یعنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جانباز نے اپنے ہاتھ پر روک لیا اور انگلیاں شہید ہوگئیں تو آہ کے بجائے زبان سے نکلا ''حس'' یعنی خوب ہوا۔ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس لفظ کے بجائے بسم اللہ کہتے تو ملائکہ آسمانی تمہیں ابھی اٹھالے جاتے غرض حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دیر تک حیرت انگیز جانبازی اور بہادری کے ساتھ مدافعت کرتے رہے یہاں تک کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مدد کے لیے آپہنچے مشرکین کا بلہ کسی قدر کم ہوا تو سرورِ کائنات ﷺ کو اپنی پشت پر سوار کر کے پہاڑی پر لے آئے اور مزید حملوں سے محفوظ کردیا۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں فدویت جان نثاری اور شجاعت کے جو بے مثل جوہر دکھائے یقیناً تمام اقوام عالم کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے تمام بدن زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم شمار کیے تھے۔ ﴿فتح الباری جلد ۷﴾

خیر کا لقب

دربارِ رسالت (ﷺ) سے اسی جان بازی کے صلہ میں ''خیر'' کا لقب مرحمت ہوا صحابہ رضی اللہ عنہم کو واقعہ اُحد میں ان کی اس غیر معمولی شجاعت اور جانبازی کا دل سے اعتراف تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ یہ طلحہ (رضی اللہ عنہ) کا مخصوص دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو صاحب اُحد فرمایا کرتے تھے خود حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس پُر فخر کارنامہ پر بڑا ناز تھا اور ہمیشہ لطف وانبساط کے ساتھ اس کی داستان سنایا کرتے تھے۔

﴿بخاری کتاب المغازی غزوۂ اُحد﴾

متفرق غزوات:

غزوۂ احد کے بعد فتح مکہ تک جس قدر غزوات ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سب میں نمایاں طور پر شریک رہے بیعتِ رضوان کے وقت بھی موجود تھے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین پیش آیا اس معرکہ میں بھی غزوہ اُحد کی طرح پہلے مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے لیکن چند بہادر اور ثابت قدم مجاہدین کے استقلال و ثبات نے پھر اس کو سنبھال لیا اور اس طرح جم کر لڑے کہ غنیم کی فتح شکست سے بدل گئی اور بیشمار سامان اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بھی ثابت قدم اصحاب رضی اللہ عنہ کی صف میں تھے۔

فیاض کا لقب:

۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قیصر روم بڑے ساز و سامان کے ساتھ عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا اور جنگی اسباب و سامان کے لیے مال و زر صدقہ کرنے کی ترغیب دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک کثیر رقم پیش کی اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیاض کا لقب حاصل کیا۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۳﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف حملہ قیصر کے مدافعانہ اہتمام میں مصروف تھے دوسری طرف منافقین جو ہمیشہ درپے تخریب رہتے تھے اس موقع پر بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے اور مدینہ سے کچھ فاصلہ پر سویلم یہودی کے مکان میں مجتمع ہو کر ان تدابیر پر غور کرتے تھے جن سے مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو اور اس مہم میں شرکت سے انحراف کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب و سامان کے لیے مال و زر صدقہ کرنے کی ترغیب دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس کو اس خانہ برانداز جماعت کی تنبیہ پر مامور فرمایا انہوں نے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت مستعدی کے ساتھ سویلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اس میں آگ لگا دی ضحاک بن خلیفہ نے مکان کی پشت سے کود کر حملہ کیا اور اس حالت میں اس

Marfat.com

کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھی اس کو مسلمانوں کے پنجہ اقتدار سے بچا کر لے بھاگے۔ ﴿سیرت ابن ہشام جلد ۲﴾

غرض تیس ہزار مجاہدین نہایت جاہ وجلال کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی اس لیے وہاں چودہ دن قیام کر کے سب لوگ واپس آئے پھر ۱۰ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے آخری حج کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہمرکاب تھے۔ حج سے واپس آنے کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ھ دو شنبہ کے دن آفتابِ رسالت ﷺ دنیا سے غروب ہوا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس سانحہ کبریٰ سے جو صدمہ ہوا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں سیادت و خلافت کا فیصلہ ہورہا تھا اس وقت یہ کسی گوشہ تنہائی میں مصروف گریہ تھے۔

عہد صدیقی:

سقیفہ بنی ساعدہ کی مجلس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ دنوں کے بعد بیعت کی اور مہماتِ امور میں رائے اور مشورہ کے لحاظ سے جانشین رسول اللہ ﷺ کے ہمیشہ دست و بازو ثابت ہوئے سوا دو برس کی خلافت کے بعد جب خلیفہ اول مرض الموت کے بستر پر تھے اور انہوں نے منصب کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نہایت آزادی کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے؟ آپ اب خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر کیا جو ان میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔

Marfat.com

عہدفاروقی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھے وہ کسی بغض و عداوت سے ملوث نہ تھی بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی رائے تھی کہ ان کا تشدد نا قابلِ تحمل ہوگا لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ اس منصب عظیم کے لیے سب سے موزوں ہیں تو دفعتہً حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خیال بھی بدل گیا اور مجلس شوریٰ کے ایک رکن کی حیثیت سے انہوں نے ہمیشہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اعانت کی اختلافی مسائل میں ساتھ دیا اور اہم امور میں نہایت مخلصانہ مشورے دیئے۔

ایک دفعہ عہد فاروقی میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ممالکِ مفتوحہ مجاہدین میں باہم تقسیم کردیئے جائیں اور ایک بڑی جماعت اس کی موید ہوگئی صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے اختلاف تھا تین دن تک بحث ہوتی رہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اس مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید کی یہاں تک کہ ان ہی کی رائے پر آخری فیصلہ ہوا اسی طرح معرکہ نہاوند کے موقع پر ایرانی ٹڈی دل نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مشوش کردیا اور انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق مشورہ چاہا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں البتہ ہم لوگ تعمیل حکم کے لیے تیار ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۳ھ میں دس برس کی خلافت کے بعد سفر آخرت کی تیاری کی اور عہدۂ خلافت کے لیے چھ آدمیوں کا نام پیش کیا ان میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن انہوں نے نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دی اور ان کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا چنانچہ حضرت عبدالرحمن عوف رضی اللہ عنہ کی کوشش اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تائید سے وہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

Marfat.com

عہد عثمانی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ برس تک خلافت کی لیکن آخری چھ (۶) سالہ عہد خلافت میں تمام ملک عام طور پر شورش و بے چینی کا آماجگاہ ہوگیا تھا اور ہر طرف ریشہ دوانی و فتنہ پردازی کا بازار گرم تھا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت کو مشورہ دیا کہ اسبابِ شورش کی تفتیش و تحقیق کے لیے تمام ملک میں وفود روانہ کیے جائیں چنانچہ یہ رائے پسند کی گئی اور ۳۵ھ میں حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مختلف حصص ملک میں روانہ کیے گئے ان لوگوں نے واپس آکر اپنی تحقیقات کا جو نتیجہ پیش کیا اس پر عمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ مفسدین نے بارگاہِ خلافت کا محاصرین کی جماعت میں تشریف لے گئے چنانچہ وہ ایک دفعہ وہاں موجود تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے احسانات اور فضائل و مناقب بیان کر کے ان سے تصدیق چاہی تو انہوں نے مفسدین کے سامنے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اس کی تصدیق کی۔

﴿ابن سعد جزو۳ قسم اوّل﴾

آخر میں جب محاصرہ زیادہ خطرناک ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے صاحبزادہ محمد کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے متعین کردیا چنانچہ جب مفسدین نے یورش کی تو محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے نہایت تندہی اور جانفشانی سے ان کا مقابلہ کیا۔

﴿ابن اثیر جلد۳ ص ۴۰﴾

محافظین نے باوجود قلتِ تعداد کے اس سیلاب کو روکے رکھا لیکن چند نابکار دوسری طرف سے اندر گھس آئے اور صبر وحلم کے آفتاب کو ہمیشہ کے لیے خونیں شفق کے پردہ میں نہاں کردیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو افسوس کے

Marfat.com

ساتھ فرمایا: ''خدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے''۔ لوگوں نے کہا مفسدین اب اپنے فعل پر نادم ہیں فرمایا خدا انہیں ہلاک کرے اس کے بعد آیت پڑھی:

﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَّلَا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ﴾ (سورۃ یٰسن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بادلِ نخواستہ بیعت کی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مصریوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنان خلافت سنبھالنے پر مجبور کیا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگوں کو بیعت عام کے لیے جمع کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گو برابر کے دعوے دار تھے تاہم اس شورش و ہنگامہ کے وقت زبان نہ ہلا سکے اور بادل نخواستہ بیعت کر لی۔

خلیفہ وقت کے مقابلہ میں خروج اور اس کی وجہ:

خلیفہ وقت کا قتل کوئی معمولی حادثہ نہ تھا اس سے تمام میں شورش اور بد نظمی پھیل گئی اور مفسدین کی مطلق العنانی نے خود مدینہ کو پرفتن بنادیا حضرت طلحہ کامل چار ماہ تک خاموشی کے ساتھ اس فتنہ وفساد کا تماشا دیکھتے رہے لیکن جب دربار خلافت کی طرف سے اس کے انسداد کی کوئی امید نہ رہی تو خود علم اصلاح بلند کرنے کے لیے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ چلے آئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے خیال سے مکہ آئی تھیں اور مدینہ کی شورشوں کا حال سن کر اس وقت تک یہیں مقیم تھیں اس لیے ان دونوں نے سب سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت حاضر ہو کر مدینہ کی کیفیت بیان کی اور علم اصلاح بلند کرنے پر آمادہ کیا تھوڑی دیر بحث و مباحث کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق بصرہ جانے کی تیاری ہوئی کیونکہ وہاں ان کے طرفداروں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اور نہایت آسانی کے ساتھ اس مہم کی شرکت پر آمادہ ہوسکتی تھی۔

Marfat.com

بصرہ پر قبضہ:

غرض داعیان اصلاح کی ایک ہزار جماعت مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئی بنوامیہ بھی جو مدینہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ گزین تھے جوش انتقام میں ساتھ ہوگئے بصرہ کے قریب پہنچے تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ والی بصرہ نے مزاحمت کی پہلے کچھ دنوں تک ان سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوتی رہی لیکن جب وہ راہ پر نہ آئے تو بزور شہر پر قابض ہوگئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے جوش وخروش کے ساتھ اہل دعوت کو لبیک کہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے مقابلہ کے لیے بڑھنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدعیانِ اصلاح کے خروج کا حال معلوم ہوچکا تھا اس لیے مدینہ سے روانہ ہوکر ذی قار پہنچے اور یہاں سے تقریباً کوفہ کے نو ہزار جنگ آزما نوجوان ساتھ لے کر بصرہ کی طرف بڑھے حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس فوج کا حال سنا تو انہوں نے بھی اپنی فوج کو منظم و مرتب کر کے آگے بڑھایا دسویں جمادی الآخر ۳۶ھ میں دونوں فوجوں میں آمنا سامنا ہوا۔

شہادت:

جنگ شروع ہونے سے پہلے صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی یاد دلائی کہ اس وقت ان کا دل بھی متزلزل ہوا اور جنگ سے کنارہ کش ہونے کی رائے قائم کرلی مروان نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے معاملہ میں ان سے بدظن تھا اس موقعہ کو غنیمت جان کر ایک تیر مارا جو اگرچہ پاؤں میں لگا لیکن ان کے لیے تیر قضا ثابت ہوا۔ لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی تو فرمایا چھوڑو یہ تیر نہیں بلکہ پیام خداوندی ہے۔ ﴿مستدرک حاکم جلد۲﴾

Marfat.com

تجہیز و تکفین:

اختلافِ روایات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے باسٹھ یا چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت حاصل کی اور غالبًا اسی میدان جنگ کے کسی گوشہ میں مدفون ہوئے لیکن یہ زمین نشیب میں تھی اس لیے اکثر غرق آب رہتی تھی ایک شخص نے مسلسل تین دفعہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی لاش کو اس قبر سے منتقل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خواب کا حال سنا تو حضرت ابو بکرہ صحابی رضی اللہ عنہ کا مکان دس ہزار درہم میں خرید کر ان کی لاش کو اس میں منتقل کر دیا دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اتنے دنوں کے بعد بھی یہ جسم خاکی اسی طرح مصئون و محفوظ تھا یہاں تک کہ آنکھوں میں جو کافور لگایا گیا تھا وہ بھی بعینہ موجود تھا۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۳﴾

اخلاق و عادات:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا اخلاقی پایہ نہایت ارفع و اعلیٰ تھا خشیت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ان کا پیمانہ لبریز تھا معرکہ احد اور دوسرے غزوات میں جس جوش و فداکاری کے ساتھ پیش پیش رہے وہ اسی جذبہ کا اثر تھا اس راہ میں ان کو جان کے ساتھ مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا۔

چنانچہ انہوں نے نذر مانی تھی کہ غزوات کے مصارف کے لیے اپنا مال راہِ خدا میں دیا کریں گے اس نذر کو انہوں نے اس پابندی کے ساتھ پوری کرنے کی کوشش کی کہ خاص قرآنِ پاک میں ان کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی:

رجال صدقو اما عاهد والله عليه منهم من قضى نحبه ○

(سورۃ احزاب)

ترجمہ: کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے کچھ عہد کیا اس کو سچا کر

Marfat.com

دکھایا چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کی۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا طلحہ (رضی اللہ عنہ) تم بھی ان لوگوں میں ہو جنہوں نے اپنی نذر پوری کی۔ ﴿فتح الباری جلد ۸﴾

سخاوت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اقلیم سخاوت کے بادشاہ تھے فقراء و مساکین کے لیے ان کا دروازہ کھلا رہتا تھا قیس ابن ابی حازم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو بے طلب کی بخشش میں پیش نہ دیکھا۔

﴿فتح الباری جلد ۷﴾

غزوۂ ذی القرد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ساتھ پانی کے ایک چشمہ پر سے گذرے جس کا نام بیسان مالح تھا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔ ﴿اصابہ جلد ۳﴾

لقب فیاض:

اسی طرح غزوۂ ذی العسرہ میں تمام مجاہدین کی دعوت کی غزوۂ تبوک کے موقع پر جب کہ عموماً تمام مسلمان افلاس و ناداری کی مصیبت اور فلاکت میں مبتلا تھے انہوں نے مصارف جنگ کے لیے ایک گراں قدر رقم پیش کی اور دربارِ رسالت سے فیاض کا خطاب حاصل کیا۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۳﴾

ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنی جائیداد سات لاکھ درہم میں فروخت کی اور سب راہِ خدا میں صرف کر دیا آپ کی بیوی سعدی بنت عوف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے غمگین دیکھا پوچھا "آپ اس قدر اداس کیوں ہیں مجھ سے کوئی خطا تو سرزد نہیں ہوئی؟" بولے "نہیں! تم نہایت اچھی بیوی ہو

Marfat.com

تمہاری کوئی بات نہیں ہے اصل قصہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک بہت بڑی رقم جمع ہوگئی ہے اس وقت اس کی فکر میں تھا کہ کیا کروں میں نے کہا ''اس کو تقسیم کرادیجئے'' یہ سن کر انہوں نے اسی وقت لونڈی کو بلایا اور چار لاکھ کی رقم اپنی قوم میں تقسیم کرادی۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

تنگدست خاندانوں کی کفالت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بنو تیم کے تمام محتاج و تنگدست خاندانوں کی کفالت کرتے تھے لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کردیتے تھے جو لوگ مقروض تھے ان کا قرض ادا کردیتے تھے چنانچہ صبیحہ تیمی پر تیس ہزار درہم قرض تھا وہ سب انہوں نے اپنے پاس سے ادا کردیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی خاص عقیدت تھی اور ہر سال دس ہزار درہم پیش کش خدمت کرتے تھے۔

﴿طبقات ابن سعد، ج اول﴾

مہمان نوازی:

مہمان نوازی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خاص شیوہ تھا ایک دفعہ بنی عذرہ کے تین آدمی مدینہ آکر مشرف بہ اسلام ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی ''میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' اور تینوں نومسلم مہمانوں کو خوشی خوشی گھر لے آئے ان میں سے دو نے یکے بعد دیگرے مختلف غزوات میں شہادت حاصل کی اور تیسرے نے بھی ایک مدت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں وفات پائی۔ ان کو اپنے مہمانوں سے جو انس پیدا ہوگیا تھا اس کا اثر یہ تھا کہ ہر وقت ان کی یاد تازہ رہتی تھی اور رات کے وقت خواب میں ان ہی کا جلوہ نظر آتا تھا ایک روز خواب دیکھا کہ وہ اپنے تینوں مہمانوں کے ساتھ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہیں لیکن جو سب سے

Marfat.com

پیچھے مرا تھا وہ سب سے آگے ہے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا تھا وہ سب سے پیچھے ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس تقدم و تاخر پر سخت تعجب ہوا صبح کے وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کا واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا اس میں تعجب کی کیا بات ہے جو زیادہ دنوں تک زندہ رہا اس کو عبادت و نیکو کاری کا زیادہ موقع ملا اس لیے وہ جنت کے داخلہ میں اپنے ساتھیوں سے پیش تھا۔ ﴿مسند ابن حنبل جلد ا﴾

احباب کی حوصلہ افزائی:

احباب کی مسرت و شادمانی ان کے لیے بھی سامانِ انبساط بن جاتی تھی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کے باعث معتوب بارگاہ تھے ایک مدت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خطا معاف کردی اور وہ خوش خوش دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر ان سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس اخلاق کو کبھی نہ بھولوں گا کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے ایسی گرمجوشی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ﴿بخاری باب غزوہ تبوک﴾

خدمت گزاری:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دوستوں کی خدمت گذاری سے بھی دریغ نہ تھا ایک دفعہ ایک اعرابی مہمان ہوا اور اس نے درخواست کی کہ بازار میں میرا اونٹ فروخت کرادیجئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کا معاملہ نہ چکائے تاہم میں تمہارے ساتھ چلوں گا''۔ اور اس کے ساتھ جاکر مناسب قیمت پر اس کا اونٹ فروخت کرادیا اعرابی نے اس کے بعد خواہش ظاہر کی کہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کی وصولی کا ایک مفصل ہدایت نامہ دلوا دیجئے تاکہ عمال کو اسی کے مطابق دیا کروں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے

Marfat.com

مخصوص تقرب کے باعث اس کی یہ خواہش بھی پوری کر دی۔

﴿بخاری باب غزوۂ تبوک﴾

اسوۂ حسنہ پر عمل:

رسول خدا ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو طرزِ عمل بنانا ہر مسلمان کی سب سے بڑی سعادت ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سعادت کے حصول کو اپنے فرائض میں شامل کر لیا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مختلف صحبتوں میں جو کچھ دیکھتے یا سنتے اس کو ہمیشہ یاد رکھتے اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی بات بھول جاتے تو سخت مغموم و رنجیدہ نظر آتے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مغموم دیکھ کر پوچھا ''تمہارا حال کیسا ہے''؟ کسی سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟'' کہنے لگے نہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ''اگر کوئی بندہ موت کے وقت ایک کلمہ زبان سے ادا کرے تو نزع کی مصیبت دور ہو جائے گی اور اس کا چہرہ چمکنے لگے گا''۔ مجھے اس وقت وہ کلمہ معلوم تھا لیکن اب یاد نہیں آتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم اس کلمہ سے بھی زیادہ عظمت و پر اثر کلمہ جانتے ہو جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا یعنی ''لا الہ الا اللہ'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سن کر اُچھل پڑے فرمایا: ''ہاں خدا کی قسم یہی کلمہ ہے''۔ ﴿مسند احمد، جلد ۱۶۱﴾

حسن معاشرت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے حسن معاشرت کے باعث بیوی بچوں میں نہایت محبوب تھے وہ اپنے کنبہ میں جس لطف و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے اگر چہ بہت سے معزز اشخاص نے شادی کی درخواست کی لیکن انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو سب پر ترجیح دی لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا: ''میں ان کے اوصاف

Marfat.com

حمیدہ سے واقف ہوں وہ گھر آتے ہیں تو ہنستے ہوئے باہر جاتے ہیں تو مسکراتے ہوئے کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے اگر کوئی کام کردو شکر گذار ہوتے ہیں اور خطا ہو جائے تو معاف کر دیتے ہیں''۔

﴿کنز العمال جلد ٦﴾

ذریعہ معاش:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا چنانچہ نیر اسلام کے طلوع ہونے بشارت بھی اسی تجارتی سفر میں ملی تھی جب مدینہ پہنچے تو زراعت کا شغل بھی شروع کیا اور رفتہ رفتہ اس کو نہایت وسیع پیمانہ پر پھیلا دیا خیبر کی جاگیر کے علاوہ عراقِ عرب میں متعدد علاقے حاصل کیے ان میں سے قناۃ اور سراۃ نہایت مشہور ہے ان دونوں مقامات میں کاشتکاری کا نہایت وسیع اہتمام تھا صرف قناۃ کے کھیتوں پر بیس اونٹ سیرابی کا کام کرتے تھے ان علاقوں کی پیداوار کا صرف اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی روزانہ آمدنی کا اوسط ایک ہزار دینار تھا۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

تمول:

غرض تجارت و زراعت نے ان کو غیر معمولی دولت و ثروت کا مالک بنا دیا تھا چنانچہ لاکھوں دینار و درہم راہ خدا میں لٹا دینے کے بعد بھی اہل و عیال کے لیے ایک عظیم الشان دولت چھوڑ گئے۔ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے والد نے کس قدر دولت چھوڑی تو انہوں نے کہا: ''بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار اس کے علاوہ نہایت کثیر مقدار میں سونا چاندی'' یہ نقدی کی تفصیل تھی جائیداد غیر منقولہ اس کے علاوہ تھی جس کا کل قیمت کا اندزہ تین کروڑ درہم تھا۔

﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

Marfat.com

غذا و لباس:

طرزِ معاش نہایت سادہ تھا کپڑے اکثر رنگین پہنتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حالت احرام میں رنگین لباس زیب جسم دیکھا۔ فرمایا "طلحہ یہ کیا ہے"؟ عرض کی: "امیر المومنین یہ گیروا رنگ ہے"۔ فرمایا: "آپ لوگ ائمہ دین ہیں عوام آپ کا اتباع کرتے ہیں کوئی جاہل دیکھ لے گا تو وہ بھی رنگین کپڑے استعمال کرے گا اور دلیل پیش کرے گا کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو حالتِ احرام میں پہنے ہوئے دیکھا تھا"۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جز و ثالث﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جس میں نفیس سرخ یاقوت کا رنگ جڑا ہوا تھا لیکن بعد کو یاقوت نکال کر معمولی پتھر سے مرصع کرایا تھا۔ دستر خوان بھی وسیع تھا لیکن پر تکلف نہ تھا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

حلیہ مبارک:

حلیہ مبارک یہ تھا قد میانہ بلکہ ایک حد تک پست چہرہ کا رنگ سرخ و سفید بدن خوب گھٹا ہوا سینہ چوڑا پاؤں نہایت پر گوشت اور ہاتھ کی انگلیاں غزوۂ احد میں شل ہوگئی تھیں۔

اولاد و ازواج:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کی تھیں بیویوں کے نام یہ ہیں حمنہ بنت جحش، ام کلثوم بنت ابوبکر الصدیق، سعدی بنت عوف، ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ، خولہ بن القعقاع، ان میں سے ہر ایک کے بدن سے متعدد اولاد ہوئی تھی لڑکوں کے نام یہ ہیں:

محمد، عمران، عیسیٰ، یحییٰ، اسمٰعیل، اسحاق، زکریا، یعقوب، موسیٰ، یوسف

ان کے علاوہ چار صاحبزادیاں تھیں ان کے نام یہ ہیں:

ام اسحاق، عائشہ، صعبہ، مریم

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

عبدالرحمٰن نام، ابو محمد کنیت۔ والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفاء تھا یہ دونوں زہری خاندان سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد جوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا اصلی نام عبد عمرو تھا ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔ ﴿مستدرک حاکم جلد ۴﴾

قبول اسلام:

عام روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے دسویں سال پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ توحید کی صدا بلند کی اس وقت ان کا عمر تیس سال سے متجاوز ہوچکی تھی فطری عفت و سلامت روی کے باعث شراب سے پہلے ہی تائب ہوچکے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی راہنمائی سے صراط مستقیم کی شاہراہ بھی نظر آگئی اور بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر رہروانِ حق کے قافلہ میں شامل ہوگئے اس وقت تک صرف چند روشن ضمیر بزرگوں کو اس کی توفیق ہوئی تھی اور قافلہ سالار یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔

﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

Marfat.com

ہجرت:

خلعتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی عام بلاکشانِ اسلام کی طرح جلاوطن ہونا پڑا پہلے ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے پھر وہاں سے واپس آئے تو سب کے ساتھ سرزمین مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

مواخات:

مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے بھائی چارہ کرا دیا اور وہ انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے کہنے لگے ''میں اپنا نصف مال و منال تمہیں بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان کو دیکھو جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ میں طلاق دے دوں گا عدت گذارنے کے بعد تم نکاح کر لینا''۔

لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا جواب دیا ''خدا تمہارے مال و منال اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے صرف بازار دکھا دو''۔ لوگوں نے بنی قینقاع کے بازار میں پہنچا دیا وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے دوسرے روز باقاعدہ تجارت شروع کر دی یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو جسم پر مراسمِ شادی کی علامتیں موجود تھیں استفسار ہوا ''یہ کیا ہے'' غرض کی ''ایک انصاریہ سے شادی کر لی ہے۔ سوال ہوا ''مہر کس قد ادا کیا؟ عرض کی ''ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا'' حکم ہوا ''تو پھر ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سہی''۔

﴿بخاری باب بنیان الکعبہ باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین الصحابہ﴾

Marfat.com

غزوات میں شرکت:

۲ھ سے غزوات کا سلسلہ شروع ہوا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اکثر معرکوں میں پامردی وشجاعت کے ساتھ شریک رہے غزوۂ بدر میں دونوجوان انصاری پہلو میں کھڑے تھے انہوں نے آہستہ سے پوچھا ''یا عم! ابوجہل کون ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے؟'' اسی اثناء میں ابوجہل سامنے آگیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا ''وہ دیکھو جس کو تم پوچھتے تھے سامنے موجود ہے''۔ ان دونوں نے جھپٹ کر ایک ساتھ وار کیا اور اس ناپاک ہستی سے دنیا کو نجات دلا دی۔ ﴿مسند جلد ا و بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل﴾

غزوۂ اُحد میں جس جانبازی وشجاعت سے لڑے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بدن پر بیس سے زیادہ آثار جراحت شمار کئے گئے تھے خصوصاً پاؤں میں ایسے کاری زخم لگے تھے کہ صحت کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے۔

﴿سیرت ابن ہشام جلد ا﴾

دومۃ الجندل کی مہم:

شعبان ۶ھ میں دومۃ الجندل کی مہم پر مامور ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر اپنے دستِ اقدس سے عمامہ باندھا پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں علم دے کر فرمایا ''بسم اللہ راہ خدا میں روانہ ہو جاؤ جو لوگ خدا کی نافرمانی وگناہ میں مبتلا ہیں ان سے جا کر جہاد کرو لیکن کسی کو دھوکا نہ دینا، فریب نہ کرنا، بچوں کو نہ مارنا۔ یہاں تک کہ دومۃ الجندل پہنچ کر قبیلہ کلب کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ قبول کریں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کرلے''۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس اعزاز کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہو کر دومۃ الجندل پہنچے اور تین دن تک دعوت وتبلیغ اسلام کا فرض اس خوش اسلوبی سے انجام

Marfat.com

دیتے رہے کہ قبیلہ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی جو مذہباً عیسائی تھے اور اس کی قوم کے بہت سے لوگ بطیب خاطر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے البتہ بعضوں نے جن کو اس کی توفیق نہ ہوئی جزیہ منظور کر لیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حسب فرمان اصبغ لڑکی تماضر سے شادی کر لی اور رخصت کرا کے مدینہ ساتھ لائے چنانچہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

﴿سیرت ابن ہشام جلد ا﴾

فتح مکہ:

مکہ کی فوج کشی میں شریک تھے اس کے زیر نگین ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو جذیمہ کے پاس جو اطراف مکہ میں مسکن گزین تھا دعوت اسلام کے لیے بھیجا، انہوں نے غلطی سے قتل وخون ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو نہایت متاسف ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ رب العالمین میں تین دفعہ اپنی برات ظاہر کی ''خدایا! خالد (رضی اللہ عنہ) نے جو کچھ کیا میں اس سے بری ہوں''۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے خاندان اور قبیلہ بنو جذیمہ میں گو قدیم زمانہ سے عداوت چلی آتی تھی یہاں تک کہ ان کے والد عوف کو اسی قبیلہ کے ایک آدمی نے قتل کیا تھا تاہم اخوتِ اسلامی نے اس دیرینہ عداوت کو بھی محو کر دیا چنانچہ اس خونریزی سے بیزار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا ''افسوس تم نے اسلام میں جاہلیت کا بدلہ لیا''۔ انہوں نے جواب دیا ''میں نے تمہارے باپ کے قاتل کو مارا''۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا ''بے شک تم نے میرے باپ کے قاتل کو مارا، لیکن درحقیقت یہ فاکہ بن مغیرہ کا انتقام تھا جو تمہارا چچا تھا''۔ ﴿حضرت عبدالرحمٰنؓ کے والد عوف اور حضرت خالدؓ کے چچا فاکہ بن مغیرہ تجارت کے خیال سے یمن جا رہے تھے بنو جذیمہ نے راہ میں ایک ساتھ دونوں کو قتل کیا تھا﴾

Marfat.com

اس کے بعد دونوں میں نہایت گرم گفتگو ہوئی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا ''بس خالد! میرے اصحاب کو چھوڑ! اگر تو راہِ خدا میں اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرے گا تب بھی ان کے برابر نہ ہوگا''۔

فتح مکہ کے بعد حجتہ الوداع تک جس قدر مہمات اور جنگیں پیش آئیں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سب میں شریک رہے آخری سفر حج سے واپس آنے کے بعد ۱۰ھ میں سرورِ کائنات ﷺ نے وفات پائی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا قصہ پیش آیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اسی گتھی کے سلجھانے میں شریک تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہاتھ پر بیعت کرنے میں ان کا تیسرا نمبر تھا۔

عہد صدیقی:

خلیفہ اول کے عہد میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ایک مخلص مشیر اور صائب الرائے رکن کی حیثیت سے ہر قسم کے مشوروں میں شریک رہے ۱۳ھ میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آفتاب حیات لب بام آیا اور ایک جانشین نامزد کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی تو انہوں نے سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کے متعلق مشورہ کیا اور اس منصب جلیل کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام لیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نہایت آزادی اور خلوص کے ساتھ کہا ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیت میں کیا شک ہے لیکن مزاج میں سختی ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ان کی سختی اس لیے تھی کہ میں نرم تھا لیکن جب یہ بارگراں ان ہی پر آپڑے گا تو خود بخود نرم ہو جائیں گے''۔ ﴿طبری﴾

غرض چند روز علالت کے بعد خلیفہ اول نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے۔

عہد فاروقی:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر قدم رکھنے کے ساتھ نظام

Marfat.com

خلافت کو پہلے سے زیادہ منظم و مرتب کردیا مہمات مسائل پر بحث و مباحثہ کے لیے ایک مستقل مجلس شوریٰ قائم کی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس مجلس کے نہایت صائب الرائے پر جوش اور سرگرم رُکن ثابت ہوئے بہت سے معاملات میں ان ہی کی رائے پر آخری فیصلہ ہوا عراق پر مستقل اور باقاعدہ فوج کشی کے لیے جب دارالخلافہ کے گرد ایک عظیم الشان لشکر مجتمع ہوا اور عوام نے زور ڈالا کہ خود امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس فوج کی باگ اپنے ہاتھ میں لیں۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اس کے لئے تیار ہو گئے تو اس وقت صرف حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور کہا کہ لڑائی کے دونوں پہلو ہیں خدا نخواستہ اگر شکست ہوئی اور امیر المومنین کو کچھ صدمہ پہنچا تو پھر اسلام کا خاتمہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی اس مآل اندیشی نے تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھیں کھول دیں اور سب نے پر زور الفاظ میں اس کی تائید کی لیکن مشکل یہ تھی کہ اس مہتم بالشان عہدہ کے لائق کوئی شخص نہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انہوں نے صاف انکار کردیا غرض اسی پریشانی میں تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی نگاہِ انتخاب نے یہ مشکل بھی حل کردی اور کھڑے ہر کر کہا میں نے پالیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون؟ بولے حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) اس حسن انتخاب پر ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی۔ اور واقعات بہت جلد ثابت کردیا کہ یہ انتخاب کس قدر موزوں تھا۔ ﴿طبری﴾

اسی طرح معرکہ نہاوند میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو موقع جنگ پر جانے سے روکا لیکن کبھی کبھی جوش مآل اندیشی پر غالب آجاتا تھا چنانچہ جب مہم شام میں اسلامی فوجیں رومیوں کی عظیم الشان تیاریوں کے باعث مقامات مفتوحہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئیں اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار اعظم نے رومیوں کے جوش و خروش اور ٹڈی دل اجتماع کی اطلاع دار الخلافہ میں بھیجی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو اس قدر جوش آیا کہ بیتاب ہو کر بولے ''امیر المومنین تو خود سپہ سالار بن اور مجھ کو ساتھ لے کر چل خدانخواستہ اگر ہمارے بھائیوں کا بال بیکا ہوا تو پھر جینا بے سود ہے''۔ ﴿طبری﴾

لیکن اس موقعہ پر دوسرے مآل اندیش صحابہ رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی اور اسی پر فیصلہ ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے انتظامی اور قانونی حیثیت سے جو رائیں دیں ان کا اجمالی تذکرہ ان شاء اللہ علم وفضل کے سلسلہ میں آگے آئے گا۔

واقعہ ہائلہ:

۲۳ھ میں ایک روز حسب معمول حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے کہ دفعتہً فیروز نامی ایک عجمی غلام نے حملہ کیا اور متعدد زخم پہنچائے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے مُصلے پر کھڑا کیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی نماز قائم کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر لائے۔ ﴿ابن سعد جزو ۳ قسم اوّل﴾

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ایثار:

خلیفہ دوم کی حالت غیر ہوئی تو لوگوں نے منصب خلافت کے لیے کسی کو نامزد کرنے کی درخواست کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھ آدمیوں کے نام پیش کر کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آخر وقت تک خوش رہے تھے یہ باہم کسی ایک کو منتخب کرلیں تین دن کے اندر یہ مسئلہ طے پا جائے۔

خلیفہ دوم کی تجہیز وتکفین کے بعد حسب وصیت انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا لیکن دو دن تک کچھ فیصلہ نہ ہو سکا تیسرے روز حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مسئلہ چھ آدمیوں میں دائرہ ہے اس کو تین شخصوں میں محدود کرنا چاہیے اور جو

Marfat.com

اپنے خیال میں جس کو زیادہ مستحق سمجھتا ہے اس کا نام لے چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت رائے دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام لیا لیکن حضرت حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے حق سے باز آ گئے اوحضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب تم دونوں میں جو احکامِ الٰہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ شیخین رضی اللہ عنہ کی پابندی کا عہد کرے گا اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی عام روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں سب سے پہلے اس عہد پر راضی ہوں لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں خاموش رہے۔ بہرحال حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دونوں کو راضی کر کے اس کا تصفیہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ہر ایک کو علیحدہ لے جا کر ان کے فضائل و مناقب یاد دلائے اور کہا ''مجھے توقع ہے کہ اگر میں تمہیں یہ منصب دوں تو عدل و انصاف کرو گے اور اگر تمہارے مقابل کو یہ شرف نصیب ہو تو اطاعت سے کام لو گے''۔ غرض اس عہد و پیمان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں ایک موثر تقریر کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہاتھ پھیلاؤ اور خود بڑھ کر بیعت کر لی ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام خلقت ٹوٹ پڑی۔ ﴿بخاری باب الانفاق علی عثمانؓ لیکن بعض باتیں تاریخ طبری سے ماخوذ ہیں﴾

فائدہ:

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی نگاہِ انتخاب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کیوں ترجیح دی؟ عام خیال یہ ہے کہ ان دونوں کی باہمی یگانگت و محبت اور رشتہ داری کا نتیجہ تھا چنانچہ طبری کی ایک روایت کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابتدا ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنا شبہ ظاہر کر دیا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے رشتہ داری بے شک ایک موثر چیز ہے مگر

Marfat.com

ایسے اہم معاملات میں بنائے فیصلہ نہیں ہو سکتی۔ ﴿طبری ص ۲۷۸۰﴾

اصل یہ ہے کہ گو اسلام نے قبائل کو باہم متحد کر دیا تھا تاہم ایک حد تک منافست و مسابقت کا خیال باقی تھا اور لوگ اس کو پسند نہ کرتے تھے کہ نبوت و خلافت ایک ہی قبیلہ یعنی بنو ہاشم میں مجتمع ہو جائے چنانچہ خلافت مرتضوی میں جو خانہ جنگیاں برپا ہوئیں وہ اسی منافست کا نتیجہ تھیں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی نگاہ عاقبت بین نے اس کا پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی ورنہ اسلام کا شیرازہ اسی وقت بکھر جاتا جیسا کہ بعد کو واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔

وفات:

عہد عثمانی میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نہایت خاموش زندگی بسر کی اور جہاں تک معلوم ہے مہمات ملکی میں انہوں نے کوئی دلچسپی نہیں لی یہاں تک کہ روح اطہر نے پچھتر برس تک اس سرائے فانی کی سیر کر کے ۳۱ھ میں داعی حق کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا:

اذهب یا ابن عوف فقد ادركت صفوها و سبقت زلقها

ترجمہ: ابن عوف! جا تو نے دنیا کا صاف پانی پایا اور گدلا چھوڑ دیا۔

﴿اسد الغابہ جلد ۱﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنازہ اٹھانے والوں میں شریک تھے اور کہتے جاتے "واجبلاہ" یعنی یہ پہاڑ بھی چل بسا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

﴿طبقات ابن سعد تذکرہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ﴾

Marfat.com

علم وفضل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ''فضل وکمال کو علمی زرو جواہر سے پر کر دیا تھا''۔ انہوں نے دوسرے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح حدیثیں بہت کم روایت کیں تاہم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کو بہت اہم اور ضروری موقعوں پر اپنے معلومات سے فائدہ پہنچایا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارثت کا جھگڑا چھڑا تو انہوں نے بلند آہنگی کے ساتھ اس حدیث کی تصدیق کی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ میں وراثت نہیں ہے''۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ایران فتح ہوا اور انہیں فکر دامن گیر ہوئی کہ آتش پرستوں کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے تو اس وقت حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہی نے اس عقدہ کو حل کیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ اہل کتاب کی روش اختیار کی تھی اور انہیں ذمی قرار دیا۔

﴿کتاب الخراج ص ۷۴ ومسند﴾

۱۸ ھ میں عمواس میں طاعون پھیلا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا کر دریافت کیا کہ طاعون سے ہٹنا جائز ہے یا نہیں؟ تو کوئی اس کا قطعی جواب نہ دے سکا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے لیکن جب انہیں خبر ملی تو انہوں نے حاضر ہو کر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ اگر تم پہلے سے طاعون زدہ مقام میں ہو تو وہاں سے نہ ہٹو۔ ﴿بخاری باب طاعون﴾

اصابتِ رائے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اصابت رائے اور دور اندیشی کا

Marfat.com

نہایت وافر حصہ دیا تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت مستحقین خلافت پر ریمارک کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نہایت صائب الرائے ہوش منداور سلیم الطبع ہیں ان کی رائے کو غور سے سننا اور اگر انتخاب میں مخالفت پیدا ہو جائے تو جس طرف عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہوں ان کا ساتھ دینا''۔

﴿تاریخ طبری﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے صرف حسن ظن نہیں بلکہ دیرینہ تجربات پر مبنی تھی چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خلافت کی گرہ کو جس خوبی کے ساتھ سلجھایا وہ ان کی تجربہ کاری اور ہوش مندی کی نہایت بین شہادت ہے۔

اخلاق و عادات:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا دامن فضل و کمال اور اخلاقی جواہر پاروں سے مالا مال تھا خصوصاً خوفِ خدا حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق و عفاف ترحم فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ ان کے نہایت درخشاں اوصاف تھے۔

خوفِ خدا:

خوفِ خدا کے باعث دنیا کا ہر واقعہ ان کے لیے مرقع عبرت بن جاتا تھا اور اس کی ہیبت و جلال کو یاد کر کے رونے لگتے تھے ایک دفعہ دن بھر روزہ سے رہے شام کے وقت کھانا سامنے آیا تو بے اختیار مسلمانوں کا گذشتہ فقر و فاقہ یاد آ گیا بولے ''حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہوئے تو کفن میں صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں چھپائے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن اب دنیا ہمارے لیے کشادہ ہوگئی ہے اور ہمیں اس قدر دنیاوی نعمتیں مرحمت کی گئی ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید ہماری نیکیوں

Marfat.com

کا معاوضہ دنیا ہی میں ہو گیا ہو"۔ اس کے بعد اس قدر رقت طاری ہوئی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ﴿بخاری باب غزوہ اُحد﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

ایک صحابی کی حیثیت سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خدمت و حفاظت میں ہمیشہ پیش رہے واقعہ اُحد صحابہ رضی اللہ عنہ کی جان نثاری و محبت کا نہایت سخت امتحان تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس آزمائش میں پورے اترے بدن پر بیس زخم کھائے پاؤں میں ایسا کاری زخم لگا کہ لنگڑا کر چلنے لگے لیکن جذبہ جانثاری نے میدان سے منہ موڑنے نہ دیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کبھی باہر تشریف لے جاتے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیتے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی پیچھے چلے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نخلستان میں پہنچ کر سربسجود ہو گئے اور اس قدر دیر تک سجدہ میں رہے کہ ان کو خوف ہوا کہ شاید روح اطہر خدا سے جا ملی گھبرا کر قریب آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا کیا ہے عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ)؟ انہوں نے اپنی گھبراہٹ کی وجہ عرض کی ارشاد ہوا "حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کیا میں آپ کو یہ بشارت نہ دوں کہ خداوند جل وعلا نے فرمایا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا"۔ یعنی یہ طویل سجدہ، سجدۂ تشکر تھا۔ ﴿مسند جلد ۱﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہمیشہ آپ کی یاد تازہ رہتی تھی نوفل بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اکثر لطف صحبت رہتا تھا درحقیقت وہ خوب ہم نشین تھے ایک روز ہم کو اپنے دولت کدہ پر لے گئے پھر خود اندر داخل ہوئے اور غسل کر کے باہر نکلے اس کے بعد کھانے آیا تو روٹی اور گوشت دیکھ کر بے اختیار رونے لگے میں۔ نے پوچھا "ابو محمد! یہ گریہ وزاری کیسی؟

Marfat.com

فرمایا ''رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی لیکن تمام عمر آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو پیٹ بھر جو کی روٹی بھی نہ ملی ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اتنے دنوں تک دنیا میں رہنا ہمارے لیے بہتر نہیں ہے''۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

صدق وعفاف:

دیانتداری صدق وعفاف حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے دستارِ فضل و کمال کا نہایت خوبصورت طرہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی صداقت پر اس قدر اعتماد تھا کہ مدعی یا مدعا علیہ ہونے کی حیثیت میں بھی وہ تنہا ان کے بیان کو کافی سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مقدمہ دائر کیا کہ ''میں نے آلِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک قطعہ زمین خریدار ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دربارِ نبوت ﷺ سے بطور جاگیر مرحمت ہوا تھا لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے کہ ان کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ساتھ جاگیر ملی تھی اور فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک ان کا حصہ ہے''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضرت عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) اپنے موافق یا مخالفت شہادت دے سکتے ہیں''۔

﴿مسند ابن حنبل جلد ۱﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد جو شخص میری ازواج (مطہراتؓ) کی نگرانی و محافظت کرے گا وہ نہایت صادق اور نیکوکار ہوگا چنانچہ یہ فرض مخصوص طور پر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے متعلق تھا وہ سفر حج کے موقعوں پر ساتھ جاتے تھے''۔ سواری اور پردہ کا انتظام کرتے تھے جہاں پڑاؤ ہوتا تھا وہاں انتظام واہتمام کے ساتھ اتارتے تھے غرض انہیں صرف اپنی عصمت و عفت کے باعث امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت و حفاظت کا فخر نصیب ہوا تھا جو ان کا مخصوص طغرائے امتیاز ہے۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

Marfat.com

انفاق فی سبیل اللہ:

ہجرت کے بیان میں گذر چکا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بے نیازی اور استغنا نے تجارت کی طرف مائل کر دیا تھا چنانچہ اس میں انہوں نے اس قدر ترقی کی کہ ایک عظیم الشان دولت کے مالک ہو گئے یہاں تک کہ ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات اونٹ پر صرف گیہوں آٹا اور دوسری اشیائے خوردنی بارتھیں اس عظیم الشان قافلہ کا تمام مدینہ میں غل پڑ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے''۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کی ''میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ پورا قافلہ مع اسباب وسامان بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہ خدا میں وقف ہے''۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۳﴾

صحابہ رضی اللہ عنہم کی دولت ذاتی راحت و آسائش کے لیے نہ تھی بلکہ جو جس قدر زیادہ دولت مند تھا اسی قدر اس کا دستِ کرم زیادہ کشادہ تھا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی سے شروع ہو چکا تھا اور وقتاً وقتاً قومی و مذہبی ضروریات کے لیے گراں قدر رقمیں پیش کیں سورۂ برات نازل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی گئی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال یعنی چار ہزار پیش کیے پھر دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار وقف کیے اسی طرح جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کیے۔ ﴿اسد الغابہ، جلد ۳﴾

عام خیرات وصدقات کا یہ حال تھا کہ ایک ہی دن میں تیس تیس غلام آزاد کر دیتے تھے ایک دفعہ انہوں نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں فروخت کی اور سب راہِ خدا میں لٹا دیا۔

﴿طبقات ابن سعد اول جزو ثالث تذکرہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ﴾

Marfat.com

لیکن اسی فیاضی کے باوجود ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کہیں اس قدر تمول آخرت کے لیے موجب نقصان نہ ہو ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کی گذارش کی ''اماں! مجھے خوف ہے کہ کثرتِ مال مجھے ہلاک کردے گی''۔ ارشاد ہوا بیٹا! راہِ خدا میں صرف کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''میرے اصحابؓ میں بعض ایسے ہیں کہ مفارقت کے بعد انہیں میرا دیدار نصیب ہوگا''۔ ﴿استیعاب جلد۲﴾

غرض فیاضی اور انفاق سبیل اللہ کا سلسلہ آخری لمحہ حیات تک قائم رہا وفات کے وقت بھی پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہِ خدا میں وقف کیے نیز بدر میں جو صحابہ رضی اللہ عنہم شریک ہوئے تھے اور اس وقت تک زندہ موجود تھے ان میں سے ہر ایک کے لیے چار چار سو دینار کی وصیت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت ایک سو اصحاب رضی اللہ عنہم بدر بقید حیات تھے اور سب نے نہایت خوشی کے ساتھ اس وصیت سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا۔

﴿اسد الغابہ جلد۳﴾

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے بھی ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا نیز اس سے پہلے مختلف موقعوں پر بڑی رقمیں پیش کیں ایک دفعہ ایک جائیداد پیش کی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی تھی چنانچہ حضرت عائشہ ان کے صاحبزادہ ابو سلمہ سے اکثر بطریق تشکر و دعا فرمایا کرتی تھیں خدا تمہارے باپ کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔ ﴿ترمذی ۶۲۱﴾

مذہبی زندگی:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے خصوصاً ظہر کے وقت فرض سے پہلے دیر تک نوافل سے شغل رکھتے تھے۔

﴿اصابہ جلد۴﴾

Marfat.com

اکثر روزے رکھتے تھے حج کے لیے بھی بار ہا تشریف لے گئے جس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہوئے اس سال امارت حج کی خدمت بھی ان ہی کے سپرد ہوئی تھی۔ ﴿اصابہ جلد ۳﴾

ذریعہ معاش:

تجارت اصلی ذریعہ معاش تھا آخر میں زراعت کا کاروبار بھی نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ہوگیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ایک وسیع جاگیر مرحمت فرمائی تھی پھر انہوں نے خود بہت سے قابل زراعت اراضی خرید کر کاشت کاری شروع کی تھی چنانچہ صرف مقام "جرف" کے کھیتوں میں بیس اونٹ آب پاشی کا کام کرتے تھے۔ ﴿استیعاب جلد ۲﴾

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کاروبار میں اللہ پاک نے غیر معمولی برکت دی تھی وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو اس کے نیچے سونا نکل آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قدر فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لیے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے یہاں تک کہ چاروں بیویوں نے جائیداد متروکہ کے صرف آٹھویں حصہ سے اسی ہزار دینار پائے سونے کی اینٹیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ ﴿اسد الغابہ ۳﴾

غذا ولباس:

دستر خوان وسیع تھا لیکن پر تکلف نہ تھا کبھی قیمتی اور خوش ذائقہ کھانا سامنے آجاتا تو گذشتہ فقر وفاقہ یاد کر کے آنکھیں پرنم ہو جاتیں لباس میں زیادہ تر ریشم کا استعمال تھا کیونکہ فقر وفاقہ میں بیماری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص

Marfat.com

طور پر اجازت دی تھی۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوسلمہ ریشمی کرتہ زیب تن کیے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس کے چیتھڑے اڑا دیئے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی ہے"۔ فرمایا "ہاں! مجھے معلوم ہے لیکن صرف تمہارے لیے اجازت ہے دوسروں کے لیے نہیں"۔

﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث تذکرہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ﴾

حلیہ مبارک:

حلیہ یہ تھا قد طویل رنگ سرخ و سفید چہرہ خوبصورت ریش دراز سر پر کان سے نیچے تک گھونگھر دار کاکلیں کلائی گھٹی ہوئی انگلیاں موٹی اور مضبوط سامنے کے دو دانت گر گئے تھے اور غزوۂ احد میں زخمی ہونے کے باعث پاؤں میں لنگ تھا۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

اولاد و ازواج:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں بیویوں کے ساتھ عموماً لطف و محبت سے پیش آتے تھے ایک انصاریہ سے شادی کی تو بیس ہزار دینار مہر میں دیئے۔ ﴿طبقات قسم اول جزء ثالث تذکرہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ﴾

بیویوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ

(۲) تماضر بنت الاصبغ

(۳) کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط

(۴) سہلہ بنت عاصم

(۵) بحریہ بنت ہانی

Marfat.com

(۶) سہل بنت سہیل

(۷) ام حکیم بنت قارظ

(۸) بنت ابی الخشخاش

(۹) اسماء بنت سلامہ

(۱۰) ام حریث یہ بہرا سے قید ہو کر آئی تھیں۔

(۱۱) مجد بنت یزید

(۱۲) غزال بنت کسریٰ یہ مدائن سے گرفتار ہو کر آئی تھیں بعض مورخین کا خیال ہے کہ خاندان کسریٰ کی شہزادی تھیں

(۱۳) زینب بنت الصباح بادیہ بنت غیلان۔ ﴿استیعاب جلد۲﴾

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی اولاد نہایت کثیر تھی جن لڑکوں کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:

(۱) سالم اسلام سے پہلے پیدا ہوئے اور پہلے ہی مرے۔ (۲) محمد (۳) ابوسلمہ فقیہہ (۴) ابراہیم (۵) اسمٰعیل (۶) حمید (۷) زید (۸) معن (۹) عمر (۱۰) عدی (۱۱) عروہ اکبر (۱۲) سالم اصغر (۱۳) ابوبکر (۱۴) عبداللہ (۱۵) عبدالرحمٰن (۱۶) مصعب (۱۷) سہیل ابو الابیض (۱۸) عثمان (۱۹) عروہ (۲۰) یحییٰ (۲۱) بلال۔

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں:

(۱) ام القسم یہ زمانہ جاہلیت ہی میں پیدا ہوئی تھیں۔

(۲) حمیدہ امۃ الرحمٰن رضی اللہ عنہا

(۳) صغریٰ (۴) ام یحییٰ (۵) جویریہ (۶) امیہ (۷) مریم۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام نسب خاندان

سعد نام ابو اسحٰق کنیت والد کا نام مالک اور ابو وقاص کنیت والدہ کا نام حمنہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نانہال زہری خاندن میں تھی اس لیے حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ رشتہ میں آپ کے ماموں تھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بار ہا اس رشتہ کا اقرار فرمایا تھا۔ ﴿اسد الغابہ جلد۲﴾

قبول اسلام:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف انیس سال تھی کہ دعوتِ اسلام کی صدائے سامعہ نواز نے توحید کا شیدائی بنا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر خلعتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

بخاری میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پہلے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا تھا اور ایک دوسری روایت میں وہ اپنے کو تیسرا مسلمان بتاتے ہیں لیکن محدثین عظام کی تحقیق کے مطابق چھ سات بزرگوں کو ان پر تقدم کا فخر حاصل ہو چکا تھا البتہ یہ ممکن ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان کی اطلاع نہ ہو کیونکہ کفار کے خوف سے انہوں نے اپنے ایمان لانے کا اعلان نہیں کیا۔ ﴿بخاری مع فتح الباری مناقب سعد وقاص رضی اللہ عنہ﴾

Marfat.com

استقامت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ماں نے لڑکے کی تبدیل مذہب کا حال سنا تو نہایت کبیدہ خاطر ہوئیں بات چیت کھانا پینا سب چھوڑ کر بیٹھیں چونکہ وہ اپنی ماں کے حد درجہ فرماں بردار اور اطاعت شعار تھے اس لیے یہ سخت آزمائش کا موقع تھا لیکن جو دل توحید کا لذت آشنا ہو چکا تھا وہ پھر کفر و شرک کی طرف کس رجوع ہو سکتا تھا ماں مسلسل تین دن تک بے آب و دانہ رہیں لیکن بیٹے کی جبین استقلال پر شکن تک نہ پڑی اللہ پاک کو یہ شانِ استقامت کچھ ایسی پسند آئی کہ تمام مسلمانوں کے لیے معصیتِ الٰہی میں والدین کے عدم اطاعت کا ایک قانون عام بنا دیا گیا۔ ﴿مسلم مناقب سعد وقاص رضی اللہ عنہ﴾

وَاِن جَاهَدَاكَ لِتُشرِكَ بِي مَالَيسَ لَكَ بِهٖ عِلمٌ فَلَا تُطِعهُمَا ○

ترجمہ: اگر والدین تجھ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جن کا کوئی علم و یقین تیرے پاس نہیں ہے تو اس میں ان کی اطاعت نہ کر۔

مکہ کی زندگی:

اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک مکہ میں ہی مقیم رہے گو یہ سرزمین عام مسلمانوں کی طرح ان کے لیے مصائب و شدائد سے خالی نہ تھی تاہم استقلال کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں جھیلتے رہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کفار کے خوف سے عموماً مکہ کی ویران سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر معبود حقیقی کی پرستش و عبادت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک گھاٹی میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصروف عبادت تھے اتفاق سے کفار کی ایک جماعت اس طرف آنکلی اور اسلام کا مذاق اڑانے لگے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بے بسی کی زندگی میں بھی جوش آگیا اور اونٹ کی ہڈی اٹھا

Marfat.com

کر اس زور سے ماری کہ ایک مشرک کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام کی حمایت میں یہ پہلی خونریزی تھی جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عمل میں آئی۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۲ ص ۱۹۱﴾

ہجرت:

مکہ میں جب کفار کے ظلم وستم سے مسلمانوں کا پیمانہ صبر وتحمل لبریز ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا اس حکم عام کی بنا پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی راہ لی اور اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے مکان میں فروکش ہوئے۔ جس نے ایام جاہلیت میں ایک خون کیا تھا اور انتقام کے خوف سے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

یہاں پہنچ کر مسلمانوں کو آزادی وطمانیت نصیب ہوئی تاہم قریش مکہ کی حملہ آوری کا خطرہ موجود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش بندی کر کے حضرت عبیدہ بن الحارث کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ غنیم کی نقل وحرکت دریافت کرنے کے لیے روانہ فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت میں شامل تھے غرض دورہ کرتے ہوئے حجاز کے ساحلی علاقہ میں قریش کی ایک بڑی تعداد سے مڈبھیڑ ہوئی چونکہ محض تجسس مقصود تھا اس لیے کوئی جنگ پیش نہ آئی مگر حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا تاب تھی انہوں نے ایک تیر چلا ہی دیا چنانچہ یہ اسلام کا پہلا تیر تھا جو راہِ خدا میں چلایا گیا۔ ﴿ابن سعد قسم اول جزء ثالث ص ۹۹﴾

دوسری دفعہ خود حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت آٹھ مہاجرین کی ایک جماعت تجسس کے لیے روانہ کی گئی چنانچہ یہ مقام خرار تک دور کر کے واپس آئے اور کوئی جنگ پیش نہ آئی اس کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک سربمہر فرمان دیا تھا کہ دو روز سفر کرنے کے بعد پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ مکہ اور طائف کے درمیان جو نخلستان ہے وہاں پہنچ کر قریش کی نقل وحرکت کا پتہ

Marfat.com

چلائیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو فرمان کا مضمون سنا کر کہا ”میں کسی کو مجبور نہیں کرتا جس کو شہادت منظور ہو وہ ساتھ چلے ورنہ واپس جائے“۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور تمام دوسرے ساتھیوں نے جوش کے ساتھ سمعا و طاعۃً کہا لیکن کچھ دور جانے کے بعد عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو مشترکہ طور پر دونوں کی سواری میں تھا گم ہوگیا اور اس طرح وہ دونوں پیچھے چھوٹ گئے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے نخلستان میں پہنچ کر قریش کے ایک قافلہ سے جنگ کی اور مالِ غنیمت اور چند قیدیوں کے ساتھ مدینہ واپس آئے چونکہ یہ وہ مہینہ تھا جس میں رسماً جنگ ممنوع سمجھی جاتی تھی اس لیے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناپسندیدگی ظاہر کی اور فرمایا کہ میں نے تمہیں جنگ کا حکم نہیں دیتا تھا مسلمانوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ملامت کی لیکن وحی الٰہی نے اس مسئلہ کو اس طرح صاف کردیا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَّصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ○ (بقرۃ)

ترجمہ: لوگ تم سے ماہِ حرام کی نسبت پوچھتے ہیں کہ اس میں لڑنا (جائز ہے) کہہ دو اس میں لڑنا بڑا گناہ اور خدا کی راہ سے روکنا اور اس کا نہ ماننا اور مسجد حرام سے باز رکھنا اور اس کے اہل کو اس سے نکال دینا خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ہے اور فتنہ کشت وخون سے زیادہ بڑا ہے۔

قریش فدیہ لے کر اپنے قیدیوں کو چھڑانے آئے لیکن اس وقت تک عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا پتہ نہ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک یہ دونوں صحیح وسلامت پہنچ جائیں تمہارے قیدی رہا نہ ہوں گے غرض جب یہ دونوں جانثار واپس آگئے تو مشرکین چھوڑ دیئے گئے۔

Marfat.com

غزوات میں شرکت

غزوۂ بدر:

معرکہ بدر سے مستقل جنگوں کی ابتدائی ہوئی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں غیر معمولی شجاعت و جان بازی کے جوہر دکھائے اور سعید بن العاص سرخیل کفار کو تہِ تیغ کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس کی ذوالکتیفہ نامی تلوار پسند آگئی تھی لیے ہوئے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے چونکہ اس وقت تک تقسیم غنیمت کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا اس لیے ارشاد ہوا کہ جہاں سے اُٹھائی ہے وہیں رکھ دو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے برادر عزیز حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شہید ہوئے تھے کچھ تو ان کی مفارقت کا صدمہ اور کچھ تلوار نہ ملنے کا افسوس غرض غمگین و ملول واپس آئے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد سورۂ انفال نازل ہوئی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر تلوار لینے کی اجازت دی۔

﴿مسند جلد اص ۸۰ اور مسلم مناقب سعد وقاص رضی اللہ عنہ﴾

غزوۂ اُحد:

۳ھ میں غزوۂ اُحد پیش آیا اس جنگ میں تیر اندازوں کی غفلت سے اتفاقاً مسلمانوں کی فتح شکست سے مبدل ہوگئی اور ناگہانی حملہ کے باعث اکثر غازیوں کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان ثابت قدم اصحاب کی صف میں تھے جن کے پائے استقلال کو اخیر وقت تک لغزش نہ ہوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے اس لیے جب کفار کا نرغہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ترکش سے تیر دیتے جاتے اور فرماتے:

Marfat.com

یا سعد ارم فداك امی و ابی○

ترجمہ: اے سعد! تیر چلا میرے باپ ماں تجھ پر فدا ہوں۔

﴿بخاری کتاب المغازی غزوۂ اُحد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے لیے ''فداک ابی وامی'' کا جملہ نہیں سنا لیکن دوسری رواتیوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی ایسے ہی جملے منقول ہیں بہر حال محدثین کا فیصلہ ہے کہ غزوۂ احد میں یہ فخر صرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص تھا۔

﴿فتح الباری کتاب المناقب سعد وقاص رضی اللہ عنہ﴾

اثنائے جنگ میں ایک مشرک سامنے آیا جس نے اپنے تیز وتند جملوں سے مسلمانوں کو پریشان کر رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نشانہ بنانے کا حکم دیا لیکن اس وقت ترکش تیروں سے خالی ہو چکا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد کے لیے ایک تیر اٹھا کر جس میں پھل نہیں تھا اس صفائی کے ساتھ اس کی پیشانی پر مارا کہ وہ بدحواسی کے ساتھ برہنہ ہو کر گر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تیر اندازی اور اس کی بدحواسی پر بے اختیار ہنس پڑے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ ﴿مسلم کتاب المناقب مناقب سعد رضی اللہ عنہ﴾

اسی طرح طلحہ بن ابی طلحہ کے حلق میں تاک کر ایسا تیر مارا کہ زبان کتے کی طرح باہر نکل پڑی اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا۔

﴿طبقات ابن سعد حصہ مغازی﴾

متفرق غزوات:

غزوۂ اُحد سے فتح مکہ تک جس قدر معرکے پیش آئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بہادری و جانبازی کے ساتھ سب میں پیش پیش رہے پھر فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین میں اسی فدویت جان نثاری اور ثبات و پامردی کا کارنامہ پیش کیا جس کا اظہار غزوۂ احد میں کر چکے تھے۔

غزوۂ طائف اور تبوک کی فوج کشی میں بھی شریک تھے پھر ۱۰ھ میں سرورِ کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع کا قصد فرمایا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمرکاب تھے لیکن مکہ پہنچ کر سخت علیل ہو گئے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے تو زندگی سے مایوس ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں مالدار آدمی ہوں لیکن ایک لڑکی کے سوا کوئی وارث نہیں ہے اس لیے اگر اجازت ہو تو اپنا دو ثلث مال کار خیر میں لگا دوں؟ ارشاد ہوا ''نہیں!'' پھر عرض کی ''دو ثلث نہیں تو نصف سہی''۔ حکم ہوا ''نہیں!'' صرف ایک ثلث اور یہ بھی بہت ہے تم اپنے وارثوں کو مالدار تو انگر چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلاتے پھریں تم جو کچھ بھی خدا کی رضا جوئی کے لیے صرف کرو گے اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو اس کا بھی ثواب پاؤ گے۔ ﴿مسلم کتاب الوصیۃ﴾

ایک مبارک پیشین گوئی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ مکہ میں مرنا بھی پسند نہ تھا بیماری جس قدر طول کھینچتی جاتی تھی اس قدر ان کی بیقراری بڑھتی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ نے اشکبار دیکھ کر پوچھا ''روتے کیوں ہو؟'' عرض کی ''معلوم ہوتا ہے کہ اسی سرزمین کی خاک نصیب ہو گی جس کو خدا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ہمیشہ کے لیے ترک کر چکا تھا''۔ رسول اللہ ﷺ نے تشفی دیتے ہوئے ان کے قلب پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ دعا فرمائی

Marfat.com

اللھم اشف سعداً! اللھم اشف سعداً! ﴿مسلم کتاب الوصیۃ﴾

ترجمہ: اے خدا سعد (رضی اللہ عنہ) کو صحت عطا کر! سعد کو صحت عطا کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے جو الفاظ نکلے تھے وہ اس مریض بستر مرگ کے لیے آب حیات ثابت ہوئے یعنی دعا مقبول ہوئی اور وہ صحیح و تندرست ہوئے ساتھ ہی یہ بشارت سنائی کہ اے سعد (رضی اللہ عنہ)! تم اس وقت نہ مرو گے جب تک تم سے ایک قوم کو نقصان اور دوسری قوم کو نفع نہ پہنچ لے۔

﴿مسلم کتاب الوصیۃ﴾

یہ پیشین گوئی عجمی فتوحات کے ذریعہ پوری ہوئی جن میں عجم قوم نے آپ کے ہاتھوں سے نقصان اور عرب قوم نے فائدہ اُٹھایا۔

مکہ سے واپس آنے کے اسی سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں کثرت آراء سے مسند نشین خلافت ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی جمہور کا ساتھ دیا اور خلیفہ اول کے ہاتھ پر بلا توقف بیعت کر لی۔

خلیفہ اول نے صرف سوا دو برس کی خلافت کے بعد داعی حق کو لبیک کہا اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جانشین کر کے رحلت گزین عالم جاوداں ہوئے اس وقت اندرونی مہمات کا فیصلہ ہو کر شام و عراق پر فوج کشی کی ابتداء ہو چکی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند نشین ہونے کے ساتھ ہی تمام عرب میں جوش و خروش کی آگ بھڑکا دی اور ان حملوں کا انتظام زیادہ وسیع پیمانہ پر قائم کر دیا خصوصاً عراق کی فوج کشی پر سب سے پہلے توجہ کی چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آئندہ کارناموں کا تعلق تمام تر اسی سرزمین سے وابستہ ہے اس لیے اس ملک کی لشکر کشی کے ابتدائی حالات تسلسل قائم رہنے کے خیال سے درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

عراق کی فوج کشی:

اہل عرب اور ایرانیوں میں نہایت قدیم زمانہ سے عداوت چلی آتی تھی ایرانیوں نے بارہا عربوں کے تفرق اختلاف اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر تمام عرب کو تباہ و برباد کر دیا تھا خصوصاً عراقِ عرب اور سرحدی علاقوں پر مستقل قبضہ جمالیا تھا لیکن عرب بھی دب کر رہنے والے نہ تھے جب موقع ملتا بغاوت کر دیتے تھے چنانچہ پوران دخت کے زمانہ میں جب طوائف الملو کی کے باعث ایرانی حکومت کا نظام ابتر ہو گیا تو سرحدی قبائل کو پھر شورش کا موقع ملا اور حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر باقدہ عراق پر حملہ آوری کی اجازت طلب کی چونکہ عام عرب میں اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی اس لیے اس کے ایک وسیع خطہ کا کسی دوسری حکومت کے زیر اقتدار رہنا مذہبی اور قومی نقطہ نگاہ سے نہایت خطرناک تھا اس بنا پر خلیفہ اوّل نے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ کو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مدد کے لیے روانہ کیا انہوں نے حملہ کر کے بہت سے سرحدی مقامات فتح کر لیے لیکن چونکہ دوسری طرف شام کی مہم بھی درپیش تھی اور وہاں کمک کی بہت زیادہ ضرورت تھی اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت مثنیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اپنا جانشین کر کے شامی رزمگاہ کی طرف روانہ ہو جائیں لیکن خالد سیف اللہ کا جانا تھا کہ عراق کی مہم دفعتہً سرد پڑ گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر قدم رکھا تو پھر نئے سرے سے عراق کی مہم پر توجہ مبذول فرمائی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ایک فوج گراں کے ساتھ اس طرف روانہ فرمایا انہوں نے ایرانیوں کی متفرق معرکوں میں شکست دے کر تمام متصلہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مشرقی فرات کے کنارے ایک مقام پر جس کا نام

Marfat.com

مروحہ تھا غنیم کی ایک زبردست فوج کے سامنے صف آرائی کی چونکہ بیچ میں دریا حائل تھا اس لیے ایرانی سپہ سالار بہمن نے کہلا بھیجا کہ یا تو تم اس پار اتر کر آؤ یا ہم آئیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سرداران فوج کے اختلاف کے باوجود شجاعت کے نشے میں خود دریا کے پار اتر کر مقابلہ کیا لیکن اسی غلطی کا جو نتیجہ ہونا چاہیے تھا وہ ہوا یعنی مسلمانوں کو نہایت افسوس ناک شکست ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمک بھیج کر فوج کو از سر نو مستحکم کر دیا اور چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کام آچکے تھے اس لیے حضرت مثنیٰ شیبانی رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری کی خدمت سپرد کر دی انہوں نے معرکہ بویب اور دوسری جنگوں میں دشمن کو پے در پے شکستیں دے کر عراق کے ایک وسیع خطہ پر قبضہ کر لیا۔

ایرانیوں کو اب تک مسلمانوں کی جارحانہ قوتوں کا اندازہ نہ تھا ان فتوحات نے ان کی آنکھیں کھول دیں اراکین سلطنت نے حکومت کیانی کو محفوظ رکھنے کے لیے نئی تدبیریں اختیار کیں پوران دخت کو جو ایک عورت تھی تخت سے اتار کر خاندان کسریٰ کے اصلی وارث یزدگرد تخت نشین کیا اور تمام ملک میں اتحاد اتفاق اور جوش وخروش کی آگ بھڑکا دی یہاں تک کہ مسلمانوں کے مفتوحہ مقامات میں بھی بغاوت وسرکشی کی آگ بھڑک اٹھی اور حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو مجبوراً عرب کی سرزمین میں ہٹ آنا پڑا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر تمام عرب میں پر جوش و جادو بیان خطیب پھیلا دیے کہ وہ اپنی پرتاثیر تقریروں سے قبائل عرب کو جنگ میں شریک ہونے کے لیے آمادہ کریں اس کا اثر یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں دار الخلافت کی طرف جنگ آزما بہادروں کا ایک طوفان امنڈ آیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عہد صدیقی سے ہوازن کے عامل تھے انہوں نے اپنے اثر سے ایک

Marfat.com

ہزار آدمی بھیجے جن میں سے ہر ایک تیغ وتفنگ کا ماہر تھا غرض فوج توقع سے زیادہ فراہم ہوگئی لیکن سب سے زیادہ دقت یہ تھی کہ اس عظیم الشان لشکر کی سربراہی کے لیے کوئی شخص موزوں نظر نہ آتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی گئی تو انہوں نے بھی اس بارِ گراں کو اٹھانے سے انکار کردیا عوام کے اصرار سے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیار ہوگئے لیکن اہل الرائے صحابہ رضی اللہ عنہم مانع ہوئے کہ آپ کا جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے لوگ اسی فکر میں تھے کہ دفعتہً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر کہا کہ میں نے پالیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون؟ بولے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تمام حاضرین اس انتخاب پر خوش ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر تائید کی۔ ﴿طبری﴾

سپہ سالاری:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہایت بلند پایہ صحابی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اس کے ساتھ بہادری وشجاعت میں بھی بے نظیر تھے تمام فوج نے ان کی سپہ سالاری کونہایت پسندیدگی وفخر کی نگاہ سے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری کے لحاظ سے مجبور ہوکر منظور کرلیا اور ہر قسم کی ہدایتیں اورنشیب وفراز سمجھا کر رزمگاہ کی طرف کوچ کرنے کی اجازت دے دی۔

غرض اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تاریخ زندگی کا وہ صفحہ شروع ہوا جو سب سے زیادہ درخشاں وتاباں ہے اور جس نے دنیا کے بڑے بڑے اولو العزم حوصلہ منداور خوش تدبیر نام آوروں کی صف میں ان کوممتاز کردیا ہے وہ اپنے لشکر کو آراستہ کر کے منزل بہ منزل طے کرتے ہوئے ثعلبہ پہنچے یہاں تین مہینے تک قیام رہا پھر وہاں سے چل کر مشراف میں خیمہ زن ہوئے حضرت مثنی رضی اللہ عنہ مقام ذی قار میں آٹھ ہزار نبردآزما سپاہیوں کے ساتھ ان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے

Marfat.com

لیکن داعی اجل نے ملاقات کا موقع نہ دیا اور وہ اپنے بھائی کو سپہ سالارِ اعظم سے ملنے کی ہدایت کر کے رہ گزین عالم جاوداں ہوئے معنی نے حسبِ ہدایت مشراف میں آ کر ملاقات کی اور حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے جو ضروری مشورے دیئے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے سردارانِ قبائل میں سے چودہ نامور اشخاص منتخب کیے سفیر بنا کر مدائن روانہ کیا تا کہ شاہِ ایران کو اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی دعوت دیں چنانچہ انہوں نے پہلے اسلام پیش کیا اور طرفین میں بڑی ردو قدح ہوتی رہی آخر میں مسلمانوں نے کہا! اگر تم اسلام نہیں قبول کرتے تو ہم اپنے نبی کی پیشین گوئی یاد دلاتے ہیں کہ ایک دن تمہاری زمین ہمارے تصرف میں آئے گی مسلمانوں کی صاف بیانی پر غضبناک ہو کر مسلمانوں کی اس دلیری پر جھلا کر خاک دھول منگا کر کہا لو یہ تم کو ملے گا حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے رکھ کر کہا کہ ''فتح مبارک ہو دشمن نے خود اپنی زمین ہم کو دے دی''۔ غرض سفراء واپس آ گئے اور جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں عجمی سپہ سالار رستم نے بھی جو ساباط میں مقیم تھا اپنی فوج کو آگے بڑھا کر قادسیہ میں ڈیرے ڈالے۔

رستم کی فوجیں قادسیہ پہنچیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جاسوس پھیلا دیئے کہ دشمن کی نقل و حرکت سے ہر وقت مطلع کرتے رہیں نیز غنیم کی فوج کا رنگ ڈھنگ لشکر کی ترتیب اور پڑاؤ کی حالت دریافت کرنے کے لیے فوجی افسر متعین کر دیئے اس میں کبھی کبھی دشمن کا سامنا بھی ہو جاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ رات کے وقت غنیم کے کیمپ میں گشت کر رہے تھے ایک جگہ ایک بیش بہا گھوڑا بندھا دیکھا

Marfat.com

تلوار سے باگ ڈور کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ ڈور کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ ڈور سے اٹکالی لوگوں نے ان کا تعاقب کیا تو ایک سپاہی کو قید کر کے لڑتے بھڑے صاف نکل آئے قیدی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر اسلام قبول کیا اور عجمی فوج کے بہت سے اسرار بیان کیے۔

عرصہ تک صرف اسی قسم کی جھڑپ ہوتی رہی اور کوئی باقاعدہ جنگ پیش نہ آئی رستم قصداً جنگ سے جی چراتا تھا اس نے ایک دفعہ پھر صلح کی کوشش کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی خواہش پر متعدد سفارتیں روانہ کیں آخری سفارت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بھیجے گئے لیکن مصالحت کی کوئی صورت نہ نکلی رستم کو ناکامی ہوئی تو اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ ''کل تمہاری فوجیں تہ و بالا کر ڈالوں گا''۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے واپس آکر رستم کا مقولہ بیان کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی جوش و خروش کے ساتھ مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔

جنگِ قادسیہ:

رستم اس قدر غضب ناک ہو گیا تھا کہ اس نے اسی وقت فوج کو کمر بندی کا حکم دے دیا اور دوسرے روز صبح کے وقت درمیان کی نہر کو عبور کر کے میدانِ جنگ میں صف آراء ہوا دوسری طرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لشکر بھی تیار تھا مشہور شعراء اور پر جوش خطیب رزمیہ اشعار اور جادو اثر تقریروں سے تمام بہادر سپاہیوں کے شجاعانہ ولولے بھڑکا رہے تھے اس کے ساتھ قاریوں کی خوش الحانی اور جہاد کی آیتوں نے جنت کے عاشقوں کا بیتاب کر رکھا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قاعدہ کے موافق اللہ اکبر کے تین نعرے بلند کیے اور چوتھے پر جنگ شروع ہوگئی گو وہ خود عرق النساء کے عارضہ میں مبتلا ہونے کے باعث عام فوج کا ساتھ نہ دے سکے اور خالد بن ابن عرفطہ کو قائم مقام کر کے

Marfat.com

میدانِ جنگ کے قریب جو قصر تھا اس کے بالا خانہ پر رونق افروز ہوئے تاہم فوج کو لڑاتے خود تھے یعنی جس وقت جو حکم دینا مناسب سمجھتے تھے پرچوں پر لکھ کر اور گولیاں بنا کر خالد کی طرف پھینکتے جاتے تھے اور خالد ان ہی ہداتیوں کے مطابق موقع بموقع لڑائی کا اسلوب بدلتے جاتے تھے ایک دفعہ ایرانی ہاتھیوں کے ریلے سے قریب تھا کہ بجیلہ سواریوں کے پاؤں اکھڑ جائیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً قبیلہ اسد کو حکم بھیجا کہ بجیلہ کو مدد پہنچائیں پھر جب اس کالی آندھی نے اس طرف رخ کیا تو قبیلہ تمیم کو جو نیزہ بازی اور قادر اندازی میں کمال رکھتے تھے کہلا بھیجا کہ تمہارا کمال ہاتھیوں کے مقابلہ میں کیا ہوا؟ یہ سن کر انہوں نے اس جوش سے تیر برسائے کہ دفعتہً جنگ کا نقشہ بدل گیا غرض تمام دن اسی زور کا رن ہوا شام ہوئی تو دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ میں واپس آئے قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا جس کو عربی میں یوم الارماث کہتے ہیں۔

دوسرے روز پھر جنگ شروع ہوئی عین ہنگامہ کارزار میں شام کی امدادی فوجیں بھی پہنچ گئیں اس تائید غیبی سے مسلمانوں کا جوش دوبالا ہوگیا اور اس زور شور سے تیغ و سنان اور تیر و تفنگ کا بازار گرم ہوا کہ دور سے دیکھنے والوں کی رگِ شجاعت میں ہیجان پیدا ہو رہا تھا۔ ابو محجن ثقفی جن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے شراب خوری کے جرم میں اپنے قصر میں قید کر دیا تھا۔ اس ولولہ انگیز منظر کو دیکھ کر بیتاب ہو رہے تھے ضبط نہ کر سکے تو سلمٰی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی سے درخواست کی کہ اس وقت مجھ کو چھوڑ دو لڑائی سے جیتا بچا تو پھر خود آکر بیڑیاں پہن لوں گا سلمٰی نے انکار کیا تو حسرت کے ساتھ یہ اشعار پڑھنے لگے:

کفی حزنا ان تر دی الخیل بالقنا و اترک منسدو دا علی و ثاقیا

ترجمہ: اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور

Marfat.com

میں زنجیر میں بندھا پڑا ہوں۔

اذا قمت عنا فی الحدید و اغلقت مصاریع دونی تصم المنا دیا

ترجمہ: جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر باگ کھینچ لیتی ہے اور دروازے اس طرح سامنے بند کر دیے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

ان اشعار سے سلمٰی نے متاثر ہو کر ان کی بیڑیاں کاٹ دیں اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑے اور ان لوگوں کو اپنی شجاعت و جانبازی سے متحیر کر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی حیران تھے کہ یہ کون بہادر ہے؟ شام کو جنگ ختم ہوئی تو ابو محجن نے آکر بیڑیاں پہن لیں سلمٰی نے یہ حالات حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیے تو انہوں نے کہا ''خدا کی قسم میں ایسے فدائی اسلام کو سزا نہیں دے سکتا''۔ اور اسی وقت رہا کر دیا ابو محجن پر بھی اس قدردانی کا یہ اثر ہوا کہ آئندہ شراب سے توبہ کر لی۔

تیسرے روز حسب معمول پھر معرکہ شروع ہوا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آج آخری فیصلہ کا ارادہ کر لیا تھا لیکن شام ہوگئی اور جنگ پڑتے صفیں کی صفیں درہم برہم کر دیتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قعقاع اور چند دوسرے بہادر سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ تم ہاتھیوں کو مار لو تو پھر میدان تمہارے ہاتھ میں ہے انہوں نے نہایت جانبازی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی اور نرغہ کر کے بڑے بڑے ہاتھیوں کو مار ڈالا تو دوسرے ہاتھی خود بخود بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہاتھیوں سے میدان صاف ہونا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو سمیٹ کر پھر نئے سرے سے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ جب میں تیسرا نعرہ بلند کروں تو غنیم پر حملہ کر دینا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللھم اغفرلہ و انصرہ ''یعنی اے خدا

Marfat.com

قعقاع کو معاف کرنا اور اس کا مددگار رہنا قعقاع رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر دوسرے قبائل بھی ٹوٹ پڑے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہر قبیلے کے حملہ پر کہتے جاتے تھے کہ اے خدا اس کو معاف کرنا اور اس کا معین و مددگار رہنا غرض دن ختم ہونے کے بعد تمام رات ہنگام کارزار گرم رہا لیکن بالآخر مسلمانوں کے ثبات واستقلال نے ایرانیوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے رستم کو بھی مجبوراً بھاگنا پڑا مگر ہلال نامی ایک مسلمان سپاہی نے تعاقب کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خلافت میں نامہ فتح روانہ کر کے مقتولین و مجروحین کی تجہیز وتدفین اور مرہم پٹی کا اہتمام کیا چونکہ وہ خود اس جنگ میں شریک نہ تھے اس لیے بعض سپاہیوں کو ان کی طرف سے بدگمانی تھی چنانچہ ایک شاعر نے علانیہ اس خیال کو ظاہر کر دیا:

وقاتلت حتی انزل الله نصره و سعد بباب القادسیه معصم

ترجمہ: میں نے جنگ کی یہاں تک کہ خدا نے اپنی مدد بھیجی حالانکہ سعد قادسیہ کے دروازے سے چمٹے رہے۔

فا بنا وقد آمت نساء کثیرة و نسوة سعد لیس فیهن ایم

ترجمہ: ہم لوٹے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہوئیں حالانکہ سعد (رضی اللہ عنہ) کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لیے تمام فوج کو جمع کیا اور ایک مفصل تقریر کر کے اپنی معذوری ظاہر کی۔

عراقِ عرب پر عام لشکر کشی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے معرکہ قادسیہ کے بعد ۱۵ھ میں تمام عراق عرب کو زیر نگین کر لینے کا تہیہ کر لیا ایرانی بابل میں پناہ گزین تھے اس لیے سب سے پہلے

Marfat.com

اسی طرف بڑھے انہوں نے خود عجمیوں پر اس قدر رعب بٹھا دیا کہ راہ میں بڑے بڑے سرداروں نے پیشوائی کر کے صلح کر لی اور بابل تک موقع بموقع پل تیار کرادیئے کہ اسلامی فوجیں آسانی کے ساتھ گذر جائیں بابل پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملہ میں اس کو فتح کرلیا اور خود یہاں قیام کر کے زہرہ کی افسری میں کچھ فوجیں آگے روانہ کردیں انہوں نے کوثی پہنچ کر دم لیا اور وہاں کے رئیس شہر یار کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کرلیا۔

کوثی ایک تاریخی جگہ تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے یہیں قید کیا تھا چنانچہ قید خانہ کی جگہ اس وقت تک محفوظ تھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بابل سے تشریف لائے تو ان کی زیارت کو گئے اور درود پڑھ کر یہ آیت پڑھی:

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ○

کوثی سے آگے بڑھ کر پایہ تخت کے قریب ایک مستحکم مقام بہرہ شیر تھا اس نام کی وجہ یہ تھی کہ یہاں خاص کسریٰ کا شکاری شیر رہتا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لشکر جب اس شہر کے قریب پہنچا تو شیر مقابلہ کے لیے چھوڑا گیا اس نے تڑپ کر اسلامی شیروں پر حملہ کیا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی نے جو ہراول کے افسر تھے اس صفائی سے تلوار ماری کہ وہیں ڈھیر ہوگیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس بہادری پر خوش ہوکر ان کی پیشانی چوم لی اور انہوں نے ان کے قدم کو بوسہ دیا۔

بہرہ شیر کا کامل دو ماہ تک محاصرہ رہا اور اسی اثناء میں متعدد ہولناک جنگیں ہوئیں لیکن کچھ نہ ہوسکا ایک روز خود ایرانی فوجیں تنگ آکر جوش و خروش کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلیں اور دیر تک شجاعانہ لڑتی رہیں اسی حالت میں ان کا سپہ سالار شہر براز جو نہایت بہادر افسر تھا ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا اس کا مقتول ہونا تھا کہ عجمی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں اور شہر والوں نے صلح کا پھریرا اڑا دیا۔

Marfat.com

دریا میں گھوڑے ڈال دیئے:

بہرہ شیر اور مدائن (پایہ تخت عراق) کے درمیان صرف دجلہ حائل تھا ایرانیوں نے مسلمانوں کے خوف سے جہاں جہاں پل تھے سب توڑ کر بیکار کر دیئے تھے لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولوالعزمی کے آگے دنیا کی کون سی چیز حائل ہوسکتی تھی؟ انہوں نے اہل فوج کو مخاطب کر کے کہا "برادرانِ اسلام! دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے آؤ اس کو بھی تیر جائیں تو پھر مطلع صاف ہے"۔ یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا سپہ سالار اعظم کی جانبازی دیکھ کر تمام فوج نے بھی جوش کے ساتھ گھوڑے ڈال دیئے اور باہم باتیں کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے ایرانی اس عجیب وغریب جوش و استقلال کا منظر دیکھ کر "دیو آمدند" کہتے ہوئے بھاگے تاہم سپہ سالار خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ جما رہا اور دریا سے نکلنے پر مزاحم ہوا لیکن مسلمانوں نے اس کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا اور مدائن پہنچ کر شاہی محلات پر قبضہ کرلیا یزدگرد شاہِ ایران پہلے ہی بھاگ چکا تھا البتہ تمام اسباب وسامان موجود تھا جو بحفاظت مدینہ روانہ کیا گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جس وقت مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے یہ آیتیں نکلیں:

كَمْ تَرَكُوا مِن جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ ﴿سورۃ دخان﴾

ترجمہ: (اگلی قومیں) کس قدر باغ چشمے کھیتیاں اور طرح طرح کی نعمتیں عمدہ عمدہ محلات چھوڑ کر چل بسیں جس میں خوش باش زندگی بسر کرتی تھی اور ہم نے ان چیزوں کا مالک دوسری قوموں کو بنا دیا۔

مدائن فتح ہونے کے ساتھ تمام عراق عرب پر تسلط قائم ہوگیا بڑے

Marfat.com

بڑے رؤسا اور جاگیرداروں نے سپر ڈال کر صلح کر لی اور تمام ملک میں امن و امان کی منادی ہوگئی جو لوگ گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ پھر واپس آگئے اور حاکم ومحکوم میں اس قدر ارتباط پیدا ہوا کہ باہم ازواج و مناکحت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

عراقِ عرب کے مفتوح ہونے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اہتمام سے جلولا اور تکریت پر فوج کشی ہوئی اور نہایت کامیابی و فیروز مندی کے ساتھ ان مقامات پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دربارِ خلافت سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی تو جواب آیا کہ ''دولت و حکمرانی کے مقابلہ میں مجھے ایک ایک سپاہی کا خون محبوب ہے کاش ہمارے عجمیوں کے درمیان سد سکندری حائل ہوتی کہ نہ ہم ان کی طرف بڑھتے اور نہ وہ ہم پر حملہ آور ہوتے غرض سر دست اسی پر اکتفا کر کے ممالکِ مفتوحہ کا نظم ونسق اپنے ہاتھ میں لو''۔

امارت:

اس فرمان کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری کا زمانہ ختم ہوگیا اور وہ والی ملک کی حیثیت سے مدائن کو صوبہ کا مرکز بنا کر نظم ونسق میں مصروف ہوگئے اصل یہ کہ کسی غیر قوم پر حکمرانی اور ملکی نظام کو بہترین اصول پر مرتب کرنا بھی اس قدر مشکل ہے جس قدر کسی ملک کو فتح کرنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی فطری قابلیت کے باعث ان دونوں مشکلات پر غالب آگئے انہوں نے جس خوبی وعمدگی کے ساتھ اپنے عہدۂ جلیلہ کے فرائض انجام دیئے اس سے زیادہ اس زمانہ میں ممکن نہیں تھا اور بارِ خلافت کے ایماء سے تمام عراق کی مردم شماری اور پیمائش کرائی اراضی مفتوحہ کو ملک کے اصلی باشندوں کے ہاتھ میں رہنے دیا البتہ جس زمین کا کوئی وارث نہ تھا اس کا پھر نئے سرے سے بندوبست کیا اسی طرح لگان اور جزیہ

Marfat.com

کے اصول بنائے اور رعایا کے امن و آسائش کا انتظام کیا عجمیوں کے ساتھ اس قدر خلق و شفقت سے پیش آئے کہ ان کے دل پر قبضہ کرلیا چنانچہ بڑے بڑے امراء اور رؤساء اسی اثر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے جمیل ابن بصبہری، بطام بن نرسی، رفیل اور فیروز وغیرہ جو عراق کے مشہور رؤساء تھے خود بخود مسلمان ہو گئے اسی طرح دیلم کی چار ہزار فوج جو شاہی رسالہ کے نام سے موسوم تھی حلقہ بگوشِ اسلام ہوئی۔

تعمیر کعبہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک مدائن میں قیام کرنے کے بعد محسوس کیا کہ یہاں کی آب و ہوا نے اہل عرب کا رنگ و روپ بالکل بدل دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا گیا تو حکم آیا کہ عرب کی سرحد میں کوئی مناسب سرزمین تلاش کر کے ایک نیا شہر بسائیں اور عربی قبائل کو آباد کر کے اس کو مرکز حکومت قرار دیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس حکم کے مطابق مدائن سے نکل کر ایک موزوں جگہ منتخب کر کے کوفہ کے نام سے ایک وسیع شہر کی بنیاد ڈالی عرب کے جدا جدا قبیلوں کو جدا جدا محلوں میں آباد کیا وسط شہر میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی جس میں تقریباً چالیس ہزار نمازیوں کی گنجائش رکھی گئی مسجد کے قریب ہی بیت المال کی عمارت اور اپنا محل تعمیر کرایا جو قصرِ سعد کے نام سے مشہور تھا۔

کچھ دنوں کے بیت المال میں چوری ہوگئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی رپورٹ دار الخلافہ میں بھیجی تو حکم آیا کہ بیت المال کو مسجد سے ملا دیا جائے تاکہ ہر وقت نمازیوں کی آمد و رفت سے خزانہ محفوظ رہے چنانچہ انہوں نے روزبہ نام ایک مشہور پارسی معمار کو بلا کر یہ خدمت سپرد کی اس نے نہایت خوبی و موزونی کے ساتھ بیت المال کی عمارت کو بڑھا کر مسجد سے ملا دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس

Marfat.com

کاریگری کی بڑی قدر کی اور خوش ہو کر اس کو دار الخلافت بھیج دیا جہاں ہمیشہ کے لیے اس کا روزینہ مقرر ہو گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قصر چونکہ وسط بازار میں تھا اس لیے شور و شغب کے ساتھ باہم گفتگو کرنا بھی دشوار تھا انہوں نے اس سے بچنے کے لیے قصر کے سامنے ایک ڈیوڑھی بنوائی اور اس میں پھاٹک لگوایا بارگاہِ خلافت میں اس ڈیوڑھی کی اطلاع پہنچی تو اس خیال سے کہ اہل حاجت کے لیے یہ سدراہ نہ ہو جائے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ کوفہ جا کر اس میں آگ لگا دیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اطاعت شعاری کے ساتھ خاموشی سے دیکھتے رہے۔

متفرق انتظامات:

کوفہ دراصل ایک فوجی چھاؤنی تھی جہاں تقریباً ایک لاکھ نبرد آزما سپاہی بسائے گئے تھے ان کو علی قدر مراتب تنخواہیں دی جاتی تھیں تنخواہ کی تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ دس دس سپاہیوں پر افسر ہوتے تھے جو امراء الاعشار کہلاتے تھے تنخواہیں ان کو دی جاتی تھیں اور وہ اپنے ماتحت سپاہیوں کو تقسیم کر دیتے تھے ایک دفعہ امرائے اعشار نے تنخواہوں کی تقسیم میں بے اعتدالی کی اور اس کی وجہ سے فوج میں برہمی کے آثار نمایاں ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً دربارِ خلافت کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور فرمانِ خلافت کے مطابق دوبارہ نہایت صحت و تحقیق کے ساتھ لوگوں کے عہدے اور روزینے مقرر کیے اور اس دفعہ دس کے بجائے سات سات سپاہیوں پر ایک افسر متعین کیا۔ ﴿طبری ص ۲۴۹۵﴾

شام کی اسلامی فوجوں نے حمص پر چڑھائی کی تو اہل جزیرہ ایک جمعیت عظیم کے ساتھ رومیوں کی مدد کے لیے روانہ ہوئے لیکن حضرت سعد بن ابی

Marfat.com

وقاص رضی اللہ عنہ نے جو ملک کے اندرونی و سرحدی واقعات سے ہر وقت باخبر رہتے تھے ایک فوج گراں بھیج کر ان کو وہیں روک لیا اور آگے بڑھنے نہ دیا۔

﴿ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۲۸۱﴾

۲۱ھ میں ایرانیوں نے عراقِ عجم میں نہایت عظیم الشان جنگی تیاریاں کیں اور مسلمانوں کو ان کے مفتوحہ ممالک سے نکال دینا چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تیاریوں کا حال سنا تو تمام فوجی مرکزوں میں اسلامی فوج کو بھی آراستہ کرنے کے احکام صادر کیے کوفہ سب سے بڑا مرکز تھا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہاں نہایت اہتمام کے ساتھ تیاریاں شروع کیں اور دربارِ خلافت کے ایماء سے نعمان بن مقرن کو جو پہلے ان کی ماتحتی میں افسر مال تھے اس فوج کا امیر عسکر مقرر کیا لیکن یہاں ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی تھی جو قصداً جنگ سے جی چراتی تھی اور کہتی تھی کہ بصرہ والوں نے خواہ مخواہ فارس پر حملہ کر کے یہ لڑائی مول لی ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خلافت میں ان لوگوں کی شکایت لکھی تو ان میں سے جراح بن سنان اور اس کے چند ساتھیوں کو ان سے شدید عداوت پیدا ہوگئی اور انہوں نے مدینہ پہنچ کر شکایت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے ظاہر ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے عالی مرتبت و بلند پایہ صحابی کی نسبت یہ شکایت کس قدر مہمل تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے لغو ہونے کا یقین تھا تاہم رفع حجت کے خیال سے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تحقیقات کے لیے روانہ فرمایا انہوں نے کوفہ کی ایک ایک مسجد میں گشت کر کے اس شکایت کی حقیقت دریافت کی تو ہر جگہ سب نے یک زبان ہو کر اس کی تکذیب کی اور لغو بتایا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تحقیقات سے فارغ ہو کر دونوں فریق کو ساتھ لیے ہوئے مدینہ پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھنے کے ساتھ پوچھا "سعد (رضی اللہ عنہ)! تم کیسی نماز پڑھاتے

Marfat.com

ہو کہ لوگ شکایت کرتے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ پہلی دو رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھتا ہوں اور دونوں آخری میں صرف فاتحہ پر اکتفا کرتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بے شک تمہاری نسبت یہی گمان ہوسکتا ہے''۔

﴿طبری ص ۲۶۰۶، ۲۶۰۷﴾

معزولی:

گو الزام بے بنیاد ثابت ہوا تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ ایک جماعت مخالفت پر آمادہ ہوگئی تھی ان کو اس عہد سے سبکدوش ہی کردینا مناسب سمجھا چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جن کو اپنا جانشین بنا آئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان ہی کو مستقل کردیا اور ان کو دوبارہ واپس جانے کی زحمت نہ دی۔ ﴿تاریخ طبری﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر اس بیہودہ الزام کے قائم ہونے کا نہایت افسوس تھا فرمایا کرتے تھے کہ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر اندازی کی ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دہشت کے سوکھے پتے کھا کھا کر لڑتے تھے لیکن خدا کی شان آج یہ بنو اسد پیدا ہوئے ہیں خود مجھے مذہب سکھاتے ہیں کہ میں نماز اچھی نہیں پڑھاتا۔

﴿بخاری باب مناقب سعد رضی اللہ عنہ﴾

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سفارش:

۲۳ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجوسی غلام کے ہاتھ سے شہادت پائی حالت نزع میں لوگوں نے خلیفہ نامزد کرنے کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے اس منصب کے لیے چھ آدمیوں کے نام پیش کیے ان میں ایک حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے اور فرمایا کہ اگر خلافت کے لیے منتخب ہوسکیں تو جو منتخب ہو اسے چاہیے کہ

Marfat.com

ان کی خلافت سے فائدہ اٹھائے کیونکہ میں نے انہیں کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معطل نہیں کیا تھا۔

دوبارہ تقرری:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد مجلس شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر دستارِ خلافت باندھی اور انہوں نے حسب وصیت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دوبارہ کوفہ کا والی مقرر کیا لیکن اس تقرری کے تین سال بعد یعنی ۲۶ھ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مہتم بیت المال سے اختلاف پیدا ہو جانے کے باعث پھر معزول ہو گئے۔ ﴿استیعاب جلد۲ تذکرہ سعد رضی اللہ عنہ﴾

دورِ فتنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی گوشہ نشینی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے معزول ہونے کے بعد مدینہ میں عزلت نشینی اختیار کر لی یہاں تک کہ جب خلیفہ ثالث کے آخری عہد حکومت میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہوا تو یہ ہنگامہ بھی ان کی گوشہ گیری میں مخل نہ ہوا البتہ جب مفسدین نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کر لیا تو ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن معاملات ملکی سے بے تعلق رہنے کی روش پر اس وقت بھی قائم رہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے تو لوگوں نے ان کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے معذرت کی اور کہا "مجھے ایسی تلوار بتاؤ جو مسلم و کافر میں امتیاز رکھتے"۔

﴿ابن سعد جزو۲ قسم اول ترجمہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے خود ان کے صاحبزادہ عمر بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جب کہ وہ جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے آ کر کہا "کیا یہ معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ آپ جنگل میں اونٹ چرائیں اور لوگ بادشاہت وحکومت کے لیے اپنی اپنی قسمت آزمائیں"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا "خاموش میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا مستغنی اور پرہیز گار بندہ کو محبوب رکھتا تھا"۔

﴿اسد الغابہ تذکرہ سعدؓ میں اجمالاً اس کا ذکر ہے﴾

حضرت علی اور امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے منازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے جب پنچایت مقرر ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی اس خوشی میں کہ اب خانہ جنگیوں اور خونریزیوں کا خاتمہ ہو جائے گا فیصلہ سننے کے لیے دومتہ الجندل تشریف لائے لیکن جب یہ بے نتیجہ ثابت ہوئی تو پھر اپنے عزلت کدہ میں واپس آگئے اور تمام جھگڑوں سے قطعی طور پر کنارہ کش رہے۔

وفات:

حضرت سعد بن ابی وقص رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں اپنے لیے ایک قصر تعمیر کرایا تھا چنانچہ عزلت نشینی کی زندگی اسی میں بسر ہوئی آخر عمر میں قویٰ مضمحل ہو گئے تھے اور آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہی تھی یہاں تک ۵۵ھ میں طائر روح نے باغِ رضوان کے اشتیاق میں ہمیشہ کے لیے اس قفس عنصری کو خیر باد کہا۔ ﴿طبقات ابن سعد جزء ساوس﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جنگ میں جو اونی کپڑا میرے جسم پر تھا اس سے کفن کا کام لیا جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔

﴿اسد الغابہ تذکرہ سعد رضی اللہ عنہ﴾

لاش مدینہ لائی گئی۔ بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن اس وقت زندہ تھیں انہوں نے حکم دیا کہ اس جان نثارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مسجد میں لایا جائے

Marfat.com

چنانچہ مسجد میں ان حجروں کے سامنے نماز ادا کی گئی امہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی نماز میں شریک تھیں کسی نے مسجد میں نماز جنازہ پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا "لوگ کس قدر جلد بھول گئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن البیضاء رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز نہیں پڑھائی تھی؟

﴿ابن سعد جز و۳ قسم اول تذکرہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ﴾

غرض اس تزک و احتشام کے ساتھ مقام بقیع میں مدفون ہوئے۔ ستر برس سے زیادہ عمر پائی اور اس عرصہ میں اپنے عظیم الشان کارناموں کی ایسی یادگار چھوڑ گئے کہ ان کے اندر قیامت تک فخر و مباہات کے علاوہ ان پر رطب اللسان رہیں گے۔

علم وفضل:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا علمی پایہ نہایت ارفع تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کریں تو پھر اس کے متعلق دوسرے سے نہ پوچھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحصیل علم میں کبھی پیش و پیش یا شرم و حجاب دامنگیر نہ ہوتا تھا ایک دفعہ بارگاہِ نبوت میں حاضر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ عطیے مرحمت فرمائے لیکن اس میں سے ایک شخص کو محروم رکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس محرومی پر سخت تعجب ہوا عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا خیال ہے کہ وہ بھی مومن ہے ارشاد ہوا "مومن یا مسلم" لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تشفی نہ ہوئی انہوں نے پھر اپنا سوال دہرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ بھی وہی جواب دیا۔ غرض حضرت سعد نے مکرر سوال کو جاری رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر تشفی کردی کہ بسا اوقات اس سے جس کو عطیے دیتا ہوں وہ شخص جس کو کچھ نہیں دیتا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

﴿بخاری کتاب الایمان باب اذ الم یکن الاسلام﴾

Marfat.com

اخلاق و عادات:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مصحف اخلاق میں خشیت الٰہی حب رسول تقویٰ زہد بے نیازی اور خاکساری سب سے روشن ابواب ہیں خوف خدا اور عبادت گذاری کا یہ حال تھا کہ عموماً رات کے اخیر حصے میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ﴿مسند احمد ابن حنبل جلد ا﴾

طبیعت رہبانیت کی طرف بہت مائل تھی لیکن اسلام میں ممنوع ہونے کی وجہ سے مجبور تھے چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت اور تبتل سے منع فرمایا ہوتا تو میں اس کو اختیار کر لیتا۔ ﴿مسند احمد، ج ا﴾

حفاظت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و جاں نثاری کا صرف اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً تمام غزوات میں ہم رکاب رہے غزوۂ اُحد میں جب شکست رونما ہوئی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پریشانی اور گھبراہٹ میں منتشر ہو گئے تو اس وقت تھوڑی دیر تک تنہا انہوں نے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فرض انجام دیا تھا سفر میں عموماً خود شوق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے گرد رات بھر پہرا دیتے تھے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے رات کے وقت ایک جاگتے رہے اور فرمانے لگے کہ کاش میرے اصحاب میں سے کوئی مرد صالح آج پہرہ دیتا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابھی یہ جملہ تمام بھی نہیں ہوا تھا کہ اسلحہ کی جھنکار سننے میں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ عرض کی حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) ارشاد ہوا ''تم کیسے آئے؟'' عرض کی ''خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا چاہیے''۔ اس فرض کو

Marfat.com

انجام دینے آیا ہوں رسول اللہ ﷺ اس جاں نثاری سے نہایت خوش ہوئے اور دعا دی۔ ﴿مسلم مناقب سعد رضی اللہ عنہ﴾

عتبہ بن ابی وقاص حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حقیقی بھائی تھا اس نے حالت کفر میں غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کا روئے مبارک زخمی کیا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ''واللہ میں عتبہ سے زیادہ کبھی کسی شخص کے خون کا پیاسا نہیں ہوا''۔

اتباع سنت:

اتباع سنت اور رسول اللہ ﷺ کے اعمال و احکام کی کامل پیروی کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے اہل کوفہ نے دربارِ خلافت میں شکایت کی کہ یہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے تو فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے سرمو انحرف نہیں کرتا۔ ﴿بخاری باب صفۃ الصلوٰۃ﴾

مدینہ کے درخت کو نہ کاٹنے دیا:

ایک دفعہ مدینہ سے اپنے قصر کی طرف جو مقام عقیق میں تھا تشریف لے جا رہے تھے راہ میں ایک غلام کو درخت کاٹتے دیکھا چونکہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم اقرار دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کے اوزار چھین لیے غلام کے مالک نے آکر اس کا مطالبہ کیا تو فرمانے لگے ''معاذ اللہ میں رسول اللہ ﷺ کی بخشش کو واپس کردوں گا؟ اور اوزار کے واپس دینے سے قطعاً انکار کر دیا۔

﴿مسلم باب فضل المدینہ﴾

زہد وتقویٰ:

زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جس وقت دنیائے اسلام حکومت و بادشاہت کے جھگڑوں میں مبتلا تھی اس وقت وہ مدینہ کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے اس فتنہ

Marfat.com

سے محفوظ رہنے کی دعائیں مانگ رہے تھے اور جو کوئی ان جھگڑوں کے متعلق کچھ پوچھتا تو فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''میرے بعد عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا جس میں سونے والا بیٹھنے والے سے بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اچھا ہوگا''۔ ﴿مسند احمد، جلد ۱﴾

تواضع:

تواضع اور خاکساری کا صرف اس سے اندازہ ہوگا کہ سپہ سالاری اور گورنری کے بعد بھی جب کہ کسریٰ کے وارثوں نے اپنا عظیم الشان محل ان کے لیے خالی کردیا تھا ان کو اونٹ اور بکریاں تک چرانے میں عار نہ تھا افسر کی اطاعت کا یہ حال تھا کہ گھر میں آگ لگائی گئی وہ خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھتے رہے۔

ذریعہ معاش و جاگیر:

ایک زمانہ تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ درخت کے پتے کھا کھا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں جانبازی دکھاتے تھے لیکن اسلام نے بہت جلد روحانیت کے ساتھ ساتھ مادی حیثیت سے بھی اپنے فدائیوں کی عسرت و تنگ حالی کو دولت و ثروت سے مبدل کردیا خیبر کی مفتوحہ اراضی میں جاگیر ملی ایران کے مالِ غنیمت میں حصہ ملا اسی طرح دورِ فتنہ وفساد میں ایک غیر آباد زمین خرید کر زراعت کا مشغلہ اختیار کیا غرض اخیر زندگی میں ایک بڑی دولت کے مالک ہوئے کوفہ میں اور مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں عالی شان محلات تعمیر کوائے مگر باوجود اس کے غذا ولباس کی سادگی میں کچھ فرق نہیں آیا تھا۔

حلیہ مبارک:

حلیہ یہ تھا قد بلند و بالا جسم فربہ ناک چپٹی سر بڑا اور ہاتھ کی انگلیاں نہایت موٹی اور مضبوط۔

Marfat.com

ازواج:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں بیویوں کے نام یہ ہیں:

(۱) بنت الشہاب (۲) بنت قیس بن معدی کرب (۳) ام عامر بنت عمرو (۴) زید (۵) ام بلال بنت ربیع (۶) ام حکیم بنت قارظ (۷) سلمٰی بنت حفص (۸) ظبیہ بنت عامر (۹) ام حجر۔

اولاد:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے چونتیس اولادیں تھیں ان میں سے لڑکے سترہ تھے لڑکیاں بھی اس قدر تھیں سب کے نام حسب ترتیب درج ذیل ہیں۔

لڑکے:

(۱) اسحاق اکبر (۲) عمر (۳) محمد (۴) عامر (۵) اسحاق اصغر (۶) اسماعیل (۷) ابراہیم (۸) موسیٰ (۹) عبداللہ (۱۰) عبداللہ اصغر (۱۱) عبدالرحمٰن (۱۲) عمیر اکبر (۱۳) عمیر الاصغر (۱۴) عمرو (۱۵) عمران (۱۶) صالح (۱۷) عثمان۔

لڑکیاں:

(۱) ام الحکیم کبریٰ (۲) حفصہ (۳) ام القسم (۴) کلثوم (۵) ام عمران (۶) ام الحکیم صغریٰ (۷) ام عمرو (۸) ہند (۹) ام الزبیر (۱۰) ام موسیٰ (۱۱) حمنہ (۱۲) ام عمر (۱۳) ام ایوب (۱۴) ام اسحاق (۱۵) رملہ (۱۶) عمرہ (۱۷) عائشہ۔

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

نام نسب خاندان:

عامر نام، ابو عبیدہ کنیت امین الامۃ لقب، گو والد کا نام عبداللہ تھا لیکن دادا کی طرف منسوب ہو کر ابن الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ سلسلہ نسب یہ ہے عامر بن عبداللہ بن الجراح ابن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن الحارث بن الفہر القرشی الفہری۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں فہر پر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

ماں بھی اسی فہری خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور اصحاب سیر کی تحقیق کے مطابق مسلمان ہوئیں۔

قبولِ اسلام:

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و دعوت پر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

ہجرت:

اسلام قبول کرنے کے بعد قریش مکہ کے ظلم وستم سے دو مرتبہ ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے پھر آخری دفعہ سب کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ میں باہم

Marfat.com

بھائی چارہ کرادیا۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

غزوات:

مشرکین قریش نے مدینہ پہنچنے کے بعد بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا اور مبارزت طلبی کر کے میدانِ جنگ کی دعوت دی چنانچہ غزوۂ بدر اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔

والد کو قتل کردیا:

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شجاعت و جانبازی کے ساتھ اس جنگ میں سرگرم پیکار ہوئے ان کے والد عبداللہ بھی اس وقت تک زندہ تھے اور کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے انہوں نے تاک تاک کر خود اپنے لختِ جگر کو نشانہ بنانا چاہا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر تک طرح دیتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے بالآخر جوشِ توحید نسبی تعلق پر غالب آگیا اور ایک ہی ہاتھ میں ان کا کام تمام کردیا۔ درحقیقت یہ والہانہ جوش اور مذہبی وارفتگی کی نہایت سچی مثال تھی جس میں ماں باپ بھائی بہن غرض تمام رشتہ دار بالکل ایک اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے ہیں چنانچہ قرآن پاک نے اس انقطاع الی اللہ کی ان الفاظ میں داد دی:

لَاتَجِدُ قَوماً یُّومِنُونَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ یوٗ آدُّونَ مَن حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُولَہ وَ لَو کَانُوا اٰبَآئَھُم اَو اَبنَآئَھُم اَو اِخوَانَھُم اَو عَشِیرَتَھُم اُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِھِمُ الاِیمَانَ وَاَیَّدَھُم بِرُوحٍ مِّنہُ ○ ﴿سورہ مجادلہ﴾

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے اس قوم کو جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائی کہ وہ خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سے محبت رکھتے ہوں گے گو وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا ان کے کنبہ کے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ مسلمان ہیں

Marfat.com

جن کے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنے فیضان غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔

غزوہ اُحد:

غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں چبھ گئیں تھیں جس سے سخت تکلیف ہوئی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا اگرچہ ان کڑیوں نے نکلتے نکلتے ان کے دو دانت شہید کر دیئے لیکن رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری میں دو دانت کیا جان بھی نثار ہو جاتی تو پرواہ نہ تھی۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جز وثالث﴾

غزوہ خندق اور بنو قریظہ:

غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کی سرکوبی میں بھی سرگرم پیکار تھے پھر ٦ ھ میں جب قبیلہ ثعلبہ اور انمار نے قحط زدہ ہو کر اطرافِ مدینہ میں غارت گری شروع کی تو بارگاہِ رسالت سے ان کی سرکوبی پر مامور ہوئے چنانچہ انہوں نے ربیع الثانی کے مہینے میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ڈاکوؤں کے مرکزی مقام ذی القصہ پر چھاپہ مار کر ان کو پہاڑوں میں منتشر کر دیا اور ایک شخص کو گرفتار کر کے لے آئے جس نے مدینہ پہنچ کر بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا۔

﴿طبقات ابن سعد قسم اول جز وثالث﴾

بیعت رضوان:

اسی سال بیعت رضوان میں شریک ہوئے بلکہ مقام حدیبیہ میں قریش مکہ سے جو عہد نامہ طے پایا اس پر اُن کی شہادت بھی تھی۔ پھر ٧ ھ میں خیبر کی فتح کشی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ہوئے اور اس کی فتح میں شجاعت و بہادری

Marfat.com

کے ساتھ حصہ لیا ان مہمات سے فارغ ہو کر سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک جمعیت کے ساتھ ذات السلاسل کی طرف روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے انہوں نے دربارِ رسالت سے کمک طلب کی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیرامارت دوسو جنگی بہادر روانہ فرمائے اس امدادی فوج کی اہمیت کا انداز اس سے ہوسکتا ہے کہ اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے غرض جب یہ فوج حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس شرفِ گرامی کا استحقاق نہ تھا تاہم ان کی ضد اور اصرار سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اطاعت کا طوق خود اپنے گلے میں ڈال لیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ حملہ کر کے غنیم کو زیر وزبر کر دیا۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

رجب ۸ ھ میں ایک دوسری مہم خود حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیرقیادت ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کی گئی تاکہ قریشی قافلوں کی نقل وحرکت کا پتہ چلائیں اور سامانِ رسد میں صرف کھجوریں ساتھ کر دی گئیں یہاں تک کہ جب یہ سرمایہ ختم ہونے لگا تو چند دنوں تک صرایک ایک کھجور پر قناعت کرنا پڑی خدائے پاک نے بہت جلد یہ مصیبت دور کر دی اور سمندر کے کنارے ایک عظیم الشان مچھلی مل گئی کہ مجاہدین نے عرصہ تک اس پر گذر اوقات کی اور کامیابی کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ ﴿بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ سیف البحر﴾

اسی سال مکہ فتح ہوا پھر حنین اور طائف کی جنگیں پیش آئیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تمام معرکوں میں جانبازی کے ساتھ پیش پیش رہے۔

Marfat.com

متفرق خدمات اور لقب امین الامت:

جنگی مہمات کے علاوہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بعض دوسری اہم خدمتیں بھی سپرد ہوئیں مثلاً ۹ ھ میں اہل نجران نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر ایک معلم دین کی درخواست کی جو مذہبی تعلیم و تلقین کے سوا ان کے جھگڑوں کو بھی فیصل کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو عبیدہ اُٹھ" جب وہ کھڑے ہوئے تو اہل نجران سے مخاطب ہو کر فرمایا "یہ امت کا امین ہے اس کو تمہارے ساتھ کرتا ہوں"۔ ﴿بخاری قصہ اہل نجران﴾

دنیا کی کشادگی کی وجہ سے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے مصالحت کرلی تھی اور علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا امیر مقرر کیا تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وہاں سے جزیہ کی رقم لانے پر مامور ہوئے جب لے کر مدینہ پہنچے تو اس روز نمازِ صبح میں انصار کا غیر معمولی مجمع ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر فرمایا شاید تم لوگوں کو ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) کے آنے کی اطلاع ہوگئی ہے لوگوں نے عرض کی "ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بشارت ہو کہ آج تمہیں خوش کر دوں گا لیکن خدا کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ مجھے ڈر ہے کہ پہلی قوموں کی طرح تمہارے اوپر بھی دنیا کشادہ ہو جائے گی اور جس طرح ان کو منافست باہمی اور حسد طمع سے ہلاک کر دیا ہے تمہیں بھی ہلاک کرے گی"۔

۱۰ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمرکاب تھے اس سفر سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا جھگڑا پیدا ہوگیا لیکن صلحائے امت کی

Marfat.com

کوششیں بھی کسی سے کم نہ تھیں چنانچہ انہوں نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا معشر الانصار انکم کنتم اوّل من نصر فلا تکونوا اوّل من غیر۔ ﴿بخاری﴾

ترجمہ: اے گروہِ انصار! تم نے سب سے پہلے امداد و اعانت کا ہاتھ بڑھایا تھا اس لیے تم ہی سب سے پہلے افتراق و اختلاف کے بانی ہو جاؤ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود ان کے نام کو پیش کر کے فرمایا دیکھو یہ حضرت عمرو بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) موجود ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُن کی ذات سے خدا نے دین کو معزز کیا ہے یہ دیکھو حضرت ابو عبیدہ الجراح (رضی اللہ عنہ) موجود ہیں جن کو امین لامت کا خطاب عطا کیا گیا ہے ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو لیکن ان دونوں بزرگوں نے بالاتفاق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اپنے استحقاق سے انکار کیا اور بڑھ کر سب سے پہلے بیعت کر لی۔ اس کے بعد تمام مہاجرین و انصار بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے اور فتنہ کا ابر تاریک افق اسلام سے چھٹ گیا۔

شام کی سپہ سالاری:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسند نشینی کے بعد ۱۳ھ میں ملک شام پر کئی طرف سے لشکر کشی کا اہتمام کیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حمص پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دمشق پر حضرت سرحبیل کو اردن پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین پر مامور کیا اور ہدایت کی کہ جس سب ایک جگہ مجتمع ہو جائیں تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار عام ہوں گے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب عرب کی سرحد سے باہر نکلے تو کثیر التعداد

Marfat.com

رومی فوجوں کا سامنا ہوا یہ دیکھ کر انہوں نے تمام اسلامی فوجوں کو یکجا کر لیا اور دربارِ خلافت سے مزید کمک طلب کی چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیدار مغزی اور حسن تدبیر کے ساتھ فصیل پھاند گئے اور شہر میں داخل ہو کر دروازے کھول دیئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ تیار کھڑے تھے فوراً اندر گھس گئے عیسائیوں نے یہ رنگ دیکھا تو مصلحت اندیشی کے ساتھ اسلامی سپہ سالار اعظم سے مصالحت کر لی اور مفتوحہ کو بھی صلح میں رکھا اور اس پر صلح کے شرائط جاری کیے۔ ﴿ابن اثیر جلد ۲﴾

معرکہ فحل:

دمشق فتح کر کے اسلام فوجیں آگے بڑھیں اور مقام فحل میں خیمہ افگن ہوئیں رومیوں کا پڑاؤ فحل کے سامنے مقام بیسان میں تھا انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور گفت وشنید کے لیے ایک سفیر بلایا چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس عہدہ پر مامور ہوئے لیکن یہ سفارت بے نتیجہ رہی اور رومیوں نے براہِ راست حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کے لیے قاصد بھیجا جس وقت وہ پہنچا تو یہ دیکھ کر متحیر رہ گیا کہ یہاں ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ ایک ہی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اور افسری اور ماتحتی کی کوئی تمیز نظر نہیں آتی آخر اس نے گھبرا کر پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ لوگوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اس وقت وہ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اس نے متعجب ہو کر کہا کیا درحقیقت تم ہی سردار ہو؟ ''ہاں!'' قاصد نے کہا ''تمہاری فوج کو دو اشرفیاں فی کس دیں گے تم یہاں سے چلے جاؤ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا اور قاصد کے تیور دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دے دیا غرض دوسرے دن جنگ شروع

Marfat.com

ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک ایک صف میں جا کر کہتے تھے۔

عباد الله استو جبوا من الله النصر بالصبر فان الله مع الصبرین۔

ترجمہ: خدا کے بندو! صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خود قلب فوج میں تھے اور دانشمندی کے ساتھ سب کو لڑا رہے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کو قلیل تعداد نے رومیوں کی پچاس ہزار باقاعدہ فوج کو شکست دے دی اور ضلع اُردن کے تمام مقامات فرزندانِ توحید کے زیرنگین ہو گئے۔

فتح حمص:

یہاں سے چھوٹے چھوٹے مقامات فتح کرتے ہوئے حمص کی طرف بڑھے اور محاصرہ کا سامان پھیلا دیا اہل حمص کچھ عرصہ تک کمک کی امید پر مدافعت کرتے رہے لیکن جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے خود بخود شہر حوالہ کر دیا۔ ﴿ابن اثیر جلد۲ وفتوح البلدان﴾

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہاں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر لاذقیہ کا رُخ کیا اور راہ میں شیرز حماۃ معرۃ النعمان اور دوسرے مقامات میں اسلامی جھنڈا اگاڑتے ہوئے منزل مقصود پر دم لیا۔

لاذقیہ نہایت مستحکم مقام تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح کرنے کی ایک نئی تدبیر اختیار کی یعنی میدان میں بہت سے پوشیدہ غار کھدوائے اور محاصرہ اٹھا کر حمص کی طرف روانہ ہو گئے شہر والوں نے جو مدت کی قلعہ بندی سے تنگ آ گئے تھے اس کو تائید غیبی خیال کیا اور اطمینان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ

Marfat.com

کھول کر کاروبار میں مصروف ہو گئے لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی رات کو اپنے سپاہیوں کے ساتھ پلٹ کر غاروں میں چھپ رہے تھے صبح کے وقت نکل کر دفعتہ شہر میں گھس گئے اور آسانی کے ساتھ اسلام کا علم بلند کر دیا۔

﴿فتوح البلدان بلاذری﴾

یرموک کی فیصلہ کن جنگ:

رومیوں کی مواتر ہزیمتوں نے اُن کے آتش غیظ و غضب کو بھڑ ادیا ہرقل شہنشاہِ روم کی دعوت پر تمام اطرافِ ملک سے ٹڈی دل فوج مجتمع ہوگئی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خود شامی امراء رؤساء نے جو باوجود مذہبی اختلاف کے ان کے اخلاق کے گرویدہ ہو گئے تھے تمام واقعات کی اطلاع دی انہوں نے اچھی طرح سے غنیم کی تیاریوں کی تحقیقات کر کے اپنے ماتحت فسروں کو جمع کیا اور ایک پر جوش تقریر کے بعد اس مہیب سیلاب کو روکنے کے متعلق مشورہ طلب کیا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ''میری رائے یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو شہر میں چھوڑ کر ہم لوگ مقابلہ کے لیے نکلیں اس کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا جائے کہ دمشق اور فلسطین سے چل کر مدد کو آئیں''۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''یزید کی رائے یقیناً مخلصانہ ہے لیکن ہم کو اپنا ننگ و ناموس شہر کے عیسائی باشندوں کے رحم پر نہ چھوڑنا چاہیے''۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پھر سر دست اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہم عیسائیوں کو شہر بدر کر دیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی غلطی تسلیم کر لی اور بالآخر بحث و مباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ مفتوحہ ممالک چھوڑ کر تمام فوجیں دمشق میں جمع ہوں غرض اس قرارداد کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے جو کچھ جزیہ یا خراج لیا تھا واپس

Marfat.com

کردیا اور فرمایا یہ تمہاری حفاظت کا معاوضہ تھا لیکن جب ہم سردست اس سے عاجز ہیں تو پھر ہم کو اس سے مستفید ہونے کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ رقم جو وصول ہوئی تھی سب واپس کردی گئی عیسائیوں پر اس قدر حق پسندی و انصاف کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے ہوئے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ ''خدا تم کو پھر واپس لائے''۔ ﴿فتوح البلدون﴾

دمشق میں جب اسلامی فوجیں مجتمع ہوگئیں تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر یرموک کے میدان میں (جو جنگی ضروریات کے لحاظ سے نہایت مناسب موقع تھا) مورچہ جمایا اسی اثناء میں اُردن سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا کہ آپ کی معاودت نے اس علاقہ پر بہت برا اثر ڈالا ہے اور ہر طرف بغاوت وشورش پھیل گئی ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ہم کو مصلحتہً پیچھے ہٹنا پڑا تا کہ تمام منتشر قوت جمع ہو جائے بہر حال تم اپنی جگہ جمے رہو میں عنقریب آکر تم سے ملتا ہوں۔

مسلمانوں کے پیچھے ہٹ آنے سے رومیوں کی ہمت بڑھ گئی اور ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ یرموک پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ میں خیمہ زن ہوئے تاہم جو عربی تلوار کا مزہ چکھ چکے تھے وہ دل سے صلح کے متمنی تھے سپہ سالار اعظم باہان کی بھی یہی خواہش تھی غرض جارج نامی ایک رومی قاصد اسلامی لشکر گاہ میں پہنچا کہ کسی مسلمان سفیر کو ساتھ لے جائے اس وقت شام ہوچکی تھی ذرا دیر کے بعد مغرب کی نماز شروع ہوئی مسلمانوں کے موثر طریقہ عبادت خشوع وخضوع اور محویت واستغراق نے اس پر عجیب وغریب کیفیت طاری کی وہ استعجاب سے دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب نماز ہوچکی تو اس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

سوالات کیے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیتیں پڑھیں۔

یٰاَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهُ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ ۝ ﴿نساء﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں زیادہ غلو نہ کرو اور خدا کی طرف حق کے سوا غلط بات نہ منسوب کرو حقیقت میں مسیح بن مریم خدا کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے ان کی طرف ڈال دیا تھا''۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ ﴿نساء﴾

ترجمہ: مسیح بن مریم اور ملائکہ مقربین کو خدا کی بندگی میں عار نہیں ہے۔

جارج نے ان آیتوں کا ترجمہ سنا تو بے اختیار پکار اُٹھا بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہی اوصاف ہیں اور درحقیقت تمہارا پیغمبر سچا ہے یہ کہہ کر بطیب خاطر مسلمان ہو گیا۔ وہ اپنی قوم میں واپس جانا نہیں چاہتا تھا لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ رومیوں کو بدعہدی کا گمان نہ ہو واپس جانے پر مجبور کیا اور فرمایا کہ کل جو سفیر یہاں سے جائے گا اس کے ساتھ چلے آنا۔

﴿طبری کے نزدیک جارج حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے اسلام لایا﴾

غرض دوسرے روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ سفیر بنا کر بھیجے گئے لیکن اس سفارت کا بھی اس کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلا کہ دونوں فریق اور بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو گئے کیونکہ مسلمانوں کی صرف دو شرطیں تھیں جو ہر موقع پر پیش کی جاتی تھیں اور اس میں تغیر و تبدل قطعاً ناممکن تھا یعنی ''اسلام یا

Marfat.com

''جزیہ'' دوسری طرف رومی جو اپنی شہنشاہی کے نشہ میں سرشار تھے ایسی شرائط کو سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے بہرحال جنگ شروع ہوئی اور گو مسلمان تعداد میں صرف تیس بتیس ہزار تھے تاہم افسران فوج کی دانش مندی فن سپہ گری کی واقفیت اور خود سپاہیوں کے غیر معمولی جوش کے غنیم کے پاؤں اکھاڑ دیئے اس جنگ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ تقریباً ستر ہزار رومی واصل جہنم ہوئے اور مسلمان بھی کم و بیش تین ہزار شہید ہوئے جن میں ضرار بن ازور ہشام بن العاص بن سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے جنگ آزما افسر بھی تھے۔

فتح یرموک کے بعد تمام ملک شام میں مسلمانوں کے خیر مقدم کے لیے تیار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص پہنچ کر حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو قنسرین روانہ کیا اور خود حلب کی طرف بڑھے یہ دونوں مقامات آسانی کے ساتھ مفتوح ہوگئے چند دنوں کے بعد اہل انطاکیہ نے بھی سپر ڈال دی غرض بیت المقدس کے سوا تمام شام پر آسانی کے ساتھ قبضہ ہوگیا۔

بیت المقدس:

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ فلسطین کی مہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی چنانچہ وہ بڑے بڑے شہر فتح کر کے عرصہ سے بیت المقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنی مہم سے فرصت ہوئی تو وہ بھی اس فوج سے آملے عیسائیوں نے ایک عرصہ کی قلعہ بندی سے تنگ آکر صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لیے یہ شرط لگائی کہ امیر المومنین خود یہاں آکر اپنے ہاتھ سے معاہدۂ صلح لکھیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر اس شرط سے مطلع کیا اور ملک شام تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

خط لکھ کر اس شرط سے مطلع کیا اور ملک شام تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہو کر مقام جابیہ پہنچے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت افسروں کے ساتھ ان کا استقبال کیا بیت المقدس کے نمایندے بھی یہیں پہنچے اور معاہدہ صلح ترتیب پانے کے بعد اس مقدس شہر پر قبضہ ہو گیا۔

﴿فتوح البلدان﴾

رومیوں کی آخری کوشش:

شام جیسے سرسبز و شاداب ملک کا ہاتھ سے نکل جانا رومیوں کے لیے سخت سوہان روح تھا انہوں نے جزیرہ اور آرمینیہ والوں کی امداد سے ایک مرتبہ پھر قسمت آزمائی کی اور ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ حمص کی طرف بڑھے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ادھر سے فوجیں جمع کیں اور دربارِ خلافت کو تمام واقعات سے مطلع کیا چنانچہ امیر المومنین کے حکم سے عراق سے ایک بہت بڑی کمک پہنچ گی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس عظیم الشان قوت کے ساتھ رومی سیلاب کو روکنے کے لیے آگے بڑھے۔ میدانِ جنگ میں پہنچ کر باقاعدہ صف آرائی کی اور ایک پرجوش و موثر تقریر کے بعد فرمایا ''مسلمانو! آج جو ثابت قدم رہ گیا اور اگر زندہ بچا تو ملک و مال ہاتھ آئے گا اور مارا گیا تو شہادت کی دولت ملے گی میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص مرے اور مشرک ہو کر نہ مرے وہ ضرور جنت میں جائے گا''۔ اس زمانہ میں اسلام کا ہر ایک فرزند جوشِ ملی اور غیرت دینی کا مجسم پتلا تھا اس تقریر نے اور بھی گرما دیا غرض مجاہدین نے اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کی آخری کوشش بھی ناکام رہی اور پھر انہیں کبھی پیش قدمی کا حوصلہ نہ ہوا۔

Marfat.com

امارت:

حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر والی مقرر ہوئے تھے لیکن ۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے یہ عہدہ بھی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ دمشق سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے لوگوں سے کہا ''تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ امین امت تمہارا والی ہے''۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''حضرت خالد رضی اللہ عنہ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے'' غرض اس لطف و محبت کے ساتھ امارت یا ولایت کا چارج لینے کے بعد ملکی انتظامات میں مصروف ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتظامی حیثیت سے ملک شام میں جو مختلف اصلاحیں جاری کیں ان میں سے اکثر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عمل میں آئیں ۱۸ھ میں جب عرب میں قحط پڑا تو نہایت سرگرمی کے ساتھ شام سے چار ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے بھیجے۔ ﴿طبری﴾

اشاعت اسلام کا بھی ان کو خاص خیال تھا چنانچہ قبیلہ تنوخ بنو سلیح اور عرب کے دوسرے بہت سے قبائل جو مدت سے شام میں آباد ہوگئے تھے اور عیسائی مذہب کے پیرو تھے صرف حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے بعض شامی اور رومی عیسائی بھی ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لائے۔

طاعون عمواس:

۱۸ھ میں تمام ممالک مفتوحہ میں نہایت شدت کے ساتھ طاعون کی وبا

Marfat.com

پھیلی خصوصاً شام میں اس نے بہت نقصان پہنچایا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تدبیر و انتظام کے لیے دارالخلافہ چھوڑ کر مقام سرغ پہنچے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے سرداروں نے نے یہاں استقبال کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شدت کی کیفیت سن کر پہلے مہاجرین اور پھر انصار سے مشورہ طلب کیا سب نے مختلف رائیں دیں اس کے بعد مہاجرین فتح سے جو عموماً قریش کے بوڑھے تجربہ کار لوگ تھے مشورہ چاہا انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ دست یہاں سے لوگوں کا منتقل ہو جانا مناسب ہوگا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کرا دی کہ میں کل صبح واپس جاؤں گا سب ساتھ چلیں چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہایت شدت کے ساتھ تقدیر کے قائل تھے اس لیے ان کو یہ حکم ناگوار ہوا اور آزادی کے ساتھ کہا ''افرارا من قدر اللہ'' یعنی تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ عموماً حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی رائے سے اختلاف ظاہر کرنا ناپسند کرتے تھے اس لیے انہوں نے کہا ''کاش! تمہارے سوا کوئی دوسرا یہ جملہ کہتا ہاں تقدیر الٰہی سے بھاگتا ہوں لیکن تقدیر الٰہی کی طرف''۔ ﴿مسلم باب الطاعون﴾

غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر بلایا کہ کچھ دنوں کے لیے یہاں چلے آؤ تم سے کچھ کام ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس طلبی کا مقصد سمجھ گئے اور لکھا کہ جو مقدر ہے وہ ہوگا۔ میں مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لیے یہاں سے ٹل نہیں سکتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ کسی طرح ٹلنے کا نام نہیں لیتے تو پھر بتاکید لکھا کہ فوج کو لے کر کسی بلند اور صحت بخش مقام کی طرف چلے جاؤ اس وقت جہاں پڑاؤ ہے وہ نہایت نشیبی اور مرطوب جگہ ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور حضرت ابوموسیٰ

Marfat.com

اشعری رضی اللہ عنہ کے انتخاب پر جابیہ اٹھ گئے۔ ﴿فتح الباری جلد ۱۰﴾

جابیہ پہنچ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہوئے مرض کی زیادہ شدت ہوئی تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جو ان کے اسلامی بھائی تھے اپنا جانشین کیا اور لوگوں کو جمع کر کے ایک نہایت موثر تقریر کی آخر میں فرمایا ''صاحبو! یہ مرض خدا کی رحمت اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے پہلے بہت سے صلحائے روزگار اس میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے خدا سے اس سعادت میں حصہ پانے کا متمنی ہے''۔ ﴿مسند جلد ۱﴾

نماز کا وقت آیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشین کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ادھر نماز ختم ہوئی اور ادھر راضی برضائے الٰہی یعنی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح امین الامت نے داعی حق کو لبیک کہا حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور حاضرین کے سامنے ایک موثر درد تقریر کے بعد کہا ''صاحبو! آج تم سے ایک شخص ایسا اٹھ گیا کہ خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ صاف دل بے کینہ سیر چشم عاقبت اندیش باحیا اور خیر خواہِ خلق کبھی نہیں دیکھا پس خدا سے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرو''۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اٹھاون برس کی عمر پائی اور اس قلیل عرصہ میں اپنے حیرت انگیز کارناموں کا منظر دکھا کر ۱۸ھ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اخلاق و عادات:

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے صحیفہ اخلاق میں خدا ترسی اتباع سنت تقویٰ زہد تواضع مساوات اور ترحم کے ابواب نہایت روشن ہیں۔

Marfat.com

خوفِ خدا کا یہ حال تھا کہ محض معمولی واقعات ان کے لیے سرمایہ عبرت بن جاتے اور اکثر خدا کی ہیبت وجلال کو یاد کر کے چشم پرنم ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص ان کے گھر آیا دیکھا تو زار و قطار رو رہے ہیں اس نے متعجب ہو کر پوچھا ''ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) خیر ہے؟ یہ رونا دھونا کیسا؟'' کہنے لگے ''ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے آیندہ فتوحات اور تمول کا ذکر کرتے ہوئے شام کا تذکرہ فرمایا اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! اگر اس وقت تک تمہاری عمر وفا کرے تو تمہارے لیے صرف تین خادم کافی ہوں گے ایک خاص تمہاری ذات کے لیے ایک تمہارے اہل وعیال کے لیے اور ایک سفر میں ساتھ جانے کے لیے اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہیں ایک تمہارے لیے ایک غلام کے لیے اور ایک اسباب وسامان کے لیے لیکن اب دیکھتا ہوں تو میرا گھر غلاموں سے اور اصطبل کے گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے آہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا جو اسی حال میں ملے گا جس حال میں میں اسے چھوڑ جاؤں گا''۔ ﴿مسند جلد ۱﴾

ہادی دین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت محبت اور خدمت گذاری میں امین امت سے زیادہ کون پیش پیش رہتا؟ واقعہ بدر میں باپ کو قتل کیا رسول اللہ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت رسانی کے لیے دو دانت شہید کیے غزوۂ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا تو صرف اس لیے طوق اطاعت گلے میں ڈال لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق باہمی کی ہدایت کی تھی اور فرمایا کہ میں تمہاری اطاعت نہیں کرتا بلکہ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گردن جھکاتا ہوں۔ ﴿مسند جلد ۱﴾

امین امت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری لمحہ حیات بھی اطاعتِ رسول میں گذرا شام

Marfat.com

میں طاعون کی شدت ہوئی تو بڑے بڑے ثابت قدم بزرگوں کے پاؤں ڈگمگا گئے لیکن انہوں نے صرف اس وجہ سے ٹلنے کا نام نہ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھاگنے کی ممانعت کی تھی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ زہد و بے نیازی کے بادشاہ تھے ان کی نظر میں دنیا اور اس کی نعمتیں ایک حقیر ذرہ سے بھی زیادہ بے وقعت تھیں شام کی آب و ہوا نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرزِ معاشرت کو بدل دیا تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر شام کے موقع پر افسروں کو پر تکلف قبائیں اور زرق برق پوشاک پہنے دیکھا تو اس قدر غصہ ہوئے کہ گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینکنے لگے کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جس حال میں ملے وہ وہی عرب کی سادگی تھی بدن پر سادہ کپڑے اور سواری میں اونٹنی جس کی نکیل بھی معمولی رسی کی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے قیام گاہ پر تشریف لائے تو وہاں اس سے بھی زیادہ سادگی تھی یعنی ڈھال تلوار اور اونٹ کے کجاوہ کے سوا کوئی سامانِ راحت نہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ابو عبید! کاش تم ضروری سامان تو فراہم کر لیتے'' اس بے نیازِ عالم نے جواب دیا ''امیر المومنین! ہمارے لیے بس یہی ہے''۔ ﴿اصابہ جلد ۴﴾

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجے انہوں نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی اور اپنے لیے ایک حبہ بھی نہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا ''الحمد للہ! کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں''۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث﴾

امین امت رضی اللہ عنہ کی خاکساری اور تواضع کا اس سے اندازہ ہوگا کہ انہوں نے باوجود سپہ سالار اعظم ہونے کے جاہ و حشم سے کبھی سروکار نہ رکھا رومی سفراء

Marfat.com

جب کبھی اسلامی لشکر گاہ میں آئے تو انہیں ہمیشہ سردارِ فوج کی شناخت میں دقت پیش آئی۔ ایک دفعہ ایک رومی قاصد آیا وہ یہ دیکھ کر متحیر ہو گیا کہ یہاں سب ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں بالآخر اس نے گھبرا کر پوچھا تھا...... سردار کون ہے؟ لوگوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا دیکھا تو ایک نہایت معمولی وضع قطع کا عرب فرش خاک پر بیٹھا ہے۔

مساواتِ اسلامی کا حد درجہ خیال تھا ان کے لشکر گاہ میں ایک معمولی مسلمان سپاہی کو بھی وہی عزت حاصل تھی جو ایک بڑے سے بڑے سردار کو ہو سکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک مسلمان نے غنیم کے ایک سپاہی کو پناہ دی حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن سپہ سالارِ اعظم حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہم اس کو پناہ دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان سب کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے''۔ ﴿مسند جلد ا﴾

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خلق و ترحم خلق اللہ کے لیے عام تھا شام میں ان کی شفقت اور رعایا پروری نے عیسائیوں کو بھی مرہونِ منت بنا رکھا تھا وہاں عیسائیوں کو نماز کے وقت ناقوس بجانے کی اور عام گذر گاہوں میں صلیب نکالنے کی سخت ممانعت تھی لیکن انہوں نے عرضی پیش کی کہ کم سے کم سال میں ایک دفعہ عید کے روز صلیب نکالنے کی اجازت دی جائے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خوشی کے ساتھ یہ درخواست منظور کر لی اس رواداری کا یہ اثر ہوا کہ شامی خود اپنے ہم مذہب رومیوں کے دشمن ہو گئے اور خوشی کے ساتھ جاسوسی اور باخبر رسانی کے فرائض انجام دینے لگے۔

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خانگی زندگی کے حالات نامعلوم ہیں تاہم اس قدر یقینی ہے کہ جذبہ انقطاع الی اللہ نے بیوی بچوں سے غیر معمولی شغف پیدا ہونے نہ دیا۔

حلیہ مبارک:

حلیہ یہ تھا قد لمبا جسم نحیف ولاغر چہرہ کم گوشت سامنے کے دو دانت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قربان ہو گئے تھے ڈاڑھی گھنی نہ تھی اور بعض روایات کے مطابق خضاب استعمال کرتے تھے۔

اولاد وازواج:

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی صرف دو بیویوں سے اولاد ہوئی ہند بنت جابر سے یزید اور ورجا سے عمیر پیدا ہوئے لیکن دونوں لاولد فوت ہوئے۔

❁❁❁

Marfat.com

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام نسب خاندان:

سعید نام، ابو الاعور کنیت، والد کا نام زید اور والدہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ تھا سلسلہ نسب یہ ہے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح ابن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کعب بن لوی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نفیل پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد زید اُن سعادت مند بزرگوں میں تھے جن کی آنکھوں نے اسلام سے پہلے ہی کفر و شرک کے ظلمت کدہ میں توحید کا جلوہ دیکھا تھا اور ہر قسم کے فسق و فجور یہاں تک کہ مشرکین کے ذبیحہ سے بھی محفوظ رہے تھے چنانچہ ایک دفعہ ان سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بعثت وادی بلدح میں ملاقات ہوئی۔

﴿تنعیم کی راہ میں ایک مقام کا نام تھا فتح الباری جلد ۷﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا پھر انہوں نے بھی انکار کیا اور کہا "میں تمہارے بتوں کا چڑھایا ہوا ذبیحہ نہیں کھاتا"۔

﴿بخاری باب حدیث زید﴾

زید کا دل کفر و شرک سے متنفر ہوا تو جستجوئے حق میں دور دراز ممالک کی خاک چھانی اور شام پہنچ کر ایک یہودی عالم سے مقصود کی رہبری چاہی اس نے کہا اگر خدا کے غضب میں حصہ لینا ہے تو ہمارا مذہب حاضر ہے زید نے کہا "میں اسی

Marfat.com

سے بھاگا ہوں پھر اس میں گرفتار نہیں ہو سکتا البتہ کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہو تو بتاؤ اس نے دین حنیف کا پتہ دیا انہوں نے پوچھا ''دین حنیف کیا ہے؟ بولا ''دین حنیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ صرف خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے''۔

یہاں سے بڑھے تو ایک عیسائی عالم سے چارہ خواہ ہوئے اس نے کہا ''اگر خدا کی لعنت کا طوق چاہتے ہو تو ہمارا مذہب موجود ہے''۔ زید نے کہا ''خدا را کوئی ایسا مذہب بتاؤ جس میں نہ خدا کا غضب ہو نہ لعنت میں ان دونوں سے بھاگتا ہوں'' بولا میرے خیال میں ایسا مذہب صرف دین حنیف ہے غرض جب ہر جگہ سے دین ابراہیم (علیہ السلام) کا پتہ ملا تو شام سے واپس ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا ''خدایا! تجھے گواہ بناتا ہوں کہ اب میں دین حنیف کا پیرو ہوں''۔

﴿بخاری باب حدیث زید میں مفصل قصہ مذکور ہے﴾

زید کو اس کفرستان میں اپنے موحد ہونے کا نہایت فخر تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ زید کو دیکھا کہ کعبہ سے پشت ٹیک کر کہہ رہے تھے ''اے گروہِ قریش! خدا کی قسم میرے سوا تم میں کوئی بھی دین ابراہیم (علیہ السلام) پر قائم نہیں ہے''۔ ﴿بخاری﴾

ایام جاہلیت میں اہل عرب عموماً اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے لیکن خدائے واحد کے اس تنہا پرستار کو معصوم ہستیوں کے بچانے میں خاص لطف حاصل ہوتا تھا اور جب کوئی ظالم باپ اپنی بے گناہ بچی کے حلق پر چھری پھیرنا چاہتا تو اس کی کفالت اپنے ذمہ لے لیتے اور جب جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے ''جی چاہے لے لو یا میری ہی کفالت میں رہنے دو''۔ ﴿بخاری﴾

Marfat.com

قبولِ اسلام:

جب رسول اللہ ﷺ نے دین حنیف کو زیادہ مکمل صورت میں دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور دعوتِ توحید شروع کی تو گو اس وقت اس کے سچے شیدائی زید صفحہ ہستی پر موجود نہ تھے تاہم ان کے فرزند حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے لیے یہ آواز بالکل مانوس تھی انہوں نے جوش کے ساتھ لبیک کہا اور اپنی نیک بخت بیوی کے ساتھ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں لیکن وہ خود اس وقت تک اسلام کی حقیقت سے نا آشنا تھے بہن اور بہنوئی کی تبدیل مذہب کا حال سن کر نہایت برافروختہ ہوئے اور دونوں میاں بیوی کو اس قدر مارا کہ لہولہان ہو گئے۔ لیکن یہاں کچھ ایسی وارفتگی تھی کہ اس تمام زد و کوب کا صرف یہی ایک جواب تھا۔ ﴿طبقات ابن سعد قسم اول جزو ۳﴾

من زجاں گرچہ صدا ند وہ جان خواہم کشید
تانہ پنداری کہ خود رار بر کراں خواہم کشید

یہاں تک کہ ان بزرگوں کی اسی استقامت و استقلال نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام کی حقانیت کا جلوہ دکھا دیا اور بالآخر حضرت عمر بن الخطاب سے فاروقِ اعظم بنا دیا (رضی اللہ عنہم)۔

ہجرت اور غزوات میں شرکت:

حضرت سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اوّلین کے ساتھ مدینہ پہنچے اور حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور حضرت رافع بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ میں چارہ کرا دیا۔

﴿طبقات ابن سعد حصہ بدریین ترجمہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ﴾

Marfat.com

۲ھ میں قریش مکہ کا وہ مشہور قافلہ جس کی وجہ سے جنگ بدر پیش آئی ملک شام سے آرہا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس تجسس پر مامور فرمایا یہ دونوں حدودِ شام میں تجبار پہنچ کر کشد جہنی کے مہمان ہوئے اور جب قافلہ وہاں سے آگے بڑھا تو نظر بچا کر تیزی کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے کہ رسالت مآب ﷺ کو پوری کیفیت سے مطلع کریں لیکن قافلہ نے کچھ محسوس کر کے ساحلی راستہ اختیار کیا اور کفار قریش کی ایک بڑی جمعیت کے جو اس کی مدد کے لیے آئی تھی اور پرستارانِ حق کے درمیان بدر کے میدان میں وہ مشہور معرکہ پیش آیا جس نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے سربلند کر دیا۔

غرض جس وقت حضرت سعید رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے اس وقت غازیانِ دین فاتحانہ سرور وانبساط کے ساتھ میدانِ جنگ سے واپس آرہے تھے چونکہ یہ بھی ایک خدمت پر مامور تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو بدر کے مالِ غنیمت میں حصہ رحمت فرمایا اور جہاد کے ثواب سے بھی بہرہ ور ہونے کی بشارت دی۔

﴿طبقات ابن سعد تذکرہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ﴾

حضرت سعید رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے سوا تمام غزوات میں مردانگی وشجاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمرکاب رہے لیکن افسوس ہے کہ کسی غزوہ کے متعلق کوئی تفصیلی واقعہ نہیں ملتا۔

عہد فاروقی میں جب شام پر باقاعدہ فوج کشی ہوئی تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت پیدل فوج کی افسری پر متعین ہوئے دمشق کا محاصرہ اور یرموک کی فیصلہ کن جنگ میں نمایاں شجاعت و جانبازی کے ساتھ شریک کارزار تھے اثنائے جنگ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دمشق کی گورنری پر مامور کیا لیکن شوق جہاد نے اس سے بیزار کر دیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو لکھا کہ میں ایسا ایثار نہیں کر سکتا کہ آپ لوگ جہاد کریں اور میں اس سے محروم رہوں اس لیے خط پہنچنے کے ساتھ ہی کسی کو میری جگہ بھیج دیجئے۔ میں عنقریب آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دمشق پر متعین کیا اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ پھر میدانِ رزم میں پہنچ گئے۔

وفات:

فتح شام کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی نہایت سکون و خاموشی سے بسر ہوئی یہاں تک کہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ستر برس تک اس سرائے فانی میں رہ کر رحلت گزین عالم جاوداں ہوئے چونکہ نواحِ مدینہ میں بمقام عقیق آپ کا مستقل مسکن تھا اس لیے وہیں وفات پائی جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جمعہ کی تیاری کر رہے تھے کہ وفات کی خبر سنی اسی وقت عقیق کی طرف روانہ ہو گئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے غسل دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مدینہ لا کر سپردِ خاک کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذاتی حالات اور اخلاق و عادات:

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا دل دنیاوی جاہ و حشمت سے مستغنی تھا صرف مقام عقیق کی جاگیر پر گذر اوقات تھی آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عراق میں بھی ایک جاگیر دی تھی۔

ایک عورت اندھی ہو کر مری:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں اروی نام ایک عورت نے جس کی زمین ان کی جاگیر سے ملی ہوئی تھی مدینہ کے عامل مروان بن حکم کے دربار میں

Marfat.com

شکایت کی کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین دبالی ہے مروان نے تحقیقات کے لیے دو آدمی متعین کیے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جو اپنے مال کے آگے قتل ہو وہ شہید ہے''۔ پھر مروان سے کہا ''کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہے؟'' حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''اگر کوئی شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ظلم و زبردستی سے لے گا تو ویسی سات زمینیں قیامت میں اس کے گلے کا ہار ہوں گی''۔ مروان نے قسم کھانے کو کہا تو یہ اپنی زمین سے باز آگئے اور اس عورت کے حق میں بددعا کے طور پر فرمایا ''اے خدا! اگر یہ جھوٹی ہے تو اندھی ہو کر مرے اور اس کے گھر کا کنواں خود اس کے لیے قبر بنے''۔ خدا کی قدرت بددعا کا تیر ٹھیک نشانہ پر لگا وہ عورت بہت جلد بصارت کی نعمت سے محروم ہوگئی اور ایک روز گھر کے کنویں میں گر کر راہی عدم ہوئی چنانچہ یہ واقعہ اہل مدینہ کے لیے ضرب المثل ہوگیا اور وہ عموماً یہ بددعا دینے لگے۔ اعماك الله كما اعمی اروی۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سامنے بہت سے انقلابات برپا ہوئے بیسیوں خانہ جنگیاں پیش آئیں اور گو وہ اپنے زہد واتقاء کے باعث ان جھگڑوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہے تاہم جس کی نسبت جو رائے رکھتے تھے اس کو آزادی کے ساتھ ظاہر کرنے میں تامل نہیں کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ عموماً کوفہ کی مسجد میں فرمایا کرتے تھے ''تم لوگوں نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے اگر کوہِ احد متزلزل ہو جائے تو کچھ عجب نہیں''۔

﴿بخاری باب بنیان الکعبہ باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ﴾

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے

Marfat.com

کوفہ کے گورنر تھے ایک روز جامع مسجد میں عوام کے ایک حلقہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو انہوں نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور اپنے پاس بٹھایا اسی اثناء میں ایک دوسرا آدمی اندر آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نا ملائم کلمات استعمال کرنے لگا حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہوسکا بولے ''مغیرہ! لوگ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کو گالیاں دیتے ہیں اور تم منع نہیں کرتے اس کے بعد اصحاب عشرہ رضی اللہ عنہم سے آٹھ آدمیوں کا نام لے کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے اور اگر چاہو تو میں نویں آدمی کا نام بھی لے سکتا ہوں لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا نواں میں ہوں''۔ ﴿مسند جلد ۱﴾

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے حالات کتب میں بہت کم ہیں تاہم وہ بالاتفاق ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھے جو آسمانِ اسلام کے مہر و ماہ میں وہ لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رہتے تھے اور نماز میں پیچھے۔

﴿اسد الغابہ ترجمہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ﴾

حلیہ یہ تھا قد لمبا بال بڑے بڑے اور گھنے۔

اہل وعیال:

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کی تھیں بیویوں کے نام یہ ہیں فاطمہ (ام الجمیل) جلیسہ بن سوید امامہ بنت الدجیج، حزمہ بنت قیس ام الاسود، ضخ بنت الاصبغ بنت قربہ، ام خالد، ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری۔

ان بیویوں نیز لونڈیوں کے بطن سے زیادہ کثرت کے ساتھ اولاد ہوئی لیکن ان سے کثیر لاولد ہوئی جن لڑکیوں کے اور لڑکوں کے معلوم ہوسکے وہ علیحدہ

Marfat.com

علیحدہ درج ذیل ہیں:

لڑکے:

عبدالرحمٰن اکبر، عبدالرحمٰن، اصغر، عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، عمر اکبر، عمر اصغر محمد، اسود، زید، طلحہ، خالد، ابراہیم اکبر، ابراہیم اصغر۔

لڑکیاں:

عاتکہ، ام موسیٰ، ام الحسن، ام سلمٰی، ام حبیب کبریٰ، ام حبیب صغریٰ، ام زید کبریٰ، ام زید صغریٰ، ام سلمہ، حفصہ، ام خالد، عائشہ، زینب، ام عبدالخولا، ام صالح۔

﴿طبقات ابن سعد جزو ثالث سے ازواج واولاد کی تمام تفصیل ماخوذ ہے﴾

دعاؤں کا طالب

ماجد علی کمالی

Marfat.com

جلوہ دستِ قدرت
بارہ رسائل میلادِ مصطفیٰ ﷺ
چار زندہ نبی
سیرت غوث اعظم
جہان انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطباتِ مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شان حبیب الباری
قبروں کے حالات
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفرِ آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

رسائل امام سیوطی
آئینہ کربلا
سعادت الکونین فی فضائل الحسنین
رسول معظم ﷺ اور خلفائے رسول
سر الاسرار
بیعت مصطفیٰ
کشف المحجوب
شاہان گوجر
انوار الحدیث
انوار دین
حدائق بخشش
جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تحفہ حنفیہ
معجزاتِ رسول کریم ﷺ
سیرت حضور مجدد اعظم
عامل بنانے والی کتاب
تحفۃ القادریہ
ازواج الانبیاء
سیرتِ رسول عربی ﷺ
رسائلِ میلادِ حبیب
چشمہ فیض گنج بخش
ثمرات القدس (اردو)
غنیۃ الطالبین
آدابِ رسول
رسائل امام سیوطی
کردارِ یزید
محافلِ ایصالِ ثواب
جنتی زیور
مصیبت کے بعد راحت
قرآنی عملیات
مولانا حافظ خان محمد قادری کی تقریریں
کیا آپ جانتے ہیں؟
فتوح الغیب
خطبات الحنفیہ

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ۔ لاہور
042 37213575